بسم اللہ الرحمن الرحیم

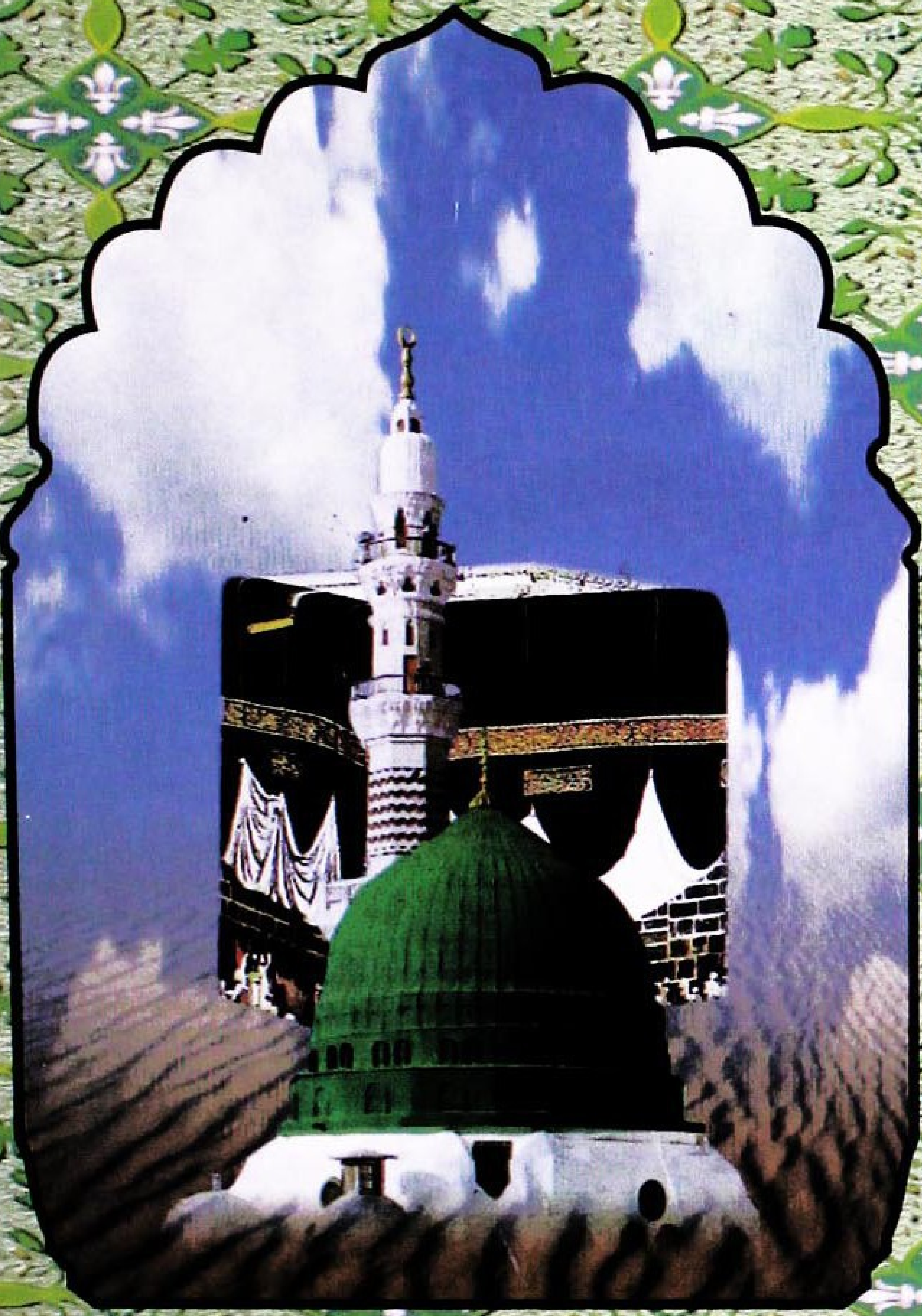

وَاِنَّكَ لَعَلٰى
خُلُقٍ عَظِيمٍ
(القلم)

میں اتمام مکارم اخلاق و
کمال محاسن افعال کیلیے
مبعوث کیا گیا ہوں۔
(حدیث نبوی)

عَبَسَ وَتَوَلّٰى

کس نے کیا تھا

Marfat.com

غصہ اور رضامندی کی حالت برحق ہے
مجھ سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا

فرمان رسول کریم ﷺ

قارئین کرام۔ خلاف اولیٰ کہنے والوں کے لئے مشعل ہدایت۔ غور کریں۔ رسول کریم ﷺ سے صحابہ کرام بہت بڑا گروہ حدیثوں کا اخذ کرتا تھا۔ امام احمد بن حنبل نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ "میں جو کچھ رسول کریم ﷺ سے سنتا تھا۔ اسکو لکھ لیا کرتا تھا۔ اور اس سے میرا مقصد اس کا حفظ کرنا تھا۔ لیکن قریش نے مجھ کو اس سے روکا کہ تم جو کچھ رسول کریم ﷺ سے سنتے ہو اسکو لکھ لیتے ہو حالانکہ آپ ﷺ غصہ اور رضامندی دونوں حالتوں میں گفتگو کرتے ہیں۔ اب میں نے لکھنا چھوڑ دیا ہے"

جب رسول کریم ﷺ سے اسکا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "لکھو

اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے مجھ سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا"

قارئین کرام۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی خلاف اولیٰ نہ کیا کیونکہ خلاف اولیٰ حق کے خلاف ہوتا تھا۔ اور آپ ﷺ کا ہر عمل مبارک حق ہے۔ اولیٰ۔ افضل اور۔ اعلیٰ ہے۔

سعیدی ٹیم کے لئے۔ سعیدی ٹیم کے امام اہلسنت مولوی احمد سعید صاحب کاظمی کہتے ہیں۔ "انبیا علیہم اسلام تمام امور میں برگزیدہ و پسندیدہ ہیں" (مقالات کاظمی کا حصہ سوم صفحہ ۷۵)

اگر معاذاللہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے خلاف اولی نہ بہتر و نہ پسندیدہ کام کئے تو یا تم حضور ﷺ کو نبی نہیں مانتے یا کاظمی صاحب کو جھوٹا کہہ رہے ہو۔ اسلئے اپنے گندے قول سے فوراً رجوع کرو۔

6621

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انک لعلی خلق عظیم (فرمان الٰہی)

میں اتمام مکارم اخلاق و کمال محاسن افعال کیلئے مبعوث کیا گیا ہوں۔

(فرمان رسول کریم ﷺ)

عبس و تولی

(۱)۔ ماہنامہ ' السعید ' ملتان اپریل ۲۰۰۰ء لکھتا ہے کہ یہ "ناپسندیدہ کام" تھا جو رسول کریم ﷺ نے کیا اور اس فعل (خلاف اولی) کا "ناپسند ہونا" رسول کریم ﷺ کو معلوم نہ تھا۔ (مولوی حامد سعید کاظمی۔ مولوی اقبال مولوی اللہ بخش نیر مسٹر الطاف حسین) (معاذاللہ۔ استغفراللہ)

(۲)۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی لکھتے ہیں۔ (مقالات کاظمی ص ۷۸)

انبیاء علیہم السلام کل امور میں برگزیدہ و پسندیدہ ہوتے ہیں۔

(۳)۔ "عرش سے فرش تک تمام مخلوقات و ممکنات کے حقائق و لطیفہ پر حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں (تسکین الخواطر ص ۴۴)

(۴)۔ حضور ﷺ اپنے غلاموں کا تزکیہ فرماتے ہوئے (قیامت کے دن ان کے تمام افعال و اعمال ایمان و اعتقادیات ظواہر و بواطنی کی گواہی دیں گے (تسکین الخواطر ص ۱۱۴)

نوٹ :۔ قارئین کرام ان تضادات پر اگلے صفحات میں بحث ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

135173

جملہ حقوق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	....	سورہ عبس کی تفسیر
خصوصی ذکر	....	سرداران کفار و مشرکین (مکہ مکرمہ) کی خصلتیں
تحریر	....	کرنل (ر) محمد انور مدنی
تعداد	....	گیارہ سو ہر بار
اشاعت اول	....	ربیع الاول ۱۴۱۸ھ جولائی ۱۹۹۷ء
اشاعت دوم	....	شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ دسمبر ۱۹۹۷ء
اشاعت سوم	....	محرم الحرام ۱۴۱۹ھ امئی ۱۹۹۸ء
اشاعت چہارم	....	جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ اکتوبر ۱۹۹۸ء
اشاعت پنجم	....	جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ ستمبر ۲۰۰۰ء
کمپوزنگ	....	محمد آصف : فون نمبر ۴۴۹۵۴۱
ہدیہ	....	اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں دعاؤں کی مقبولیت کا متمنی۔ کیونکہ واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں راضی کریں۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بسم اللہ شریف کے فیوض و برکات

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو نہایت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والے ہیں۔)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسکے ہر حرف کے بدلے چار ہزار نیکیوں کا ثواب لکھے گا اور چار ہزار خطاؤں کو معاف فرمائے گا اور چار ہزار درجے بلند فرمائے گا (نزہتہ المجالس) اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ۱۹ حروف ہیں۔ ایک دفعہ پڑھنے سے ۷۶ ہزار نیکیوں کا ثواب ۷۶ ہزار گناہ معاف اور ۷۶ ہزار درجات کی بلندی سُبحان اللہ میرے رب کریم کی عطا کے کیا کہنے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ رب العالمین کی آخری کتاب قرآن کریم کا جوہر ہے جب کسی دل میں اُتر جاتی ہے، گھر کرلیتی ہے۔ پھر اس میں کسی اور شئے کی نہ گنجائش رہتی ہے نہ ضرورت۔ جو رفعت، راحت، برکت اور عظمت اسے عطا ہے کسی دوسرے عمل کو نہیں۔

اسی میں جلال ہے اسی میں جمال۔ اسی میں ہیبت بھی ہے اور قدرت بھی، عزت بھی ہے منزلت بھی قوت بھی ہے جبروت بھی۔ بسم اللہ کی "ب" کے نقطے کی برکت سے فیض کے چشمے اُبلا کرتے ہیں اور اللہ کریم کی ہر مخلوق خاکی ہو یا آبی، نوری ہو یا ناری، فیض یاب ہوتی ہے جب یہ نازل ہوئی تو شیطان نے اپنے سر پر خاک ڈالی۔ اور اس پر پتھر برسائے گئے۔ اللہ رب العالمین نے اپنی عزت اور جلالت کی قسم کھائی کہ جس کام میں بھی میرا یہ برکت والا نام لیا جائے گا، برکت ہوگی۔ جس بیمار پہ پڑھا جائے گا شفا ہوگی۔ جو اسے پڑھے گا جنت نصیب ہوگی۔

Marfat.com

فہرست مضامین

حصہ اول

۱۔ روئے سخن

۲۔ قرآن فہمی کا مقصد

۳۔ مفسرین کی روایات کی صداقت کا معیار۔اہم نکات

۴۔ نزول سورۃ عبس

۵۔ اللہ تعالیٰ کا انداز تکلم

۶۔ قرآن حکیم اولی (سورۃ قیامہ) ابو جہل ان راہ استغنی (سورۃ علق) تولی (سورۃ نجم) ولید بن مغیرہ عبس وبسر (سورۃ مدثر) کی مثالیں

۷۔ کفار قریش کا نفسیاتی مسئلہ۔

۸۔ ابتدائی آیات کی تشریح۔غائب کی ضمیریں۔

۹۔ لفظ عتاب کی تشریح۔ عتاب کیوں ؟

۱۰۔ رسول کریم ﷺ کا غصہ کی حالت میں بھی حکم فرمانا حق تھا۔

۱۱۔ عتاب قصور ہو تا ہے۔ مفسرین حضرات کے اقوال۔

۱۲۔ محبوبوں پر عتاب نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم کی روشنی میں۔

۱۳۔ رسول کریم ﷺ کا مختلف موقعوں پر تبسم فرمانا۔

۱۴۔ رسول کریم ﷺ کا خلق عظیم۔

۱۵۔ علامہ اقبال اور سابق خطیب بادشاہی مسجد لاہور۔

۱۶۔ ۲۲۶ پیشکش (سہنہ کے مولوی احمد حسین) کا جواب۔

۱۷۔ رسول کریم ﷺ گناہ صغیرہ سہواً بھی نہیں کرتے (اہلسنت کا عقیدہ) لیکن مولوی احمد حسین اسے باطل قرار دیتا ہے۔

۱۸۔ عبس و تولی کو ذنب کی دلیل بنانا غلط ہے۔

۱۹۔ مخالفین (دیوبند) کا فتوی۔

۲۰۔ عفا اللہ عنک تفسیر (عتاب تو گناہ پر ہوتا ہے)

۲۱۔ رسول کریم ﷺ اور اجتہادی غلطی (معاذ اللہ)

۲۲۔ حضرت عمر فاروق اعظمؓ پر شیعوں کے الزامات۔

۲۳۔ اللہ تعالیٰ کی شان مغفرت۔

۲۴۔ محب جل جلالہ اور حبیب ﷺ کے معاملات۔

۲۵۔ فرمان نبی ﷺ۔ ایک زمانہ آئے گا تم ایسی حدیثیں سنو گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی۔

۲۶۔ آخر کلام اور سوالات

Marfat.com

فہرست مضامین

حصہ دوم

(قرب قیامت کی نشانیاں)

۱۔ بد مذہب مولویوں کا رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ پر اپنی موضوع اصطلاحات مثلاً بظاہر خلاف اولی۔ ترک افضل و حسنات الابرار سیات المقربین لاگو کر کے نکتہ چینی کرنا۔ (استغفر اللہ) اور توہین رسالت کا ارتکاب کر کے ایمان گنوا بیٹھنا۔

۲۔ لغت میں خلاف اولی ترک افضل اور بظاہر کے معانی۔

۳۔ مفتی اقبال سعیدی ملتانی کا دلچسپ مگر خطرناک فتوی (اللہ تعالی اور رسول کریم ﷺ کے درمیان کے معاملات کا جاننا)

۴۔ اللہ بخش نیر بے بصیرت مولوی کا لفظ "بظاہر" کو ثابت کرنے کے لئے رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ پر نکتہ چینی کر کے اپنا ایمان گنوانا۔ مثلاً رسول کریم ﷺ کا وضو کرنا۔ نماز فجر نماز تہجد نوافل سفر بدر میں روزہ نہ رکھنا طواف پیدل نہ کرنا۔ چھڑی سے استلام حجر اسود کرنا اور دیگر اعمال کو بظاہر خلاف اولی کہنا۔

۵۔ مسجد ضرار کے منافقین کی دعوت کے جواب میں رسول کریم ﷺ پر بہتان باندھنا کہ میں ضرور آؤں گا حالانکہ آپ ﷺ نے کہا تھا "انشاء اللہ" "اگر اللہ نے چاہا تو دیکھیں گے۔

۶۔ امام ابو یوسف کا ہارون الرشید کے دستر خوان پر 'کدو کو ناپسند' کہنے والے شخص کے خلاف فتوی توہین رسالت اور السعید اپریل ۲۰۰۰ء کے مولویوں کا رسول کریم ﷺ سے عبس و تولی کو ناپسندیدہ فعل قرار دینا اور اسے لا علمی کی بنا پر معلوم نہ ہونا (استغفر اللہ)

۷۔ السعید کے مولوی۔ امام ابو یوسف کے فتوی کی زد میں۔

۸۔ بیٹا اپنے باپ کے فتوے کی زد میں۔ (کون۔ اگلے صفحات میں پڑھیں)

۹۔ حضرت بابا بلھے شاہ کا کلام (سعیدی بے بصیرت مولویوں کے متعلق)

۱۰۔ کیا بد مذہب سید ہو سکتا ہے یا سید بد مذہب نہیں ہوتا۔

Marfat.com

ایک زمانہ آئے گا تم ایسی حدیثیں سنو گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی

آقا ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ تم ایسی حدیثیں سنو گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی۔ عتاب والی حدیث بھی اسی طرح ہی کی لگتی ہے پھر مفسر صاحب لکھتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ عمر بھر اتنے مغموم نہ ہوئے جتنا اس سورۃ کے نزول سے ہوئے لیکن اس بات کا حوالہ نہیں دیا۔ غور کریں ان الفاظ پر "کہا جاتا ہے" یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کون کہتا ہے یا کن لوگوں نے کہا "کب کہا" وغیرہ وغیرہ۔ ایسی غیر ذمہ دارانہ بات لکھنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اس سے ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ آقا ﷺ تو محبوب الٰہی ہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور عقل نہیں مانتی کہ محبوب ﷺ عمر بھر اس ایک واقعہ سے مغموم کر دیئے جائیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پتھر کھائے غزوات میں کفار کے ساتھ لڑائیاں کیں۔ زخمی ہوئے خون بہا اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب سے زیادہ ستائے گئے قیامت کے دن کے سردار حاکم کائنات اور گویا کہ ان گنت خوبیاں ہیں واقعی عتاب والی حدیث ایسی ہے کہ لوگوں کے باپ دادا نے نہیں سنیں۔

آقا ﷺ ہر ایک کی بھلائی کے خواہش مند ہیں :۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں فرمایا "حریص علیکم" تمہاری بھلائی کا خواہش مند ہے چونکہ آپ ﷺ رحمتہ للعالمین ہیں۔ اس لئے آپ تمام انسانیت کے لئے رحمت ہیں اور رحمت تو بڑی چیز ہے اور یہی وجہ تھی کہ آقا ﷺ نے جب دیکھا کہ قوم کفار ایمان نہیں لاتی تو نہایت غمگساری کی حالت میں فرمایا۔ یرب ان ھولاء قوم لایومنوں (الزخرف) ترجمہ یا رب یہ قوم تو ایمان نہیں لاتی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلکہ آپ ﷺ کے قول مبارک کی قسم وقیلہ یرب ان ھٰؤُلاء قوم لایومنون مجھے اپنے محبوب ﷺ کے قول کی قسم جب فرمایا یا رب یہ قوم ایمان ہی نہیں لاتی۔

Marfat.com

روئے سخن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الصلوۃ والسلام علیک یا خاتم النبین

۱۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب ﷺ سے کلام ہے۔ یعنی ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں۔ (انہ لقول رسول کریم) عربی زبان میں اترا دوسری مختلف زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے۔ عربی الفاظ کے متبادل الفاظ کسی زبان میں مل گئے اور کہیں نہ ملے مفسرین حضرات نے اپنی ذہنی فراست اور علمی قابلیت کے مطابق اس کے ترجمے کئے۔ مختلف روایات کے حوالوں سے تشریح کی اس طرح ایک ہی آیۃ کی کئی تفسیریں بن گئیں بعض مفسرین نے بلا سند روایات کے حوالے دیئے جو بظاہر قرآن حکیم سے متضاد نظر آتی ہیں اور بعض مقامات پر مفسرین حضرات سے عدم توجہی سے تسامح ہوا ہے۔

۲۔ دیکھیں سورۃ نجم کی ابتدائی آیات جو کہ آقا ﷺ نے کفار مکہ مکرمہ کے اجتماع کے سامنے تلاوت کیں اور جب سجدہ کیا تو مشرکین بھی سجدہ ریز ہوئے اس میں ان کے بتوں کا ذکر تھا لیکن اس طرف بھی ایسی غلط روایات منسوب کی گئی جو کہ سراسر شان رسالت کے خلاف ہیں (یعنی شیطان نے اپنی طرف سے کچھ الفاظ ملا دیئے) معاذ اللہ وہ الفاظ آپ ﷺ نے ادا کئے حالانکہ یہ باطل اور مردود بات ہے لیکن مفسرین حضرات نے عدم توجہی سے اپنی تفسیروں میں تحریر کیا۔

۳۔ سورہ عبس کی مختلف روایات میں غور کریں صرف اردو ترجمے نہ پڑھیں۔ عربی عبارتیں بھی غور سے پڑھیں اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا انداز تکلم بھی غور طلب ہے۔ وہ الفاظ جو قرآن حکیم میں کفار کے لئے آئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے لئے

Marfat.com

استعمال نہیں کرے گا۔ یہی تو شان محبوبیت ہے۔ مثلاً عبس . کلح . بسل . بسر. تولی اور تلھی یہ تمام الفاظ کفار کے لئے ہیں اس لئے ان میں سے کوئی ایک بھی رسول کریم ﷺ سے منسوب نہیں کرنا چاہئیے۔ (امام بخاریؒ نے عبس کا ترجمہ کلح کیا ہے)

۴۔ اخلاقیات کا تقاضا یہی ہے کہ جو گفتگو پہلے ہو رہی ہو اس کو مکمل کر کے دوسرے سوالی کے سوال کا جواب دیا جائے۔ آپ ﷺ نے تو اخلاقیات کے تقاضے پورے کئے اور اپنے خلق عظیم کی مثال قائم کی۔ بلکہ دوسروں کو بھی درس دیا کہ پہلے جس کے ساتھ بات چیت ہو رہی ہو اسے مکمل کرو پھر دوسرے کے سوال کا جواب دو۔ اگر اس کے برعکس ہو کہ ابھی پہلے سے گفتگو مکمل نہیں ہوئی اسے بیچ میں چھوڑ کر دوسرے کے سوال کا جواب دینے لگ جاؤ۔ اسی اثناء میں کوئی تیسرا سوال کر ڈالے تو پھر دوسرے کو بیچ میں چھوڑ کر تیسرے کے سوال کا جواب دینے لگ جاؤ۔ ایسے تو کسی ایک کو بھی مکمل جواب نہ ملے گا۔ مجلس کے آداب و اخلاق کی مناسب سے حدیث بخاری (کتاب العلم) حاضر ہے۔ من سئل علماء وھو مشتغل فی حدیثہ فاتم حدیثہ ثم اجاب السائل.

ترجمہ :۔ جس سے علم کے بارے پوچھا گیا اور وہ پہلے ہی بات چیت میں مشغول ہو تو وہ پہلے اپنی بات مکمل کرے پھر دوسرے سائل کی طرف متوجہ ہو۔

۵۔ قارئین کرام۔ اکثر مفسرین حضرات سے اس کی تفسیر لکھتے ہوئے عدم توجہی کی بنیاد پر تسامح ہوا ہے۔ رسول کریم ﷺ کو "عابس" قرار دے کر اس کو خلاف اولی و ترک افضل کی بنا پر باعث "عتاب" لکھا ہے۔ جو کہ سراسر غلط ہے۔

۶۔ ماہنامہ السعید اپریل ۲۰۰۰ء نے تو لفظ بظاہر "خلاف اولی" ثابت کرنے کے لئے اسے رسول کریم ﷺ کا ناپسندیدہ فعل قرار دیا ہے جس کا آپ ﷺ کو علم نہ تھا (معاذ اللہ۔ استغفر اللہ)۔ گویا کہ "السعید" والوں کی نظر میں رسول کریم ﷺ لاعلمی کی بنا پر ناپسندیدہ فعل کر سکتے تھے۔ امتیوں کو ایسی باتیں رسول کریم ﷺ سے منسوب کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔

ان حضرات نے تو رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ پر اپنے پیمانے بظاہر خلاف اولی۔ ترک افضل ایسے لگائے ہیں جیسے کوئی ماسٹر کسی شاگرد کے پرچے پر نمبر لگاتا ہے اور کہتا ہے فلاں فلاں جگہ غلطی ہوئی۔ (استغفر اللہ)

Marfat.com

۷۔ قارئین کرام۔ لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ ہیں۔ اپنے اعمال کا پتہ نہیں کہ کون سے قبول ہوں گے یا کسی میں ریاکاری تو نہیں۔ لیکن بیٹھ گئے ہیں رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ کو جانچنے۔ یہ صرف اپنی انا کی خاطر کہ چونکہ انہوں نے ترجمہ البیان میں آیات ذنب میں الفاظ صورۃ گناہ۔ بظاہر خلاف اولی اور معاف کر دیئے لکھے ہیں اس لئے بظاہر خلاف اولی کو انہوں نے ہر صورت میں ثابت کرنا ہے۔ (خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں) جہاں جہاں ایسے واقعات انہوں نے لکھے ہیں جس میں بظاہر خلاف اولی کو ثابت کیا ہے۔ ان واقعات کی سیاق و سباق اور وجوہات اگلے صفحات میں بیان کر دیا ہے تاکہ عام سادہ مسلمان گمراہ نہ ہو کہ معاذ اللہ رسول کریم ﷺ ناپسندیدہ فعل بھی کرتے تھے (معاذ اللہ۔ استغفر اللہ)

۸۔ مولانا احمد سعید کاظمی صاحب کا شرعی عدالت میں توہین رسالت کے متعلق دیا ہوا فتوی ان کے ترجمہ پر لاگو ہو رہا ہے۔ اگر فتوی درست ہے تو ترجمہ غلط ہے۔ ان کے ایک مفتی محمد اقبال سعیدی نے لفظ بظاہر کو فٹ (Fit) کرنے کے لئے اللہ تعالی اور رسول کریم ﷺ کے درمیان معاملات کے متعلق جو لکھا ہے نہایت ہی قابل اعتراض اور قابل گرفت ہے۔ جن معاملات کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا **لی وقت مع اللہ لایطع علیہ ملك مقرب ولا نبی مرسل** یہ مفتی صاحب اس پر مطلع ہیں (استغفر اللہ) موصوف سمجھتے ہیں کہ وہ چونکہ مفتی ہیں اس لئے ان کے پاس ٹھیکیداری کا لائسنس ہے جو چاہیں جس کسی کے متعلق چاہیں لکھ دیں۔ چاہے وہ اللہ تعالی اور رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس ہی نہ ہو۔

۹۔ اس ایڈیشن کے لکھنے کی اشد ضرورت بھی کیونکہ سنہہ کے ایک مولوی احمد حسین نے جو ۲۲۰ پیشکش نامی چند اوراق کا رسالہ لکھا اسمیں اس نے رسول کریم ﷺ سے یہ کلمات منسوب کر دیئے ہیں۔

(الف) رسول کریم ﷺ کی اجتہادی غلطی قرار دیا۔

(ب) رسول کریم ﷺ کے لئے "گناہ صغیرہ سہوا کرنے" سے پاک ہونے کے عقیدہ کو سراسر باطل قرار دیا۔

(ت) رسول کریم ﷺ جو کہ مظہر ربوبیت ہیں کو چہرہ اقدس پر ناگواری کے تاثرات کی وجہ سے 'معتوب' قرار دیا۔ (معاذ اللہ)

(ث) اس کے علاوہ دیگر باتیں جن کی تفصیل اگلے صفحات میں آئے گی جو موصوف نے علم کل ہونے کے زعم میں لکھی ہیں (جن سے توہین رسالت کی بو آتی ہے)۔

۱۰۔ 'عتاب' والی بات غور طلب ہے۔

اکثر مفسرین نے رسول کریم ﷺ کے چہرہ مبارک پہ ناگواری کے اثرات کو باعث عتاب' (معاذ اللہ) قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے تو لوگوں کی حماقتوں پر کئی مواقع پر چہرہ اقدس پر غصہ کا اظہار کیا لیکن وہاں تو عتاب' نہ آیا اب حدیث لقطہ کو دیکھیں۔ کسی صحابی کے پوچھنے پر (بھولے بھٹکے اونٹ کے متعلق) رسول کریم ﷺ غصے میں آگئے اور رخسار مبارک سرخ ہو گئے۔ لیکن آپ نے فتویٰ یعنی حکم صادر فرمایا جو قیامت تک اٹل قانون ہے۔ تو یہاں پر بھی 'عتاب' معاذ اللہ آنا چاہئے تھا۔ (مفسرین کے قاعدہ کے مطابق) نہیں ایسا نہیں۔ عتاب' کیلئے گناہ کا صدور لازم ہے اور رسول کریم ﷺ معصوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ بلاوجہ 'عتاب' نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے تو محبوب ﷺ کے محسنین مطہرین۔ شاکرین۔ صابرین۔ مقسطین۔ متوکلین۔ توابین۔ متقین کو اپنا محبوب قرار دیا ہے انکے لئے بخشش۔ ثواب اور انعامات کے وعدے کئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انا حبیب اللہ تو پھر عتاب (معاذ اللہ) کیسا اور کیوں ؟ امتی کو حبیب اللہ کے متعلق ایسی باتیں لکھتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔

۸۔ مفسرین حضرات نے تو رسول کریم ﷺ سے وہ بات منسوب کی جسکی کوئی حدیث نہیں۔ علامہ خازن لکھتے ہیں (قال فی نفسه) اسی طرح ابن کثیر نے لکھا ہے (وود النبی) کہ رسول کریم ﷺ نے چاہا کہ کاش وہ اس گھڑی رک جائیں۔۔ ایسی کوئی احادیث موجود نہیں جس میں آپ ﷺ کا ایسا فرمان مبارک ہو۔ یہ تسامح کی مثالیں ہیں۔

۹۔ قارئین کرام مفسرین حضرات کا مقام عزت و مرتبہ اپنی جگہ مسلم ہے لیکن بعض دفعہ عدم توجہی کی بنا پر فروگزاشتیں ہوئی ہیں اس لئے فوراً یہ کہہ دینا کہ مفسرین سے اختلاف جرم ہے تو یہ غلط بات ہے کیونکہ بات دلائل پر ختم ہوتی ہے یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ کہنے والا کون ہے با قاعدہ پڑھا ہوا ہے یا نہیں بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کے دلائل کیا ہیں کیا آپ ان دلائل کو رد کرنے کے لئے اپنے زیادہ وزنی دلائل لا سکتے ہیں۔ کیا آپ اسے اس کے سوالات کے جوابات دے کر مطمئن کر سکتے ہیں۔ یہی اخلاقیات کا طریقہ ہے اور علمیت کا راستہ بھی یہی ہے۔

فقط مخلص

بندہ درگاہ رسول کریم ﷺ

کرنل (ر) محمد انور مدنی

Marfat.com

قرآن پاک کی سمجھ

(اللہ تعالیٰ جب کسی کے لئے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو)

ا۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ قرآن کا ایک ظاہری معنی ہے اور ایک باطنی پھر اس باطن کے سات باطن ہیں۔ قرآن پاک کی لغت عام لغت سے بلند ہے اور مختلف ہے اس لئے کہ یہ محبّ کا اپنے محبوب ﷺ سے کلام ہے۔ جس کا انداز اور جس کے راز و نیاز محبّ اور حبیب ہی جانتے ہیں۔ یہ قرآن پاک عربی میں اترا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مادری زبان بھی عربی ہی تھی لیکن اس کے باوجود قرآن پاک کی تعلیم آقا ﷺ سے ہی سیکھتے تھے وہ اس لئے کہ آپ ﷺ ہی معلم قرآن ہیں۔ سورہ بقرہ کی سمجھ کے لئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سالہا سال لگ گئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی کا بڑا حصہ اس طرح گذارا ہے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن سے پہلے ایمان سیکھتا تھا اور جو بھی سورت حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوتی تھی۔ ہر ایک اس کے حلال و حرام کو ایسے سیکھتا تھا جیسے تم قرآن کو سیکھتے ہو اور جہاں وقف کرنا مناسب ہوتا تھا اس کو بھی سیکھتا تھا پھر میں اب ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو ایمان سے پہلے قرآن حاصل کر لیتے ہیں اور سورۃ فاتحہ شروع سے آخر تک ساری پڑھ لیتے ہیں اور انہیں پتا نہیں چلتا کہ سورۃ فاتحہ کن کاموں کا حکم دے رہی ہے اور کن کاموں سے روک رہی ہے اور اس سورت میں کون سی ایسی آیت ہے۔ جہاں جا کر رک جانا چاہئے اور سورت فاتحہ کو ردی کھجور کی طرح بکھیر دیتا ہے یعنی جلدی جلدی پڑھتا ہے حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو صحابہ ہمیں پڑھاتے تھے انہوں نے ہمیں بتایا کہ وہ حضور ﷺ سے دس آیات پڑھتے اور اگلی دس آیات تب پڑھتے جب پہلی دس آیات میں جو علم و عمل ہے اسے اچھی طرح جان لیتے چنانچہ ہم علم و عمل دونوں سیکھتے۔ علمائے کرام جانتے

ہیں کہ حروف مقطعات صرف اللہ تعالیٰ اور ہمارے آقا ﷺ کے درمیان رازونیاز ہیں۔

۲۔ اگرچہ قرآن پاک کی لغت بہت بلند اور مختلف ہے لیکن عربی زبان کے کچھ الفاظ کی وضاحت مروج کتب لغات سے بھی ہوتی ہے اور ان کی وضاحت مستند اور معتبر ہے علاوہ ازیں یہ اصول اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ بات جس ہستی کے متعلق کی جاتی ہے اس کے مرتبہ اور حیثیت کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے جیسا کہ قرآنی الفاظ میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کچھ الفاظ کا معاملہ ہے پھر کیا وجہ ہے کہ حضور ﷺ کے بارے میں کچھ الفاظ کا ترجمہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کی عظمت و مرتبت کا خیال نہ رکھا جائے انسان کے باطن میں ایک کمپیوٹر نصب ہے وہ فوراً اپنے تحت الشعور سے مناسبت رکھنے والے معنی کو اٹھاتا ہے اور اس طرح ایک ہی آیت کے مختلف معانی اور تفسیریں بن جاتی ہے۔ اندر کے باطن سے میری مراد یہ ہے کہ ایمان کی بنیاد جو قرآنی آداب کے مطابق آقا ﷺ کے بارے میں ہر مومن میں لازمی ہے۔ اگر کسی کے تحت الشعور میں وہ بنیاد نہیں ہے تو گویا وہ اپنے ایمان کے بنیادی تقاضوں سے ہی محروم ہے۔ یا آشنا نہیں یا غافل تجاہل عارفانہ برت رہا ہے۔ اگر قرآن پاک سے وہ معانی و مفاہیم دوسری آیات میں ثابت اور واضح ہوتے ہیں تو پھر ان کا انکار سنگین جرم بن جاتا ہے بلکہ جہنم مقدر بن جاتا ہے۔ بعض تفاسیر پڑھنے سے مجھے ایسا تاثر ملا کہ آقا ﷺ کی صفات حمیدہ میں لوگوں نے تضاد بیانی سے کام لیا اور بعض موقعوں پر بخل بھی کیا۔

۳۔ قرآن پاک کی تفسیر کرنے والے بتائیں کہ وہ تفسیر بالرائے کو کیوں قبول نہیں کرتے اسی لئے ناں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس میں انسانی رائے کا دخل بے جا ہے۔ مفسرین یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے بارے میں خود آداب سکھاتا ہے۔ ایسے مفسرین جو تعظیم نبوی کے مقامات میں ایمانی و قرآنی تقاضوں کو فراموش کر دیتے ہیں وہ قرآن فہمی کا دعویٰ کرنے میں غلط ہیں اسی لئے اہل ایمان کو ایسی تفسیروں

Marfat.com

سے وہ کچھ حاصل نہیں ہوتا جو قرآن پاک کا مدعا ہے اور ایمانی تقاضوں کے مطابق ذہانت والے ایسی تفسیروں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

مروجہ علوم میں تفسیر اور اصول تفسیر باقاعدہ الگ قواعد و ضوابط کے ساتھ پڑھائے جاتے ہیں میرا سوال مفسرین سے یہ ہے کہ وہ بتائیں کہ ان علوم میں کہیں کوئی قاعدہ ایسا ہے جس میں تحقیر و توہین یا شان رسالت کے منافی و نامناسب بات کرنے کی گنجائش ہو۔ ہو سکتا ہے کہ اہل تفسیر میری بات کو دیوانے یا مجذوب کی بڑ کہہ دیں۔ میں یہی کہوں گا کہ محبت رسول کے بغیر قرآن فہمی بے سود ہے بلکہ قرآن پاک سمجھ ہی نہ آئے گا۔

۴۔ قرآن پاک کے ظاہری معنی پر علماء مطلع ہوتے ہیں اور باطنی معانی سے صوفیائے کرام خبردار ہیں یا ظاہر وہ جو نقل سے معلوم ہو اور باطن وہ جو کشف سے معلوم ہو۔ پھر ہر ظاہر اور باطن کی ایک حد ہے جہاں سے اطلاع ہے۔ یعنی قرآن پاک کے ظاہر و باطن معلوم کرنے کے علیحدہ مقامات ہیں چنانچہ ظاہر قال سے اور باطن حال سے ہے۔ یا ظاہر نحو سے باطن فنا اور محو سے یا ظاہر کتابوں سے اور باطن کسی کی نظیر سے۔ یاد رہے صوفیائے کرام وہ لوگ ہیں جو شریعت و طریقت کے جامع ہوں نبی کریم ﷺ کے پروانے ہوں۔ آپ ﷺ کے دین کے سچے مبلغ ہوں آپ ﷺ کے فرمان مبارک "علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔" کی روشن تصویر ہوں۔ خبردار رہو کہ اس مقام پر دین فروش جاہل مولوی نمود و نمائش کے دلدادہ. وغیرہ ایسے قماش کے لوگ مراد نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا اندازِ کلام

قرآن حکیم کو بڑے غور و فکر سے پڑھیں تو معلوم ہو گا کہ یہ محبّ اور حبیب ﷺ کے درمیان گفتگو ہے جس میں محبّ زیادہ تر بول رہا ہے اور محبوب ﷺ سن رہے ہیں۔

Marfat.com

خاص آقا ﷺ کے متعلق آیاتِ قرآن پاک

کسی آیت جس میں آقا ﷺ کا ذکر مبارک ہے یا کوئی خاص لفظ آپ ﷺ سے منسوب ہے، کو سمجھنے سے پہلے مندرجہ ذیل باتیں جاننا ضروری ہیں۔

(الف) اللہ تعالیٰ کس بات کے متعلق اپنے محبوب ﷺ سے گفتگو کر رہا ہے۔

(ب) یہ بات کن سیاق وسباق میں ہو رہی ہے۔

(ت) زیر بحث آیات یا الفاظ کا شان نزول کیا ہے۔

(ث) کیا اسی طرز کی گفتگو قرآن پاک کے کسی اور مقام پر ہوئی ہے۔

(ج) کہیں مفسر دونوں جگہوں کی تشریح کرتے ہوئے ایسی تاویلیں تو نہیں کر رہا جن کا آپس میں تضاد ہو۔

(ح) زیر بحث الفاظ کے لغت میں کیا معنی ہیں؟

(خ) کیا انسانی لغت کے یہ معنی آقا ﷺ کی شان اقدس میں توہین و تنقیص کا موجب تو نہیں؟ اگر کوئی ایسی بات نظر آرہی ہو تو پھر سمجھو کہ الفاظ کے یہ معنی غلط منسوب کر رہے ہو؟

(د) اگر ایک عربی لفظ کے جتنے بھی معنی انسانی لغت میں ہوں اور وہ ظاہری استعمال سے توہین و تنقیص ظاہر کرتے ہوں تو پھر اس لفظ کے معنی اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ ہی جانتے ہیں۔ عام انسان چاہے کتنا بڑا مدعی علم ہو۔ نہیں جانتا۔ نہ جان سکتا ہے

(ذ) ایسے الفاظ کی بحث میں پڑنے سے پہلے یاد رکھنا چاہئے کہ کہیں آقا ﷺ کی شان رسالت میں بے ادبی تو نہیں ہو رہی۔

قرآن حکیم میں تفکر و تدبر

۱۔ اللہ تعالیٰ نے قران حکیم کو متقیوں کے لئے ہدایت بنایا۔ اسے مینارہ نور بنایا ایک حرف کی تلاوت پر کم از کم دس نیکیوں کا وعدہ فرمایا۔ اس پر غور و فکر کرنے کو منبع انوار بنایا۔۔۔ انسان کو قوموں کی اصطلاح سے خطاب فرمایا۔ جنہوں نے اس سے ہدایت پائی ان کو قوم مومنیں۔ قوم یفقھون ۔ قوم یعقلون ۔ قوم یعلمون ۔ قوم یوقنون ۔ قوم الصالحین کا خطاب دیا۔ جنہوں نے انکار کیا انہیں قوم المجرمین ۔ قوم الخاسرون ۔ قوم عادون ۔ قوم تفتنون ۔ قوم تجھلون اور ایسے ہی منفی القابات دیئے اور سب انسانیت کے لئے فرمایا کہ اس میں تفکر و تدبر کرو اور جو قومیں ایسا کرتی ہیں ان کے بارے میں فرمایا۔ قوم یتفکرون ۔ قوم یذکرون کہا۔

۲۔ اسی بنا پر لازم ہے کہ قرآن حکیم کی آیات مقدسہ پر غور و فکر کیا جائے۔ شان الوہیت اور شان رسالت کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔۔۔ قرآن حکیم چونکہ عربی زبان میں ہے جس کی فصاحت وبلاغت بلند وبالا ہے اس کا ترجمہ کرتے وقت اردو زبان میں ایسے الفاظ تلاش کئے جائیں جو عربی کی زبان کی فصاحت وبلاغت کو قائم رکھیں۔

۳۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ان تمام باتوں کا انحصار انسان کے اندر کے باطن کے ساتھ ہے۔ اگر اس میں رسول کریم ﷺ کے لئے عشق ہے تو پھر پورا قرآن ہی آپ ﷺ کی شان میں قصیدہ لگے گا اور اگر باطن میں خباثت ہے تو پھر یہ خباثت خسارے کی طرف لے جائے گی۔۔۔ (ولا یزید الظالمین الاخسارا)

Marfat.com

کچھ مفسرین کے متعلق

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔رسول کریم ﷺ سب سے زیادہ قرآن سمجھنے والے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلم کا خطاب دیا (یعلمهم الکتاب والحکمه) صحابہ کرام جن کی مادری زبان عربی تھی وہ بھی قرآنی آیات کے متعلق رسول کریم ﷺ سے ہی پوچھا کرتے تھے۔بعد کے زمانے میں مختلف علماء کرام نے تفسیریں لکھیں اور کئی معاملات میں عدم توجہی کی وجہ سے رسول کریم ﷺ کی طرف غلط باتیں منسوب کر گئے۔امام العلماء الربانین قبلۃ الاولیاء المکاشفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے فرمایا ہے۔

ومنه علم تنزيه الانبياء مما نسب اليهم المفسرون من الطامات ممالم يجى فى كتاب اللّٰه وهم يزعمون انهم فسروا كلام اللّٰه فى ما اخبربه عنهم نسال المه العصمت فى القول والعمل فلقد جائوباكبر الكبائر۔..... الخ (فتوحات مکیہ بقیہ ج ۳ ص ۵۶۳)

ہر مفسر کے لئے ضروری ہے کہ اسے حضرات انبیاء علیہم السلام کی طرف ہلاکت خیز باتیں منسوب کرنے سے بچنے کا علم ہونا چاہئے۔وہ اس علم کے نہ ہونے کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ ”ہم قرآن کی تفسیر کر رہے ہیں“ حالانکہ وہ نبیوں کی شان میں بدگوئی کر کے بہت بڑے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے قول و عمل سے بچائے۔

ایسے ہی شقی ائمہ مفسرین کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا انما یخاف علی امتی الائمة المضلون۔

(کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق للمناوی علی ہامش الجامع الصغیر للسیوطی ص ۷۶)

Marfat.com

شریعت کی حفاظت

غلط روایات اور غلط تفسیر و تاویل

مفسرین و مصنفین پر تنقید کرنا واجب ہے

شاگرد بڑے پروفیسر سے دلائل کی روشنی میں اختلاف کرنے کا شرعی حق رکھتا ہے اور اسکی کتاب کی غلطی یا بالمشافہ خود اس کی غلطی ظاہر کرنے کا مجاز ہے دنیائے اسلام میں دور حاضر کے فرقہ وارانہ ذہنیت کے مالک ایسے لوگ موجود ہیں جو اس نظریے میں مبتلا ہیں کہ اپنے پسندیدہ علمائے کرام اور ان کی تقاریر و تصانیف کو کلیۃ اغلاط سے پاک سمجھتے ہیں اور ان کے کسی قول کو مسترد ہونے کا امکان نہیں مانتے اگر کوئی شخص ان لوگوں کے نظریے کے خلاف عقیدہ حق کا اظہار کرے تو یہ لوگ حقیقت ہونے کے باوجود ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں حالانکہ امام شافعی حنفی اور علامہ آلوسی حنفی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روایوں، گواہوں اور مصنفین پر جرح و تنقید کرنا نا صرف جائز بلکہ واجب ہے کیونکہ اس میں شریعت کی حفاظت ہے اور حضرت عباس دوری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے بھی یحیی بن معین رحمتہ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس سے حدیث میں خطا نہیں ہوئی وہ کذاب ہے اور حضرت عبد الرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں کہ جو شخص خود کو خطا سے مبرا سمجھے وہ پاگل ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایسا کون شخص ہے جو خطا نہیں کرتا۔ (بحالہ الاداب الشرعیۃ ج ۲ ص ٦٦)

مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ المکرمتہ طبعہ اولی ۱۴۱۷ء امام حنفی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے میری زندگی گواہ ہے تصنیف و تالیف میں خطرہ لغزش سے انسان کا

Marfat.com

محفوظ رہنا بہت مشکل ہے اور یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے بے شک بھول چوک انسانیت کے خصائص سے ہے اور خطاو لغزش آدمیت کی علامت ہے۔

(حوالہ در مختار ج ا'ص ۹۶۔۹۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 'طبع اولی ۱۴۱۵ء)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کوئی بشر معصوم نہیں اور غیر معصوم سے کوئی نہ کوئی کلمہ غلط یا بیجا صادر ہونا کچھ کالمعدوم نہیں۔ (حوالہ فتویٰ رضویہ ج ۶'ص ۲۸۳ مکتبہ رضویہ)

امام الحرمین عبد المالک بن عبد اللہ الجوینی الشافعی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۴۷۸ھ فرماتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کوئی ایک لغزشوں سے معصوم نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے درگزر فرمانے والا ہے پھر کیسے کسی عام شخص کے لئے عصمت تسلیم کی جائے۔

(حوالہ کتاب الارشاد ص ۲۷۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 'طبعہ اول ۱۴۱۶ء)

حدیث میں ہے کہ حضور سید الکونین ﷺ نے فرمایا عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کا انتظار رکھو۔ اسے استاد امام مسلم حسن بن علی حلوانی ابن عدی 'بیہقی اور مثال میں عسکری نے حضرت عمر بن عوف مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایات کیا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں عالم سے لغزش ہوتی ہے تو وہ اس سے رجوع کر لیتا ہے اور اسکی خبر شہروں شہروں پہنچ کر لغزش اس سے منقول رہ جاتی ہے۔

رب کائنات کی پاکیزہ مقدس کتاب قرآن حکیم کے سوا کوئی کتاب اغلاط و اختلاف سے پاک نہیں۔

(امام شافعی حنفی رحمتہ اللہ علیہ 'حوالہ در المختار ج 'ص ۱۰۵ 'مطبوعہ دار الکتاب العلیم بیروت طبعہ ۴۱۵)

خطیب بغدادی علیہ رحمتہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کتاب کی ۷۰ مرتبہ بھی تصحیح کی

Marfat.com

جائے تب بھی اس کتاب میں ضرور خطاپائی جائے گی اللہ تعالیٰ اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ اس کی کتاب آسمانی صحیفہ کے سوا کوئی کتاب صحیح ہو۔

(حوالہ موضح ادہام) بوالتغریق ج ا' ص ٦)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور آئمہ کرام و خطبائے ملت کے علمائے اکرام و مصنفین کے غلط روایات اور غلط احادیث پر تنقید کرنے کے بارے میں چند اقوال پڑھے رب کائنات سے دعا ہے جمیع امت مسلمہ کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور امت رسول اللہ ﷺ کو اسلاف کے طریقے پر ہمیشہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے جو اپنے پسندیدہ علماء کے اقوال کو حرف آخر سمجھتے ہیں اگرچہ بظاہر وہ غلط ہی ہوں۔

بخاری مسلم حضرت احمد رضا خاں کی نظر میں

ایسے ہی مولانا عظیم البرکت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

آخر بخاری و مسلم کا علم محیط نہ تھا' کیا جو کچھ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے امت مرحومہ تک پہنچایا (کیا) اس سب کا علم بخاری' مسلم کو حاصل تھا؟ خود اصحابہ کرام جو گاہ و بہ گاہ سفر و حضر میں دائما بارگاہ عرش جاہ حضور رسالت پناہ علیہ و علیہم صلواۃ اللہ میں حاضر رہتے یہاں تک کہ حضرات خلفائے اربعہ و حضرت عبداللہ ابن مسعود و غیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی یہ دعوی نہیں کر سکتے تھے کہ حضور اقدس ﷺ کے کل اقوال و افعال پر ہمیں اطلاع ہے' کتب احادیث پر جسے نظر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ بعض باتیں ان حضرات پر بھی مخفی رہیں تابدیگرے چہ رسد' پھر بخای' مسلم و غیرہما کیوں کر علم کل کا دعوی کر سکتے ہیں' اگر وہ نفی کریں بھی تو اس کا محصل صرف اپنے علم کی نفی ہو گا یعنی ہمیں نہیں معلوم "صفاح اللجین صفحہ ۳۳ / ۳۴"

لاکھوں حدیثیں علماء اپنے سینوں میں لے گئے کہ اصلاً تدوین میں بھی آئیں' امام

Marfat.com

بخاری کو چھ لاکھ حدیثیں حفظ تھیں امام مسلم کو تین لاکھ، پھر صحیحین میں صرف سات ہزار حدیثیں آئیں۔

خود شیخین "بخاری و مسلم" وغیرہ سے منقول ہے کہ ہم سب احادیث صحاح کا استیعاب نہیں چاہتے اور اگر ادعائے استیعاب فرض کیجئے تو لازم آئے گا کہ افراد بخاری امام مسلم اور افراد مسلم امام بخاری صحاہ افراد سنن اربعہ دونوں اماموں کے نزدیک صحیح نہ ہوں اور اگر اس ادعا کو آگے بڑھایئے تو یوں ہی صحیحین کی وہ متفق علیہ حدیثیں جنہیں امام نسائی نے مجتبی میں داخل نہ کیا، ان کے نزدیک حلیہ صحت سے عاری ہوں گی

(صفاح اللجین صفحہ ۳۱ / ۳۲)

حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی مزید فرماتے ہیں کہ :-

اجلہ رواۃ بخاری و مسلم بے وجہ وجیہ و دلیل ملزم کوئی مردود و خبیث کوئی متردک الحدیث مثل امام بشر بن بکر تبلیسی و محمد بن فضیل بن غزوان کوفی و خالد بن مخلد ابوالہشیم بجلی مبلا یہ تو بخاری و مسلم کے خاص خاص رجال بے مساغ و مجال پر فقط مواخذہ ہے۔

اس سے بڑھ کے سنئے یہ حضرت نذیر حسین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی حدیث دانی نے صحاح ستہ کے رو و البطال کے لئے اقوال سبعہ واضح فرمائے جس راوی کو تقریب میں صندوق رمی بالتشیع، یا صدوق متیشع، یا ثقہ یغرب، یا صدوق، یخطی، یا صدوق یہم، یا صدوق لہ اوہام لکھا ہو وہ سب ضعیف و مردود الروائت و متروک الحدیث ہیں۔

حالانکہ باقی صحاۃ ور کنار خود صحیحین میں ان اقسام کے راوی دو چار نہیں دس بیس نہیں، سینکڑوں ہیں چھ قاعدے تو یہ ہوئے اور ساتواں یہ جس سند میں کوئی راوی غیر منسوب واقع ہوا ہو۔

مسلمانو! حضرت کے یہ اقوال سبعہ پیش نظر رکھ کر بخاری و مسلم کو سامنے لایئے اور جو جو حدیثیں ان مخترع محدثات پر رد ہوتی جائیں کاٹتے جائیں اگر دونوں کتابیں آدھی تہائی بھی باقی رہ جائیں تو ہمارا ذمہ۔

(الفضل الموہبی ص ۲۳، از حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ)

Marfat.com

Marfat.com

روایت وحدیث کی صداقت کا معیار

۱۔ سب سے پہلے واقعہ کی تلاش قرآن مجید میں پھر احادیث صحیحہ میں، پھر عام احادیث میں کرنی چاہئے اگر نہ ملے تو روایات سیرت کی طرف توجہ کی جائے۔

۲۔ کتب سیرت محتاج تنقیح ہیں اور ان کی روایات واسناد کی تنقید لازم ہے۔

۳۔ سیرت کی روایتیں بہ اعتبار پایہ صحت، احادیث کی روایتوں سے فروتر ہیں اس لئے بصورت اختلاف احادیث کی روایات کو ہمیشہ ترجیح دی جائے گی۔

۴۔ سیرت کے واقعات میں سلسلہ علت و معلول کی تلاش نہایت ضرورت ہے۔

۵۔ نوعیت واقعہ کے لحاظ سے شہادت کا معیار قائم کرنا چاہئے۔

۶۔ روایات میں اصل واقعہ کس قدر ہے اور راوی کی ذاتی رائے و فہم کا کس قدر جزو شامل ہے بر ض راوی حضرات نے اپنی طرف سے اضافے بھی کئے ہیں۔ ان کی پڑتال ضروری ہے۔

۸۔ اسباب خارجی کا کس قدر اثر ہے۔

۹۔ جو روایت عام وجوہ و عقلی مشاہدہ عام اصول مسلمہ اور قرائن حال کے خلاف ہوگی لائق حجت نہ ہوگی۔

۱۰۔ اہم موضوع پر مختلف روایات کی تطبیق وجمع سے اس کی تسلی کر لینی چاہئے کہ راوی سے ادائے مفہوم میں غلطی تو نہیں ہوئی ہے۔

135173

۱۱۔ روایات احاد اگر رسول کریم ﷺ کے فضائل و مراتب کے خلاف ہوں تو ناقابل قبول ہیں۔

Marfat.com

حدیثوں کے راویوں کی اقسام فرمان مولائے کائنات شیر خدا رضی اللہ عنہ

بعض چیزیں رسول اللہ ﷺ کی طرف غلط طور پر کیسے منسوب ہو جاتی ہیں تو اس کی بڑی وجہ وہ کذاب اور وضاع راوی ہیں جو اپنی محدثیت کی دکان چمکانے کے لئے طرح طرح کی حدیثیں گھڑ کے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتے رہے لیکن ایسی روایتوں کا اسماء الرجال کے ذریعے باسانی پتہ چلایا جاسکتا البتہ کچھ روایتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں کوئی بھی راوی کذاب نہیں ہوتا اس کے باوجود ان کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف درست نہیں ہوتی اور اس کا سبب باب مدینۃ العلم علی کرم اللہ وجہہ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ حدیثوں کے راوی تین قسم کے ہوا کرتے تھے۔

(الف) وہ مخلص مومن جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا اور آپ ﷺ کی گفتگو کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھا۔

(ب) وہ اعرابی جو کسی باہر کے قبیلے سے آیا اور رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا مگر اس کا صحیح مطلب نہ سمجھ سکا اور اپنے قبیلے میں واپس جا کر جو کچھ سمجھا تھا اس کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا، جس کی وجہ سے مفہوم میں تبدیلی واقع ہو گئی۔

(ت) وہ منافق جس کا نفاق ظاہر نہیں تھا۔ اس نے جھوٹ اور افتراء کے طور پر بات گھڑی اور اس کو رسول اللہ ﷺ کی طرف (بالواسطہ یا بلاواسطہ) منسوب کر دیا۔ سننے والے نے اس کو سچا مومن سمجھتے ہوئے اس کی بات پر یقین کر لیا اور اس کی روایت کو دوسروں کے سامنے ذکر کر دیا۔ اس طرح وہ جھوٹی روایت پھیل گئی۔

قسم دوم اور قسم سوم میں یہ فرق تو ضرور ہے کہ ایک کو غلط فہمی ہوئی اور دوسرے نے جان بوجھ کر شرارت کی لیکن بہر صورت ان کی روایات کی رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا بالیقین غلط ہے، خواہ بعد کے راوی کتنے ہی ثقہ اور مستند کیوں نہ ہوں، اس لئے

Marfat.com

روایات کو کتاب اللہ پر پیش کرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی روایت قرآن پاک کے مطابق ہوئی تو وہ بالیقین رسول اللہ ﷺ کا کلام ہے۔ جس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا ہر مومن کے لئے ضروری ہے اور اگر قرآن پاک کے خلاف ہوئی تو وہ کسی غلطی فہمی یا نفاق کا شاخسانہ ہے اور اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف باطل ہے اور قابل قبول نہیں حاصل یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کبھی، بھی قرآن پاک کے خلاف نہیں ہوتی، نہ ہو سکتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان مبارک

میرے بعد تمہارے پاس بیشتر روایات پہنچیں گی۔ جب بھی کوئی روایت تمہارے سامنے آئے تو اس کو اللہ کی کتاب پر پیش کرنا جو کتاب اللہ کے موافق ہو اس کو قبول کر لو۔ یقیناً اس کا انتساب میری طرف درست ہو گا اور جو قرآن حکیم کے معارض و مخالف پائی جائے اس کو رد کر دینا یقین کرو میں اُس سے بری ہوں۔

نوٹ :- فرمان نبوی ﷺ سے اور بڑی کوئی کسوٹی نہیں جن سے روایات کو پرکھا جاسکے۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ اور روایات کی چھان بین

قارئین کرام!

۱۔ حضرت عمرؓ نے روایت حدیث کو ممنوع قرار دے دیا اور اپنے اس حکم کا نفاذ بڑی شدت سے کیا تاہم بعض ایسے موضوعات پر روایت کا سلسلہ جاری رہا جن کے متعلق حضرت عمرؓ لوگوں کو روایت سے نہیں روک سکتے تھے۔ جب کوئی رسول کریم ﷺ کی کوئی حدیث یا سنت ان کے سامنے پیش کرتا تھا تو وہ اس کی تصدیق کرتے تھے۔ روایت حدیث کو اس اندیشے کی بناء پر روکا تھا کہ اس طرح روایت کا سلسلہ بڑھ جائے گا کچھ لوگوں کو ان کی مصلحت وضع احادیث پر مجبور کرے گی۔ لیکن سیاسی اور غیر سیاسی اغراض کے تحت موضوعہ حدیثوں کی یہ بھر مار ہو گئی کہ اکثر کو کتاب اللہ کے منافی دیکھ کر مسلمان کانپ اٹھے۔ بنو امیہ کے دور میں جعلی حدیثوں کو روکنے کی جتنی کوششیں کی گئی سب اکارت گئیں بلکہ روز بروز اضافہ ہوتا گیا پھر عباسی دور میں رسول کریم ﷺ کی وفات کے تقریباً دو صدی بعد مامون کا زمانہ آیا تو یہ جعلی حدیثیں لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو گئیں۔ آپ جانتے ہیں امام بخاری کو چھ لاکھ سے زیادہ حدیثیں ملیں۔ جن میں سے چار ہزار سے زیادہ صحیح ثابت نہ ہو سکیں۔ امام ابو داؤد نے پانچ لاکھ حدیثیں جمع کیں جن میں سے چار ہزار آٹھ سو صحیح نکلیں۔

۲۔ حضرت عمرؓ کا اندیشہ یہ تھا کہ لوگ کتاب اللہ کو چھوڑ کر احادیث کی طرف ڈھل جائیں گے اس لئے آپ نے احتیاط برتی۔ آپ مجمع عام میں جس میں اکثر صحابہ موجود ہوتے تھے۔ پکار کر کہتے کہ اس مسئلے کے متعلق کسی کو حدیث معلوم ہے؟

Marfat.com

۳۔ مسند اور روایت کے متعلق حضرت عمرؓ نے یہ مقدم اصول قائم کئے۔

(الف) روایت کا بالفظ ہونا ضروری ہے۔

(ب) خبر واحد میں تائیدی شہادت کی حاجت ہے۔

(ت) محض راوی کا ثقہ ہونا روایت کے لئے کافی نہیں۔

(ث) خبر واحد ہمیشہ قابل حجت نہیں ہوتی۔

(ج) روایت کے اعتبار میں موقع اور محل کی خصوصیات کا لحاظ شرط ہے۔

قارئین کرام!

۱۔ حضرت عمرؓ روایات کے معاملے میں بہت شدت سے چھان بین کرتے تھے۔

۲۔ اس کے باوجود آج بھی ایسی حدیثیں ملتی ہیں جو ہمارے باپ دادا نے نہیں سنیں۔ واقعی پیارے رسول کریم ﷺ کا فرمان مبارک حق ہے۔ آپ صاحب کلی علم غیب ہیں۔ چنانچہ ان کو کتاب اللہ پر پرکھنا بہت ضروری ہے۔ خصوصاً جب رحمۃ للعالمین رؤف رحیم ﷺ کے اوصاف حمید اور ذات اقدس سے متعلق ہو۔

۳۔ بخاری شریف میں تو یہ حدیث بھی ہے کہ حضور 'اپنی جوئیں مارا کرتے تھے' استغفر اللہ۔ جس ہستی کا پسینہ خوشبوؤں سے زیادہ معطر ہو۔ جس کا گزر کسی گلی سے ہو جائے تو بعد میں گزرنے والے خوشبو سونگھ کر اندازہ کریں کہ یہاں سے محبوب ﷺ کا گزر ہوا ہے۔ جس کے جسم اقدس پر مکھی نہ بیٹھے وہاں جوؤں کا کیا کام۔

(حدیث رد کی جاتی ہے)

۴۔ بندہ پچھلے کئی سالوں سے ایک کتاب بنام" خوشبوئے محبوبؐ" لکھنا چاہ رہا ہے لیکن جو خوشبو مبارک سونگھی ہے وہ بیان نہیں کر سکتا۔ مدینہ منورہ میں دو سال قیام کے دوران تمام عطاروں کی دکانوں پر گیا لیکن" خوشبوئے محبوب" نہ ملی۔ اس دنیا کے کسی بھی عطار کے پاس ایسی خوشبو نہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کی خوشبو جنت کی خوشبو ہے۔

Marfat.com

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اخذ روایت میں احتیاط

ا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا روایت حدیث کے بارے میں طریقہ یہ تھا کہ آپ احادیث لینے میں (احتیاطا) بہت زیادہ شدت سے کام لیتے تھے۔ اپ صرف ایسی روایت بیان کرنا مناسب سمجھتے تھے جو بالکل اسی طرح یاد ہو جس طرح پہلی مرتبہ سنی ہو۔

(امام طحاوی' مقام ابو حنیفہ ص ۱۳۴' بحوالہ الجواہر جلد ۱)

۲۔ وہ کسی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی روایت کو بھی جبکہ اسے زبانی یاد نہ ہو' روایت کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ (الکفایہ)

۳۔ ابو عصمہ نے حضرت امام سے دریافت کیا کہ آپ مجھے کن لوگوں سے روایت لینے کا حکم کرتے ہیں تو فرمایا "ہر اس معتبر ثقہ شخص سے اگر چہ وہ جماعت سے ہٹا ہوا ہو سوائے شیعہ کے کہ ان کا اصل عقیدہ یہ ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کو گمراہ ثابت کریں۔" (حیاۃ ابو حنیفہ ص ۱۶۳' بحوالہ الکفایہ فی علم الروایہ بحوالہ عبداللہ بن مبارک)

۴۔ اخذ روایت میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ قاضی ابو یوسف رضی اللہ عنہ کی تائید کی ہے کہ شیعہ سے روایت قبول نہ کی جاوے۔ (خطیب بغدادی بحوالہ مذکور)

۵۔ امام وکیع بن الجراح رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "بلا شبہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حدیث میں وہ احتیاط کی ہے جو اور کسی نے نہیں کی۔"

(مقام ابی حنیفہ ص ۱۳۴' بحوالہ مناقب امام صندر الائمہ جلد ۱)

۶۔ امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ سے سنا' وہ فرماتے تھے۔ "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ علم کے حاصل کرنے میں بڑے سخت محتاط اور حدود والہیہ کی بے حرمتی پر بے حد مدافعت کرنے والے تھے

Marfat.com

اور وہ صرف وہی حدیث لیتے تھے جو ثقہ راویوں سے مروی ہوتی تھیں اور آنحضرت ﷺ کے آخری فعل کو لیا کرتے تھے۔

(مقام ابو حنیفہ ص ۱۳۳ بحوالہ الانتقاء لابن عبد البر)

۷۔ امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

جو حدیث آنحضرت ﷺ سے منقول ہو اس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ یہ شرط لگاتے تھے کہ عمل سے پہلے دیکھ لیا جاوے کہ راوی حدیث سے صحابی تک پرہیز گاروں کی ایک خاصی جماعت اسے نقل کرتی ہے' پھر وہ قابل عمل ہو گی۔"

(میزان الکبری جلد ا' مقام ابو حنیفہ ص ۱۳۴)

۸۔ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب اور رائے نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ سخت مذہب ہے اور عمل اس کے خلاف پایا ہے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ بخاری و مسلم کے ان رواۃ کی تعداد جو شرط مذکور پر پورے اترتے ہوں نصف تک بھی پہنچے۔"

(مقام ابو حنیفہ ص ۱۳۵ بحوالہ تدریب الراوی)

Marfat.com

یہ ضروری ہے کہ احادیث بخاری و مسلم کی صحت کی پڑتال ہو آپ کے غور و فکر کے لئے عرض ہے

۱۔ آپ صرف اور صرف بخاری اور مسلم میں آنے والی احادیث کو جزو ایمان ہی نہ بنالیں اور دوسری کتب احادیث جو سینکڑوں کی تعداد میں ہیں میں آنے والی اس کے برعکس احادیث کو اس لئے ضعیف اور کمزور نہ قرار دے دیں کہ وہ بخاری و مسلم میں کیوں موجود نہیں۔

۲۔ ایک مثال حاضر ہے۔ بخاری شریف میں ایک روایت بھی ایسی موجود نہیں جس میں نماز میں رفع یدین کرنے کی نفی کی گئی ہو بلکہ اس کے برعکس تمام تر روایات میں یہی ایک بات ہے کہ رفع یدین کرنا ضروری ہے حالانکہ دوسرے محدثین مثلاً ترمذی' ابو داؤد' نسائی' ابن ابی شیبہ' الطبرانی' الطحاوی' الحاکم' البیھقی' میں ان احادیث کا ناسخ موجود ہے اور یہ کہ ترک رفع یدین ضروری ہے۔ یہاں علماء کرام نے بخاری کی اس حدیث کو رد کر دیا ہے۔

۳۔ قرآن مجید سے متعارض روایات وہ تمام روایات جن میں سید الانبیاء ﷺ کے اوصاف حمیدہ' ذات اقدس' کمالات و جمالات و معجزات اور والدین کریمین دادا محترم حضرت عبد المطلب عم محترم حضرت ابو طالب رضی اللہ عنھم کو معاذ اللہ کافر و مشرک ثابت کیا گیا ہے اور رسول کریم ﷺ کو مسحور اور 'عابس' قرار دیا گیا ہے خواہ وہ کسی بھی کتاب حدیث میں ہوں نا قابل قبول ہیں اور راوی کو جھوٹا قرار دینا چاہئے اس قسم کی روایات سے بخاری شریف اور مسلم شریف بھی مبرا نہیں۔ کیونکہ یہ قرآن مجید سے متعارض ہیں۔

ترجمہ اور تفسیر کرتے وقت

یہاں تک جو بحث کی گئی ہے اس تمام کا خلاصہ بطور اعادہ ذکر کیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرنا منع ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو ہر طرح ایذا دینا خواہ قول سے ہو یا فعل سے حرام ہے۔

ایسے الفاظ جن میں گستاخی کا شائبہ بھی پایا جائے وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے استعمال کرنے ناجائز ہیں۔

ایسے الفاظ جن کے معنی تو درست ہوں لیکن کفار ان کا غلط معنی لے کر ناجائز فائدہ اٹھائیں' ان الفاظ کا استعمال اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے ناجائز ہے۔

کلمات ادب استعمال کرنا فرض ہے جن الفاظ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا منع ہیں۔

اردو ترجمہ کرتے وقت تفاسیر کے اقوال اور ادب پر دلالت کرنے والے اقوال کے مطابق ترجمہ کرنا ضروری ہے۔

ایسے عربی الفاظ جو اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں انہیں ترجمہ میں لاتے وقت دیکھا جائے کیا یہی الفاظ اردو میں استعمال ہو کر مفہوم کو بدلنے کا سبب تو نہیں بن رہے۔

وہ عربی الفاظ جو اردو میں استعمال نہیں ہوتے ان کو ترجمہ میں استعمال کرنے سے عبارت کا مفہوم نہیں بدلے گا البتہ تفسیر کی ضرورت پیش آئے گی۔

بعض اوقات ایک ہی لفظ عربی کا ترجمہ اسی وقت مفہوم کو واضح کرے گا جب اردو زبان کے مختلف الفاظ ترجمہ میں لائے جائیں گے۔ اردو کا ایک ہی لفظ استعمال کرنے سے یا مفہوم واضح نہیں ہو گا یا مفہوم بدل جائے گا۔

Marfat.com

انبیاء کرام معصوم ہیں تمام صغائر و کبائر گناہوں سے پاک ہیں۔

اجماع امت سے یہ ثابت ہے کہ انبیاء کرام سے کبھی بھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ یعنی صغیرہ گناہ بھی سہواً بھی سرزد نہیں ہوا۔

نتیجہ

۱۔ جب رب کہے کہ میرے نبیوں پر شیطان غالب نہیں آسکتا انبیاء کرام بھی فرمائیں کہ ہم گناہ کا ارادہ بھی نہیں فرماتے شیطان بھی کہے کہ پیغمبروں پر میرا داؤ نہیں چلتا۔ اب جو شخص ان کو گنہگار مانے وہ شیطان سے بھی بدتر ہے لہذا جو حدیثیں ایسی ملیں جن سے پیغمبروں کے گناہ ثابت ہوں وہ قابل قبول نہیں۔

۲۔ نبی کو جھوٹا کہنے سے راوی کو جھوٹا کہنا بہتر ہے۔ اس لئے کہ روایات کی سند کی پرکھ بہت ضروری ہے۔ جہاں ایک جگہ پر ایک راوی ایسی بات کرتا ہے جو اوصاف حمیدہ کے منافی ہے مگر کسی اور مقام پر ایسی بات ہو جو فضائل حمیدہ کو اجاگر کرے تو حسنِ ظن کا تقاضا بلکہ عقیدہ ہی یہی ہونا چاہئے کہ رسول کریم ﷺ کے فضائل مبارک والی روایت قبول کریں اور دوسری کو چھوڑ دیں۔۔۔۔

۳۔ رسول کریم ﷺ کے فضائل کے لئے ظنی دلیلیں بھی قابل قبول ہیں۔

Marfat.com

راوی حضرات کی خطائیں۔ ایک بہت بڑی مثال

احادیث میں اپنی طرف سے اضافہ

تمام روایتوں میں سب سے زیادہ صحیح روایات وہ سمجھی جاتی ہیں جو صحیح بخاری میں ہیں اور صحیح بخاری کی جملہ روایات کے ایک راوی ہشام ہیں اور ہشام کے شاگردوں میں سب سے معتبر، معتمد اور مستند سفیان ابن عیینہ ہیں۔

ہر غلطی اور لغزش سے منزہ اور پاک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ راوی خواہ کتنا ہی سچا اور مستند کیوں نہ ہو، اس سے کہیں نہ کہیں غلطی اور بھول چوک ہو ہی جاتی ہے۔ ثقہ اور معتبر راوی بھی انسان ہی ہوتے ہیں اس لئے ان کو غلطی لگ جانا نہ صرف ممکن ہے بلکہ اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے۔ لیکن جہاں صورت حال ایسی ہو کہ ثقہ راوی کی روایت کو تسلیم کرنے سے شان رسالت پر حرف آتا ہو تو پھر تحفظ شان رسالت کو مقدم سمجھنا چاہئے اور اس روایت کو سراسر من گھڑت قرار دینے میں تامل نہیں کرنا چاہئے۔ اسی بنا پر تو کیا اس سے یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم پیغمبروں کو سچا قرار دیں اور اس روایت کے راویاں کو جھوٹا کہہ دیں۔

حضرت سفیان ابن عیینہ

بہت ہی جلیل القدر ہستی ہیں۔ ثقہ ہیں، ثبت ہیں، حجت ہیں، حافظ ہیں، امام ہیں۔ غرضیکہ ایک مستند اور معتمد راوی کے لئے جتنے بھی الفاظ کتب اسماء الرجال میں مستعمل ہیں وہ سب ان کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ بڑی بڑی مقتدار و راہنما ہستیاں ان کے شاگردوں میں شامل ہیں اور ان کے فضائل و مناقب کے بارے میں اسماء الرجال والے کہتے ہیں کہ "کثیرۃ جدا" یعنی بہت ہی زیادہ ہیں۔ علم حدیث کا ایک بحر ذخار تھے جس سے ایک دنیا سیراب و فیض یاب ہوئی، تاہم روایت حدیث میں ان سے خطائیں بھی سرزد

ہوتی رہتی تھیں۔ اس سلسلے میں علامہ ذہبی نے جو کچھ لکھا ہے اس کا ترجمہ احمد رضا خاں حضرت بریلوی کے حوالے سے پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

یہ ہیں محدثین کے امام الائمہ سفیان ابن عیینہ' جنہوں نے زہری سے روایت میں بیس سے زیادہ حدیثوں میں خطا کی۔۔۔ امام احمد فرماتے ہیں۔ مجھ میں اور علی ابن مدینی میں مذاکرہ ہوا کہ زہری سے روایت میں ثاہت تر کون ہے اعلی نے کہا۔ "سفیان ابن عیینہ" میں نے کہا۔۔۔ "امام مالک" کہ ان کی خطا سفیان کی خطاؤں سے کم ہے۔ قریب بیس احادیث ہیں جن میں سفیان نے خطا کی۔" پھر انہوں نے اٹھارہ گنا دیں اور ان سے کہا۔۔۔ "آپ مالک کی خطائیں بتائیں؟" وہ دو تین حدیثیں لائے۔ پھر جو میں نے خیال کیا تو سفیان نے بیس سے زیادہ حدیثوں میں خطا کی ہے۔ "ذکرہ فی المیزان بااین ہمہ امام سفیان کے ثقہ' ثبت' حجت ہونے پر علمائے امت کا اجماع ہے۔" ان کی خطاؤں کا تناسب کچھ زیادہ ہی ہے کیونکہ زہری سے انہوں نے کل تین سو کے لگ بھگ روایتیں لی ہیں اور ان میں انہوں نے بیس سے زیادہ خطائیں کی ہیں' اس طرح ان کی خطاؤں کا تناسب سات فیصد کے قریب بنتا ہے حالانکہ یہ زہری کی روایتوں کے سب سے پختہ حافظ مانے جاتے ہیں۔ جبکہ ہشام کی روایتوں میں ان کا اثبت اور احفظ ہونا اسماء الرجال والوں نے کہیں بیان نہیں کیا۔ تو اپنے جس استاد کی روایتوں کے یہ انتہائی پختہ حافظ ہیں' اگر اس کی روایات میں ان کی خطاؤں کا تناسب سات فیصد ہے تو جن اساتذہ کی روایات میں ان کا پختہ حافظ ہونا کہیں مذکور نہیں۔۔۔ مثلاً ہشام۔۔۔ ان کی روایات میں ان کی خطاؤں کا تناسب نہ جانے کیا ہوگا۔۔۔!

Marfat.com

احادیث میں ردوبدل (اضافہ) کی مثال

سفیان ابن عیینہ کا کارنامہ

امام بخاری کتاب الدعوات میں ایک حدیث اس سند کے ساتھ لائے ہیں۔

حدثنا علی ابن عبداللّٰہ قال : حدثنا سفین' قال : حدثنا سمی' عن ابی صالح' عن ابی هریرة قال : کان رسول اللّٰه ﷺ بتعوذ من جهد البلاء' ودرك الشقاء وسوء القضاء وشماتة الاعداء۔

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (چار چیزوں سے) پناہ مانگا کرتے تھے۔۔۔ سخت مصیبت سے' بدبختی لاحق ہونے سے' بری تقدیر سے اور دشمنوں کی شماتت سے۔) اس حدیث کے راوی۔ سفیان ابن عیینہ ہیں اور وہ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد نہایت معصومیت سے اعتراف کرتے ہیں۔

قال سفیان : الحدیث ثلث' زدت انا واحدة' لا ادری ایتهن هی

سفیان نے کہا۔۔۔ "حدیث میں صرف تین چیزوں کا ذکر ہے۔ ایک میں نے بڑھادی' میں نہیں جانتا کہ وہ کون سی ہے۔"

سبحان اللہ! کوئی پوچھے کہ چلیں مان لیا' زمانہ گزر جانے کے بعد آپ کو یاد نہیں رہا کہ آپ نے کون سا اضافہ کیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ پہلے اضافہ کیا ہی کیوں تھا؟

اس سوال کا جواب علامہ کرمانی دیتے ہیں۔ سوال وجواب انہی کی زبانی سنئے!

"ان قلت : کیف جازله ان یخلط کلامه بکلام رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم بحیث لایفرق بینهما؟"

قلت : ماخلط' اشتبه علیه تلك الثلاثه بعینها و عرف انها کانت ثلثه من هذه الاربعه' فذکر الاربعه تحقیقا لروایه تلك

الثلاثه قطعا' اذلا مخرج منها۔"

(اگر تم اعتراض کرو کہ سفیان کے لئے یہ بات کیسے جائز ہو گئی کہ وہ اپنے کلام کو رسول اللہ کے کلام میں اس طرح خلط ملط کر دیں کہ دونوں میں فرق ہی نہ کیا جا سکے ؟

تو میں جواب دوں گا کہ انہوں نے خلط ملط نہیں کیا' بلکہ ان پر تینوں کی تعین مشتبہ ہو گئی تھی لیکن وہ جانتے تھے کہ وہ تین انہی چار میں سے تھیں' اس لئے انہوں نے چار کو ذکر کر دیا تاکہ تین چیزیں یقینی طور پر ان میں آجائیں' کیونکہ اس سے نکلنے کی اور کوئی صورت ہی نہیں تھی۔

اگر سفیان کو یہ پتہ نہ ہوتا کہ میں نے کونسی چیز کا اضافہ کیا ہے تو یہ جواب چل جاتا مگر مصیبت یہ ہے کہ صحیح اسماعیلی میں سفیان کی جو روایت مذکور ہے اس وضاحت موجود ہے کہ اضافی چیز "شماتۃ الاعداء" ہے۔۔۔!

"وقد اخرج الاسماعیلی الحدیث من طریق عمر و عن سفیان' فبین فیه ان الخصله المزیدة هی شماته الاعداء"

(اور اسماعیلی نے اس حدیث کو عمر کے واسطے سے سفیان سے روایت کیا ہے اور اس میں وضاحت کی ہے کہ جس صفت کا اضافہ کیا گیا ہے' وہ شماتت الاعداء ہے)

اب اس الجھن کا کیا حل ہو کہ ایک روایت میں اضافہ شدہ چیز کی تعین موجود ہے' جبکہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق سفیان کہتے ہیں۔ "میں نہیں جانتا کہ وہ کونسی ہے۔"

اس کا جواب علامہ قسطلانی نے یہ دیا ہے۔

"ولعل سفیان کان اذا حدث میزها' ثم طال علیه الامر' بطرء علیه النسیان' فحفظ بعض من سمع تعیینها منه قبل ان یطرء علیه النسیان' ثم کان بعدان خفی علیه تعیینها یذکر کونها مزیدة مع ابهامها۔"

Marfat.com

(ہو سکتا ہے کہ سفیان پہلے جب یہ حدیث بیان کرتے ہوں تو اپنے اضافے کو واضح کر دیتے ہوں' پھر لمبے عرصے بعد ان پر نسیان طاری ہو گیا' تو جن لوگوں نے نسیان طاری ہونے سے پہلے ان کی زبان سے اضافے کی تعیین سنی تھی انہوں نے اس کو یاد رکھا' مگر بعد میں سفیان پر وہ تعیین مخفی ہو گئی اس لئے وہ کسی غیر معین چیز کا اضافہ بیان کرنے لگے) حاصل یہ کہ پہلے ان کو اپنے اضافے کا پتہ تھا اس لئے اسماعیلی کی روایت میں اس کی تعیین موجود ہے' بعد میں نسیان کی وجہ سے ان کے ذہن میں اضافہ معین نہ رہا اس لئے بخاری کی روایت میں کسی ایک مبہم اضافے کا ذکر ہے۔

اس طرح تعیین اور ابہام کا تعارض تو رفع ہو گیا مگر ہمارا سوال مزید مستحکم ہو گیا کہ جس زمانے میں ان کو یہ معلوم تھا کہ یہ میرا اضافہ ہے اسی وقت اس کو انہوں نے نکال کیوں نہ دیا۔۔۔۔؟

اگر بات یہیں تک رہتی تو پھر بھی خیر تھی مگر انہوں نے مزید ظلم یہ کیا کہ کچھ عرصے بعد اضافے کے بارے میں بتائے بغیر ان چاروں چیزوں کو یقینی طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیا۔ اس بات کا اعتراف علامہ کرمانی کو بھی ہے مگر ان کے پاس اس کا جواب کوئی نہیں ہے۔

"روی البخاری عنه فی کتاب القدر الحدیث و ذکر فیه الاربعه مسندا الی رسول اللّٰه ﷺ جزما بالانرد دولا شک ولا قول بزیادة"

(بخاری نے کتاب القدر میں سفیان ہی سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ مگر اس میں چاروں چیزوں کو یقینی طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہاں سفیان نے نہ تو کسی تردد اور شک کا اظہار کیا ہے' نہ یہ بتایا ہے کہ ایک میں نے زیادہ کی ہے)

Marfat.com

علامہ کرمانی نے جس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہی حدیث ہے اور اسی سند کے ساتھ اس کو سفیان نے بیان کیا ہے' البتہ! اس کے ابتدائی الفاظ میں تھوڑا سا تغیر کر دیا ہے' یعنی "رسول اللہ ﷺ پناہ مانگا کرتے تھے" کو "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پناہ مانگا کرو!" سے بدل دیا ہے۔ باقی تمام الفاظ وہی ہیں۔ حدیث مع السند ملاحظہ فرمائیے!

حدثنا مسدد' قال : حدثنا سفیان' عن سمی' عن ابی صالح' عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال : نعوذ و باللّٰہ من جھد البلاء' و درک الشقاء و سوء القضاء' وشماتۃ الاعداء

اس حدیث میں سفیان نے پورے دھڑلے سے چاروں باتیں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دی ہیں' جن میں سے ایک بالیقین ان کی اپنی تیار کردہ ہے۔ اسی لئے ہم نے کہا کہ سفیان حدیث میں من پسند اضافے کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے بیان کردہ الفاظ میں وہ جان بوجھ کر یا بھول کر اضافہ کر دیتے ہیں۔

قارئین کرام!

یہ صرف ایک مثال تھی جو ایک راوی کے متعلق ایک حدیث پاک میں اپنی طرف سے اضافہ کرنا یا ردوبدل کرنا تھی۔۔۔۔ ایسی بے شمار مثالیں ملیں گی جن کو مفسرین حضرات نے اپنی تفسیروں میں جگہ دی اس لئے یہ لازم ہو جاتا ہے کہ روایت واحادیث کی پڑتال قرآن حکیم پر کی جائے۔

Marfat.com

تسامح کی چند مثالیں

۱۔ سورۃ عبس

(الف) حضور ﷺ نے عبداللہ ابن مکتوم کی آمد پر نہ تو تیوری چڑھائی۔ نہ منہ پھیرا اور نہ ہی زبان مبارک سے کچھ الفاظ کہے لیکن ایک مفسر نے لکھا 'قال فی تفسہ' آپ ﷺ نے اپنے جی میں کہا۔۔۔ اب ایسی بات لکھنی نہیں چاہئے کیونکہ رسول کریم ﷺ کا دل کیسے پڑھ لیا وہ بھی سینکڑوں سال بعد۔ دوسری بات یہ ہے کہ کیا کوئی فرمان رسول ایسا ہے جس میں آپ ﷺ نے اپنے دل کی بات کہی ہو۔۔۔ (نہیں ایسی کوئی حدیث نہیں)

(ب) ایک اور مفسر لکھتا ہے کہ 'یقال' کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ زندگی بھر مغموم رہے۔۔۔ 'یقال' جیسی باتیں جو بے سند ہوں اسے رسول کریم ﷺ سے منسوب نہیں کرنا چاہئے۔ رسول کریم ﷺ اگر ایک لمحے کے واقعہ سے زندگی بھر مغموم رہے تو یہ شان رسالت کے خلاف ہے۔

۲۔ جنگ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینا

مفسرین نے ایسی کہانی لکھی ہے جو منفی تاثر دیتی ہے مثلاً فدیہ لینے کے فیصلے کے بعد رسول کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ روتے رہے۔۔۔ اب یہ کہانیاں جنہیں لکھتے وقت احتیاط نہ برتی گئی جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ معاذ اللہ رسول کریم ﷺ نے غلط فیصلہ کیا۔۔۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں 'فرمایا کہ اگر یہ پہلے سے نوشتہ نہ ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تو اللہ تعالیٰ کے نوشتہ کو سچا کر دکھایا۔۔۔ دوسری بات یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کا فیصلہ کر کے رونا (معاذ اللہ) شان رسالت اور کردار نبوت کو کم کرتا ہے۔ (استغفر اللہ)

Marfat.com

۳۔ سورۃ نجم

سورۃ نجم کے نزول کے لئے سال کا تعین کرنے کی بے سند روایات لکھی گئی ہیں۔ پھر حرم شریف کے صحن میں ایک مجمع عام کے سامنے اس کی تلاوت اور آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد رسول ﷺ نے سجدہ کیا۔ حاضرین نے جن میں کافر۔ جن وانس ہمع مسلمان سب شامل تھے۔ بعض مفسرین نے اس میں تلک الغرانیق العلے' والے من گھڑت اور جھوٹے قصے کو بھی بیان کیا ہے یعنی جب و منتوا لثالثۃ الاخری پڑھا تو شیطان نے کچھ کلمات ملا دیئے۔۔۔۔اس سے ظاہر ہے کہ منفی تاثر ملتا ہے حالانکہ پیغمبر شیطانی کلمات کے خلط سے محفوظ ہوتا ہے۔

۴۔ تاویلیں (قرآنی آیات کے خلاف)

مفسرین حضرات نے مختلف مقامات پر تاویلیں کرتے وقت ایسی اصلاحیں استعمال کی ہیں۔ جو قرآن کریم کے ہی خلاف ہیں۔ مثلاً 'خلاف اولیٰ' 'ترک افضل وغیرہم۔ رسول کریم ﷺ تو خود اعلیٰ۔ ادل اور افضل ہیں۔ قرآن حکم ہے آپ ﷺ حاکم ہیں۔ آپ ﷺ کا قول و فعل ہی شریعت ہے مگر مفسرین نے یہ پیمانے بنا کر رسول کریم ﷺ کے افعال مبارکہ کو ناپنا شروع کر دیا۔۔۔۔ایک اور اصطلاح استعمال کی حسنات الابراء سیات المقربین۔۔۔۔اب یہ ایک تو قرآن و حدیث میں نہیں اور دوسرے یہ کہ یہ ایک دوسرے سے متضاد ہیں کیونکہ مقربین بھی تو ابرار ہی ہوتے ہیں۔ اگر ابرار کو ایک ثواب ملے تو مقربین کو دوگنا ملے گا وہاں 'سیئہ' کا کیا کام۔؟

نوٹ :۔ ان کے علاوہ قرآن حکیم میں کئی مقامات پر مفسرین کرام سے عدم توجہی سے تسامح ہوا ہے۔

Marfat.com

نزول سورہ عبس

نام :۔ اس سورت کا نام عبس ہے جو اس سورت کا پہلا کلمہ ہے۔ اس میں ایک رکوع بیالیس آیات' ایک سو تیس کلمات اور پانچ سو تینتیس حروف ہیں۔

نزول :۔ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مختلف روایات میں سے ایک روایت جو عموماً لکھی جاتی ہے

ا۔ مفسرین حضرات نے اس سورت کے شان نزول کے حالات لکھے ہیں کہ

الف۔ بارگاہ حضور ﷺ میں شیبہ' عتبہ' پسران ربیعہ' امیہ بن خلف' ابوجہل اور ولید بن مغیرہ اور دیگر روسائے قریش حاضر تھے۔ حضرت ﷺ بڑی دلسوزی اور محویت سے انہیں کفر و شرک کے اندھیروں سے نکالنے کی سعی فرما رہے تھے۔ ”حریص علیکم“ کی شان اپنے پورے جوبن پر تھی۔ دریں اثناء عبداللہ ابن ام مکتوم حاضر ہوئے نابینا ہونے کی وجہ سے محفل کا رنگ نہ دیکھ سکے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے کہا یا رسول اللہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا اس میں سے مجھے بھی سکھایئے۔

بات صرف اتنی تھی

ا۔ کہ سورہ عبس کا شان نزول حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے۔ اور بس

۲۔ رسول کریم ﷺ کی گفتگو کافروں کے ساتھ جاری تھی کہ بیچ میں ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف توجہ نہ کی اور اپنی بات چیت جاری رکھی

۳۔ یہی اخلاقیات کا تقاضا تھا۔ کہ جس سے پہلے گفتگو ہو رہی ہے اس کو مطمئن کر کے پھر دوسرے مسائل کے ساتھ بات ہو۔

۴۔ صحابی کی آمد پر کفار نے تیوری چڑھایا منہ پھیرا عبس و تولی کفار کے متعلق ہے۔

Marfat.com

روایت نمبر ١

امام ترمذی متوفی ٢٧٩ نے جو روایت نقل کی ہے وہ مندرجہ ذیل ہے آپ نے اس کی صحت کے متعلق بتایا ہے کہ یہ حسن غریب ہے اس کے بعد فرمایا ہے کہ باقی تمام روایات عروہ سے ہیں جو کہ مرسل ہیں۔

(ابواب التفسیر ص ٥٤٦)

سورہ عبس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

١٢٥٧ حدثنا سعید بن یحیی بن سعید الامری قال ثنی ابی قال هذا ماعر ضنا علٰی هشام بن عروه عن عروه عن ابیه عن عائشته قالت انزل عبس و تولی فی ابن ام مکتوم الاعمی اتٰی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فجعل یقول یا رسول اللہ ارشد نی وعند رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم رجل من عظماء المشرکین فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض عنه ویقبل علی الاخر ویقول اتری بما قول باسا فیقول لافغی هذا انزل هذا حدیث حسن غریب ور وی یعضبهم هذا الحدیث عن هشام بن عروه عن ابیه قال انزل عبس و تولی فی ابن ام مکتوم ولم یذکر فیه عن عائشته

تفسیر سورہ عبس

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے "عبس و تولی" حضرت ام مکتوم نابینا رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ! مجھے ہدایت فرما اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکین کا ایک بڑا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ نہ کی اور دوسری طرف مشغول رہے اور فرمایا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس میں حرج سمجھتے ہو۔ اس نے کہا سورت پر یہ سورت نازل ہوئی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے لوگوں نے اسے بواسطہ ہشام بن عروہ، حضرت عروہ میں روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "عبس و تولی" حضرت ام کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

Marfat.com

روایت نمبر۲

(در منثور ج ٦ ص ٣٥) عن ابی حاتم عن الحکم تعلیم دین میں غنی اور فقیر کا کوئی امتیاز نہیں چنانچہ رسول کریم ﷺ پر سورہ عبس اتار کر اللہ پاک نے ایسے لوگوں پر عتاب فرمایا جو غنی اور فقیر میں امتیاز رکھنا چاہتے ہیں (حوالہ ابن مندر ابن ابی حاتم شعب الایمان بیہقی)

روایت نمبر۳

جوالہ امام مالک (موطاء مالک کتاب القرآن ص ۱۹۲) عروہ سے روایت کی ہے اور صرف حضرت ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے تعلق بتایا ہے۔ پوری عبارت ایسے ہے۔ (متوفی ۱۷۹ھ)

٨ وحدثنی عن مالک عن ھشام عروہ عن ابیہ انہ قال انزلت عبس و تولی فی عبد اللہ بن ام مکتوم جاء الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یقول یا محمد استد نینی وعند النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل من عظماء المشرکین فجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعرض عنہ ویقبل علی الاخر' ویقول یاابا فلان ھل ترى بما اقول باسا فیقول لا والدماء ماارى بما تقول باسًا فانزلت عبس و تولی ان جاءہ الاعمی

عروہ بن زبیر سے رویات ہے کہ سورہ عبس حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے۔ اے محمد! مجھے اپنے نزدیک جگہ دیجئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت مشرکین کا ایک سردار بیٹھا تھا۔ پس نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف توجہ نہ کی اور دوسرے کی جانب متوجہ رہے اور فرماتے اے ابوفلاں! کیا جو میں کہتا ہوں اس میں کوئی برائی ہے؟ وہ کہتا کہ بتوں کی قسم جو آپ کہتے ہیں مجھے اس میں کوئی برائی نظر نہیں آتی۔ پس سورہ عبس نازل ہوئی۔

نوٹ:۔ یعرض عنہ کا ترجمہ "منہ پھیرلیا" یہاں موزوں نہیں بلکہ "توجہ نہ کی" موقع کی مناسبت سے بالکل موزوں ہے

روایت نمبر۴

حضرت امام بخاری نے جلد دوم میں سورہ عبس کی تفسیر جو کی ہے وہ ایسے ہے (متوفی ۲۵۶)

امام بخاری کی تفسیر سورہ عبس

۔ امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ جو کہ ایک عظیم محدث ہیں نے سورہ عبس کی تفسیر میں لفظ عبس کی تفسیر کلح کی ہے۔ یہ ان کی علمیت کی بلندی ہے کہ ایک لفظ میں پوری سورۃ کی تفسیر کر دی۔ کلح کا لفظ کفار کے لئے ہے یہ ایک تیوری چڑھانے کا ایسا برا انداز ہے کہ ماتھے پر بل ڈال کر اوپر والا ہونٹ اوپر اور نیچے والا ہونٹ نیچے ہو تو دانت نظر آجاتے ہیں اور پورا چہرہ کرخت شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جیسے عبوس الاسد یعنی شیر اپنے شکار پر حملہ کرنے کے وقت کرتا ہے سورہ مومنین میں کالحون' کے متعلق اللہ تعالیٰ کے فیصلے دیئے ہیں یعنی کہ کفار جہنمی' گمراہ اللہ کی آیات کو جھٹلانے والے اور دوزخ سے اللہ کو پکاریں گے اور اللہ کہے کا اخسو '"دھتکارے رہو" میں تم سے بات نہ کروں گا۔

دیگر روایات

مستدرک حاکم' ابن منذر' ابو یعلی' ابن جبان' ابن جریر' مجاہد' مسروق اور ضحاک وغیرھم سے مذکور ہیں جن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں ہے اور تابعین سے منسوب ہونے کی وجہ سے مرسل ہیں اس کے ساتھ ساتھ ان میں صرف یہ ہے کہ سورہ عبس حضرت ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے متعلق ہیں۔ اور بس -

یعرض عنه

۱۔ حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یعرض عنه آیا ہے۔ (موطاء مالک اور ترمذی)

۲۔ لغت میں اَعْرَضَ کا مطلب ہے توجہ نہ کرنا۔ (AVOID) احتراز کرنا، گریز کرنا، درگزر کرنا، کنارہ کرنا، بچ کے رہنا، پرہیز کرنا، کالعدم کر دینا۔

غور کریں

۱۔ الفاظ عبس و تولی کا کسی روایت میں ذکر نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہو۔

۲۔ ہاں سورۃ کا نام ایسے مذکور ہے۔ انزلئت عبس و تولی فی عبداللہ بن ام مکتوم یعنی حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ کے متعلق سورۃ عبس و تولی نازل ہوئی۔

۳۔ کس نے عبس و تولی کیا یعنی 'عابس' کون ہے۔ اس کی تفصیل تفسیر بالقرآن کے اصول پر اگلے صفحات میں پڑھیں۔

۴۔ امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے سورہ عبس کی تفسیر میں۔

(الف) اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔

(ب) کلح ترجمہ کر کے قائل ہوئے کہ یہ کافر کے لئے ہے۔

۵۔ ہر روایت میں صرف واقعہ کا ذکر ہے یہ تو ذکر نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبس و تولی کیا عتاب والی بات کہاں سے آئی؟

۶۔ کہیں بھی یہ ذکر نہیں کہ حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ نے خود یہ کہا ہو کہ مجھے فلاں نے بتایا کہ جب تم آئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبس و تولی کیا تھا اور نہ ہی وہ خود دیکھ سکتے تھے (نابینا ہونے کی وجہ سے)

Marfat.com

راویان۔ روایت کی صحت کی پڑتال

حضرت عروہ بن زبیر

متوفی ۹۴ھ تابعی (طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۱۸۹)

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ یوم الحرہ (۶۴ھ) کو میں نے کتب فقہ جو ان کی تھیں جلا ڈالیں اس کے بعد وہ کہا کرتے کہ ان کتب کا میرے پاس ہونے سے زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ میرے پاس مال میرے اہل کے برابر ہو۔

یہ روایت مرسل ہے

(طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۳۳۸)

روایت نمبر ۱

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ قریش کے لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ جن میں عتبہ بن ربیعہ اور قریش کے چند باوجاہت لوگ تھے آپ ﷺ ان لوگوں سے فرما رہے تھے کہ یہ خوب نہیں۔ اگر میں یہ لاؤں اور وہ لاؤں' وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ خونوں کی قسم ہاں ہاں۔ ابن ام مکتوم آئے آپ ان لوگوں میں مشغول تھے۔ انہوں نے کچھ دریافت کیا۔ آپ نے ان کی طرف توجہ نہ کی سورۃ عبس نازل ہوئی۔

نکات

۱۔ حضرت عروہ نے اپنی کتب ۶۴ھ میں جلا ڈالیں۔ اب یہ صرف زبانی کلام چلتا تھا۔ ۹۴ھ میں فوت ہوئے۔ ہشام بن عروہ (۶۱ھ سے ۱۴۶ھ) اس کی روایت کرتے ہیں اور وہ بغداد میں دفن ہیں۔

روایات پر بحث (عتاب کے حوالے سے)

ا۔ سورہ عبس کی تشریح میں جس انداز سے رسول کریم ﷺ کو معتوب (معاذ اللہ) قرار دیا گیا ہے عبس اور لھو (معاذ اللہ) سے منسوب کیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل وجوہات کی وجہ سے رد ہو جاتی ہیں۔

ا۔ راوی حضرات کا مقام (STATUS)

ب۔ روایات کے متن میں تضاد

دلائل کی تفصیل

ا۔ راوی حضرات کا مقام

ا۔ جتنی بھی مختلف روایات ہیں سوائے ایک کے تمام کی تمام تابعین سے ہیں مثلاً عروہ بن زبیر چنانچہ تکنیکی طور پر یہ "مرسل" روایت بن جاتی ہے اور امام مسلم کے فرمان کے مطابق مرسل روایت محدثین کے نزدیک حجت نہیں۔ خصوصاً ایسے جو کہ اخلاق نبوت ﷺ سے متعلق ہوں۔

۲۔ جو روایت ترمذی میں حضرت عائشہ کی طرف منسوب ہے وہ روایت حسن غریب ہے گویا کہ امام ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) سے پہلے کی تمام روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر مبارک نہیں اندازہ کریں کہ پونے تین صد سال گزر چکے ہیں کہ اس روایت میں ایک صحابیہ کا ذکر ہوا۔ اسی وجہ سے یہ غریب ہے صحیح نہیں۔

نوٹ :۔ لغت میں لفظ غریب کے بہت معانی ہیں مثلاً مشکوک مرتاب (Doublful) ۔ خلط (Confused) ۔ غیر واضح (Vague) ۔ ملتبس ۔ مبہم (Vague) ۔ غیر مانوس غموض (Low)

ب۔ روایات کے متن میں تضاد

ا۔ جب ہم حضرت عروہ بن زبیر کے حالات پڑھتے ہیں تو آپ کے فرزند ہشام نے بتایا ہے کہ واقعہ حرہ کے دن آپ کے والد نے تمام کتب جلا ڈالیں تھیں یہ واقعہ

Marfat.com

۶۴ھ میں ہوا تھا اور حضرت عروہ کا انتقال ۹۴ھ میں ہوا اور ہشام کا انتقال ۱۴۶ھ میں ہوا۔ یہ مد نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔

۲۔ سب سے پہلی جو حدیث ملتی ہے وہ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ متوفی ۱۷۹ھ کی موطاء میں ہے جس کا ذکر پچھلے صفحات میں ہوا پھر امام بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) نے اپنی صحیح میں یہ واقعہ درج ہی نہیں کیا اور پھر امام ترمذی (متوفی ۲۵۶ھ) نے ایک روایت نقل کی۔ جسے غریب بتایا جب ان تمام واقعات اور وقت کو دیکھیں تو درج ذیل صورت حال ہے۔

۱۔ مشرکین کا ایک سردار بیٹھا تھا۔

۲۔ حضرت امام مکتوم آئے اور نزدیک بیٹھنے کے لئے جگہ مانگی دوسری روایت میں ہے مجھے علم سکھایئے۔

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کی طرف توجہ نہ کی اس مشرک کی طرف متوجہ رہے۔

۴۔ اے ابو فلاں کیا جو میں کہتا ہوں اس میں کوئی برائی ہے۔

۴۔ مشرک کہتا ہے کہ بتوں کی قسم آپ جو کہتے ہیں مجھے اس میں کوئی برائی نظر نہیں آتی۔

۵۔ پس سورہ عبس نازل ہوئی۔

کہاں ہے عتاب والی بات

بیان تو ان روایتوں میں کہیں بھی عتاب کا ذکر نہیں تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں منسوب کیا جا رہا ہے؟

محدثین اور مفسرین کی تحریروں میں تضاد

ایک سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ کہیں بھی حدثین اور مفسرین کی تحریروں میں یکسانیت نہیں مل رہی بلکہ تضاد ہی تضاد ہے۔ کہیں بھی ''عتاب'' والی بات پر اتفاق نظر نہیں آرہا۔ صرف ایک چیز جو مشترک ہے وہ یہ کہ ''سورہ عبس'' حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے حیرت کی بات ہے کہ عتاب' کی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکر منسوب کی گئی ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے تکلم کے مختلف انداز

الف۔ سب سے زیادہ مقامات پر ہمارے آقا ﷺ سے بلاواسطہ Direct خطاب ہے۔ مثلا انظر کیف ضربولک الامثال (حبیب دیکھ کیسی کیسی مثالیں آپ کے متعلق بناتے ہیں)۔ ہزاروں خطابات ہیں۔

ب۔ ہمارے آقا ﷺ کا ذکر بالواسطہ طریقے Indirect سے مثلا وماھو علی الغیب بضنین (اور محمد ﷺ غیب بتانے میں بخیل نہیں۔)

ت۔ عموما خطابات میں الفاظ ک ۔ کم ۔ انت اور انتم (واحد اور جمع دونوں ہیں)

ث۔ کفار مکہ مکرمہ کے متعلق مختلف انداز تکلم

۱۔ آپ ﷺ سے فرمانا کہ آپ کہہ دیں (قل یایھاالکفرون)

۲۔ کفار مکہ مکرمہ جو کہتے تھے مثلا (قالو مال ھذا الرسول یاکل الطعام)

۳۔ کفار مکہ مکرمہ اپنے متعلق جو کہتے تھے (ان کا دلیضلنا عن الھتنا لولا ان صبرنا علیھا)

۴۔ کفار مکہ مکرمہ سے خطاب ہے اور آقا ﷺ سن رہے ہیں۔ **سورۃ عبس** کی ابتدائی آیات میں ایسا ہے۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ یہاں قرآن حکیم میں سے دیگر مثالیں ہیں۔ **سورۃ عبس** پڑھنے سے پہلے انہیں پڑھنا ضروری ہے۔

Marfat.com

قارئین کرام۔ لغت کا مطالعہ کریں

تفسیر روح البیان پ ۲۹ ص ۲۷۷

ثم عبس ۔ پھر تیوری چڑھائی۔ (ماتھے پر شکن ڈالنا)

وبسر ۔ اور منہ بگاڑا۔ (دونوں آنکھوں کے درمیان کا حصہ سمیٹ کر اسے گندی طرح بنا کر روسیاہ ہونا یعنی منہ بگاڑنا۔

روح البیان پ ۲۹ ص ۴۲۸ (قیامۃ)

وجوه يومئذ باسرة ٥ تظن ان يفعل بها فاقرة ٥ (۷۵/۲۴)

اور بعض منہ اس روز "بگڑے ہوئے ہوں گے" یعنی سخت تیوری والے سیاہ کہ ان پر سرور (خوشی) کا ہرگز کوئی نشان نہ ہوگا اور یہ کافروں و منافقوں کے ہوں گے ٥ وہی سیاہ منہ والے توقع رکھیں گے کہ ان کے ساتھ وہ کی جائے گی جو کمر کو توڑ دے گی۔

باسره = كالحة عابسة شديد العبوس۔ (سیاہ بڑے ترش رو)

بسور ۔ شیر کو کہتے ہیں

لغات القرآن (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۳۵۷ طبع مصر قدیم

'عبس' ماتھے پر بل ڈالنے کے لئے ہوتا ہے۔ اگر ترش روئی میں دانت ظاہر ہو تو 'کلح' اور اگر منہ بنانے کا فکر و اہتمام بھی ہو تو اس کے 'بسر' اور جو تیوری پر بل ڈالنے کے ساتھ 'غصہ' ہو تو پھر 'بسل' کہتے ہیں۔

Marfat.com

پہلی مثال :۔ ابو جہل سے بات چیت (لک) بلاواسطہ

فلا صدق ولا صلی ولکن کذب وتولی ثم ذھب الی اھلہ یتمطی اولٰی لک فاولٰی ثم اولٰی لک فاولٰی (سورۃ القیمۃ)

ترجمہ :۔ نہ اس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔ بلکہ اس نے (حق کو) جھٹلایا اور اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر گیا گھر کی طرف نخرے کرتا ہوا۔ تیری خرابی آ گئی اب آ گئی پھر تیری خرابی آ گئی اب آ گئی۔

ابو جہل جو منکرین نبوت اور منکرین قیامت کا سربراہ اور نمائندہ تھا اس کا ذکر ہو رہا ہے اور اس کے ہم مسلک جو ان عیوب میں اس کے برابر کے شریک ہیں ان کے کردار پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ فرمایا نہ اس نے قرآن کی تصدیق کی اور نہ اس نے اپنے پروردگار کے حضور کبھی نماز ادا کی' بلکہ ان کا یہ ہر روز کا معمول بن گیا ہے کہ جب حضور ﷺ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے ہوتے تو یہ دوسرے کفار کی طرح اس مجلس میں آ بیٹھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلاتا ہے۔ پھر بڑے حقارت آمیز انداز سے منہ موڑنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم تو خیال کر رہے تھے کہ بڑی حکیمانہ باتیں ہوں گی' یہاں آ کر وقت ہی برباد کیا۔ سوائے من گھڑت قصوں کے ان کے کلام میں اور کیا رکھا ہے۔ چلو چلیں وقت نہ ضائع کرو۔

وہاں سے بڑبڑاتا ہوا اٹھتا ہے اور گھر روانہ ہوتا ہے' لیکن اس کی رفتار عام قسم کی رفتار نہیں ہوتی اس میں غرور ہے نخوت ہے' بے پروائی ہے' بے نیازی ہے غرور تو اس بات پر کہ اس نے آج محفل میں خوب باتیں کیں' ان کے کلام کے خوب بخیے ادھیڑے' عبارت آرائی کا اثر جو سامعین کو مسحور کر رہا تھا اس کو توڑ کر رکھ دیا اور بے پروائی اس لئے کہ اس کے ہوتے ہوئے ان کی دال نہیں گلے گی چند روز تک اگر یہ ان کی محفل میں حاضر ہوتا رہا تو کوئی بھی ان کے نزدیک نہیں آئے گا' ان کی محفل سونی ہو جائے گی۔

Marfat.com

علماء لغت کہتے ہیں کہ اس میں دھمکی اور تہدید ہے یعنی تیری مہلت کی مدت ختم ہونے والی ہے' تیری بربادی کی گھڑی قریب آ گئی ہے۔

قتادہ سے منقول ہے کہ ابوجہل ایک روز بڑی متکبرانہ چال چلتا آ رہا تھا۔ فخر دو عالم علیہ الصلوۃ واسلام نے اس کا ہاتھ پکڑا' اس کو جھنجھوڑا اور پھر فرمایا اولٰی لک فاولٰی ثم اولٰی لک فاولٰی وہ بدبخت کہنے لگا کہ آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں۔ آپ اور آپ کا رب' میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ ان دو پہاڑوں کے درمیان جتنے لوگ آباد ہیں' میں ان سب سے زیادہ معزز ہوں جب بدر کا دن آیا تو وہ مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ لا یعبد اللہ بعد ھذا الیوم ابدا آج کے بعد اللہ تعالٰی کی ہرگز پرستش نہیں کی جائے گی۔ اس وقت وہ بات پوری ہوئی جو اللہ تعالٰی کے رسول نے فرمائی تھی۔ وہ قتل کر دیا گیا اور اس کی عزت و سرداری سب خاک میں مل گئی۔

دوسری مثال :۔ ابوجہل کی لاپرواہی اور منہ پھیرنے کی۔

ان راہ استغنی (اس پر کہ اس نے خود کو غنی سمجھ لیا) سورۃ علق ارء یت ان کذب وتولی (العلق)

یہ آیہ ابوجہل کے متعلق ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ جو غنی ہوتا ہے وہ سرکش ہوتا ہے۔ تو پھر ہمارے لئے جبال مکہ سونے اور چاندی کے بنا دیں۔ ہم ان سے کچھ حاصل کر لیں۔ پھر ہم سرکشی چھوڑ کر اپنا دین چھوڑ کر آپ کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ اس پر جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو عرض کی اگر آپ چاہیں تو ہم کر دیں پھر بھی اگر ایمان نہ لائے تو ہم ان سے وہی کریں گے جو اصحابِ مائدہ سے کیا اس لئے آپ ﷺ ان پر دعا سے باز رہے اور رحمت کی بنا پر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

Marfat.com

تیسری مثال :۔ ولید بن مغیرہ کی روگردانی (منہ پھیرنے کی)

افرءیت الذی تولی واعطی قلیلا (النجم)

ترجمہ :۔ کیا آپ نے ملاحظہ فرمایا جس نے روگردانی کی اور تھوڑا سا مال دیا پھر کنجوس بن گیا بعض علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ یہ آیت ولید ابن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ولید حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں اکثر حاضر ہوتا اور آیات قرآنی سنا کرتا جنہیں سن کر وہ بے اختیار کہہ اٹھتا کہ بخدا یہ کلام بڑا سرسبز ہے۔ اس کی شاخیں پھولوں سے لدی ہیں۔ اس کی رونق و شگفتگی دل موہ لینے والی ہے۔ نہ یہ جادو ہے اور نہ شعر

اس کے احباب اور رشتہ داروں کو جب ان باتوں کا پتہ لگا تو انہیں یہ فکر ہوئی کہ کہیں وہ اسلام قبول کرنے کا برملا اعلان نہ کر دے' چنانچہ اس کا ایک بے تکلف دوست اس کے پاس آیا اور اسے بڑی لعنت ملامت کی کہ تم اپنے آباؤ اجداد اور اپنے بڑوں کے مذہب کو چھوڑ رہے ہو اور ایک نیا دین اختیار کر رہے ہو۔ بڑے شرم کی بات ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے عذاب قیامت سے بڑا ڈر لگتا ہے۔ اس دوست نے کہا کہ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم اتنا مال مجھے دے دو تو قیامت کے روز میں تمہارے حصے کا عذاب بھی اپنے سر پر اٹھا لوں گا' چنانچہ ولید نے اسلام لانے کا ارادہ ترک کر دیا اور جس مال کا وعدہ اس ضامن سے کیا تھا اس میں سے کچھ تو اسے دے دیا بقیہ دینے سے مکر گیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہیں کہ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے حق قبول کرنے سے منہ پھیر لیا پھر اپنے ضامن کو پورا معاوضہ بھی نہ دیا۔ یہ شخص کتنا احمق ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ روز حساب کوئی شخص اس کے حصے کا عذاب برداشت کرے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ کتنا بڑا بخیل ہے کہ جتنا مال دے کر اپنی جان بخشی کروانے کا اس نے سودا کیا تھا' وہ بھی اس نے پورا ادا نہیں کیا حماقت اور بخل دونوں عیب اس میں پائے جاتے ہیں۔

چوتھی مثال :۔ (عبس) تیوری چڑھائی۔ کس نے؟ ولید بن مغیرہ نے منہ بسورا (عبس)

انہ فکرو قدر فقتل کیف قدر ثم قتل کیف قدر ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبرو استکبر (المدثر)

ترجمہ :۔ اس نے غور کیا اور پھر ایک بات طے کر لی اس پر پھٹکار اس نے کتنی بری بات طے کی۔ اس پر پھر پھٹکار کیسی بری بات اس نے طے کی۔ پھر دیکھا پھر منہ بسورا اور ترش رو ہوا پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا۔ (ضیاء القرآن)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنی دعوت کا آغاز کئے چند ماہ ہی گزرے تھے کہ حج کا موسم آگیا۔ اس موقع پر ہر سال عرب کے اطراف واکناف سے لوگ یہاں جمع ہوتے۔ اپنے اپنے رسم و رواج کے مطابق پوجا پاٹ کیا کرتے۔ اہل مکہ کو اب یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ ابھی تک تو ان کی دعوت مکہ مکرمہ تک محدود تھی جو کسی کے جی میں آیا کہہ دیا اب بیرونی قبائل کے لوگ آرہے ہیں۔ وہ اس نئے داعی کے بارے میں ضرور پوچھیں گے اگر ہم سب نے کوئی متفقہ جواب نہ دیا تو وہ ہمارا مذاق اڑائیں گے۔ اس لئے انہوں نے سوچا کہ ایک میٹنگ بلائی جائے اور اس میں طے کر لیا جائے کہ بیرونی لوگ اگر ان کے بارے میں پوچھیں تو انہیں کیا متفقہ جواب دیا جائے چنانچہ دارالندوہ میں ان کا اجتماع ہوا ولید نے ہی گفتگو کا آغاز کیا اور لوگوں کو اس مجلس کے انعقاد کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا اس نے کہا کہ ہمیں چاہئے کہ ہم سب ایک بات پر متفق ہو جائیں اور جو شخص بھی ان کے بارے میں پوچھے سب ایک ہی جواب دیں چنانچہ بعض لوگوں نے کاہن کا لفظ تجویز کیا ولید بولا بخدا وہ کاہن نہیں ہیں۔ کاہنوں کے بے جوڑ بے ربط فقرے میں نے بارہا سنے ہیں قرآن کو بھلا ان سے کیا نسبت دوسرے لوگ کہنے لگے کہ انہیں مجنون کہنا چاہے ولید نے اس کی بھی تردید کی اور کہا اگر تم نے ایسی بیہودہ بات کی تو وہ لوگ تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ چند لوگوں نے کہا کہ ان کے لئے مناسب لفظ

Marfat.com

شاعر ہے ولید سے نہ رہا گیا کہنے لگا تم شعر کی تمام اصناف سے واقف ہو۔ کیا قرآن کی کسی آیت پر ان میں سے کسی صنف کا اطلاق ہو سکتا ہے جو لوگ اب تک گفتگو میں شریک نہیں ہوئے تھے وہ کہنے لگے اور کوئی لفظ ان کے لئے موزوں نہیں البتہ ہم انہیں بڑے اطمینان سے ساحر کہہ سکتے ہیں ولید نے کہا دوستو! جادوگروں کی غلیظ زندگی اور ناپاک کردار کو بھلا مکارم اخلاق کے اس حسین و جمیل پیکر سے کوئی نسبت ہو سکتی ہے؟ ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بھی اگر تم نے استعمال کیا تو بیرونی مہمان تم پر بدگمان ہو جائیں گے اور اسے جھوٹی تہمت خیال کریں گے پھر کہنے لگا وان الحلاوۃ وان علیہ لطلاوۃ وان اعلاہ لمثمر وان اسفلہ لمغدق و انہ لیعلو اولا یعلیٰ علیہ بخدا اس کلام میں بڑی مٹھاس ہے' اس کی جڑیں بہت گہری ہیں' اس کی ٹہنیاں پھلوں سے لدی ہیں' یہ ہر ایک سے اونچا ہے اور کوئی اس سے اونچا نہیں ہو سکتا۔ ولید یہ کہہ کر مجلس سے اٹھا اور گھر چلا گیا۔ مجمع میں شور مچ گیا کہ ولید صابی ہو گیا۔ ابوجہل نے کہا ٹھہرو یہ مشکل میں حل کر دیتا ہوں چنانچہ بڑی افسردہ شکل بنا کر اس کے پاس گیا۔ ولید نے پوچھا خیر تو ہے؟ بڑے غمگین نظر آ رہے ہو۔ ابوجہل نے کہا اب غمزدہ ہونے کے بغیر چارہ ہی کیا ہے قریش کے لوگ تیرے لئے گھر گھر سے چندہ جمع کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ولید بھوکا ہو گیا ہے' اس لئے (حضورؐ کا اسم گرامی لے کر) اس کی طرف اور ابوبکر کی طرف راغب ہو گیا ہے تاکہ وہ اس کی مالی امداد کریں کم ظرف تھا فوراً مشتعل ہو گیا کہنے لگا لات و عزیٰ کی قسم! میرے جیسا رئیس اعظم محمد ﷺ اور ابوبکر کے ٹکڑوں کا محتاج نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان کے بارے میں جو الفاظ تم کہتے ہو وہ غلط ہیں پھر بڑے غور سے سوچنے لگا یوں معلوم ہوتا تھا گویا بحر فکر میں غوطہ زنی کر رہا ہے تاکہ آپ کے لئے کوئی موزوں لفظ نکال لائے۔ کافی دیر تک اسی حالت میں رہا اور آخر کار کہنے لگا کہ ہم اسے ساحر کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس نے بھائی کو بھائی سے' بیٹے کو باپ سے جدا کر دیا ہے۔

وہ اس بارے میں غور و فکر کرنے لگا کہ اس نبی مکرم کے لئے کون سا لفظ تجویز کیا جائے کاہن، شاعر، مجنون یا ساحر طویل غور و خوض کے بعد اس نے طے کر لیا کہ انہیں ساحر کہنا درست ہے۔ ایسی سمجھ اور ایسی عقل پر پھٹکار کہ کتاب کی خوبیوں کو پوری طرح جاننے اور صاحب کتاب کے مکارم اخلاق کو تسلیم کرنے کے باوجود وہ ایسا لفظ منہ سے نکالنے کا فیصلہ کرتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے اس کا اپنا ضمیر بھی اس کو ملامت کر رہا ہے وہ انتہائی ذہنی کش مکش میں مبتلا ہے اور اس کے آثار، اس کے چہرے پر صاف نمایاں ہو رہے ہیں۔

آخری اعلان سے پہلے ایک مرتبہ پھر رعونت سے مجمع پر نگاہ ڈالتا ہے۔ پھر اس کی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ منہ بسورتا ہے چہرے کو کرخت بناتا ہے۔ پھر غرور و تکبر سے منہ پھیرلیتا ہے اور کہتا ہے۔ ان ھذا الاسحر کہ یہ جادو ہے اور اس کتاب کا لانے والا جادو گر ہے پھر لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے کہتا ہے کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں اس کا رواج قدیم زمانے سے چلا آیا ہے۔ ان کو بھی کسی بڑے جادو گر نے یہ چیزیں سکھا دی ہیں اور گھر گھر میں جو انتشار و افتراق پیدا ہو گیا ہے یہ اسی جادو کا کرشمہ ہے۔

مزید مثالیں

مندرجہ بالا چار مثالوں کے علاوہ بھی قرآن حکیم میں بہت ساری ایسی آیات ہیں جن مین اللہ تعالیٰ کفار سے ڈائریکٹ بات چیت کر رہا ہے اور آقا ﷺ سن رہے ہیں۔

الف۔ اکفار کم خیر من اولئکم ام لکم براءۃ فی الذبر (۵۴، ۴۳ القمر)

ترجمہ :۔ کیا تمہاری قوم کے کفار بہتر ہیں ان سے یا تمہارے لئے معافی لکھ دی گئی ہے آسمانی نوشتوں میں

ب۔ فکیف تتقون ان کفر تم یوما یجعل الولدان شیبا (۷۳، ۱۷ المزمل)

Marfat.com

نتیجہ یہ نکلا

سورۃ عبس پڑھنے سے پہلے یہ مطالعہ کرنا ضروری تھا کہ وہ الفاظ جنہیں مفسرین نے رسول کریم ﷺ سے منسوب کئے ہیں۔ کیا وہ قرآن حکیم میں اور جگہ آئے ہیں اور کن کے متعلق ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کفار مکہ مکرمہ کے سرداروں ابو جہل اور ولید بن مغیرہ سے ڈائریکٹ مخاطب ہو کر بات کر رہا ہے۔ یعنی لفظ "ک" (کاف) کے ساتھ۔

۲۔ اس تکلم میں بھی صیغہ ماضی (غائب) ہی ہے مثلاً عبس وتولی

۳۔ تولی یعنی منہ پھیرا یہ سردار ان کفار مکہ کا طریقہ تھا۔ بلکہ وہ تو رسول کریم ﷺ کی دعوت حق کے جواب میں تولی ہی کرتے تھے۔

۴۔ عبس یعنی تیوری چڑھائی۔ یہ لفظ سورۃ عبس کے علاوہ صرف ایک اور دفعہ سورہ المدثر میں آیا ہے اور یہ ولید بن مغیرہ کے متعلق ہے جو کہ اپنی نخوت و تکبر کی وجہ سے ایسا سٹائل رکھتا تھا۔ یعنی ولید بن مغیرہ عابس تھا۔

قارئین کرام

آیات ذنب کا ترجمہ گناہ کر کے پھر اسکی تاویل بظاہر خلاف اولیٰ کی گئی ہے اور اسکی مثال عبس وتولی بتائی ہے۔ یہ تفسیر علامہ سید احمد سعید کاظمی کی ہے۔(البیان) آپ کا فتویٰ جو شرعی عدالت میں دیا گیا ہے (توہین رسالت کے متعلق) وہ آپکے ترجمہ پر ہی لاگو ہو رہا ہے۔ پھر ماہنامہ السعید اپریل ۲۰۰۰ء میں رسول کریم ﷺ کا (عبس وتولیٰ) ناپسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے (معاذ اللہ) اور دوسری بات جو لکھی ہے کہ اس ناپسندیدہ فعل کا رسول کریم ﷺ کو علم نہ تھا (استغفر اللہ) یعنی دو عدد سنگین غلطیاں۔

یہ ہیں لباس خضر میں وہ لوگ جو خود نہیں بدلتے قرآن کو بدل دیتے ہیں۔

Marfat.com

امام بخاری نے عبس کا ترجمہ کلح کیا ہے

عابس:۔ (عبس والے کے متعلق) قرآن کیا کہتا ہے۔

عربی زبان میں عبس کا مطلب کلح ہے یعنی تیوری چڑھانے کا اندازہ ایسا قبیح ہو کہ دونوں ہونٹ اوپر نیچے ہو جائیں اور دانت ظاہر ہوں (سورہ عبس ۱۰۴، ۲۳) ومن خفت موازینہ فاؤلئک الذین خسرو انفسھم فی جھنم خلدون تلفح وجو ھھم النار وھم فیھا کالحون الم تکن ایتی تتلٰی علیکم فکنتم بھا تکذبون قالو ربنا غلبت علینا شقو تنا و کنا قومًا ضالین ربنا اخرجنا منھا فان عدنا فانا ظلمون قال اخشوا فیھا ولا تکلمون

عبس: کلح I امام بخاری سے پہلے II امام ابوعبیدہ معمر بن مثنی بصری نے بھی یہی کیا ہے (۱۰۸ھ سے ۲۰۸ھ تک)

III حافظ صاحب نے فتح الباری پارہ نمبر ۱۲ ص ۲۴۹ ان کی بابت فرمایا کردہ بڑے عربی دان تھے۔

ابو جعفر احمد بن سعید داؤ دی پانچویں صدی ہجری کے شارح بخاری نے بھی عبس کا ترجمہ کلح کیا ہے۔

Marfat.com

عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔ عابس کافر ہے (عبس۔ کلح)

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی عمدۃ القاری میں سورۃ عبس ورقم طراز ہیں۔

عابس کافر ہے

۱۔ فقال الداودی۔ هو الکافر الذین کان مع رسول اللّٰہ ﷺ انتهی قیل کان هذا ابیؑ بن خلف۔

۲۔ رواہ عبدالرزاق عن معمر عن قتادہ و قیل امیہ بن خلف۔

۳۔ رواہ سعید بن منصور و رومی ابن مردویہ من حدیث عن عائشہ انہ کان یخاطب عتبہ و شیبة ابنی ربیعة وروی من وجة اخر عن عائشہ انہ کان فی مجلس فیہ ناس من وجوہ المشرکین فیہم ابوجہل و عتبہ فہذا یجمع الاقوال۔

روایات کا متن کیا کہتا ہے

قارئین کرام!

یاد رہے کہ جتنی بھی روایات پڑھی گئیں ان سے یہ باتیں عیاں ہو گئی کہ :-

۱۔ سورۃ عبس و تولی کا نزول حضرت عبداللہ بن مکتوم کے متعلق ہے اور بس

۲۔ الفاظ 'عبس و تولی' کا تعلق رسول کریم ﷺ سے ذکر نہیں کیا گیا۔

۳۔ جب عبس وتولی کا تعلق رسول کریم ﷺ سے نہیں تو پھر 'عتاب' والی بات کہاں سے آ گئی۔ (مفسرین کی اپنی رائے ہے اور بس)

عبس و تولی کا مرجع وہ کافر ہے
(کتاب الشفاء)

قاضی القضاۃ الحافظ ابو الفضل عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی (چھٹی ہجری) اپنی کتاب الشفاء میں رقم طراز ہیں۔ علامہ ابو تمام فرماتے ہیں:

○ عبس و تولی الا یات فلیس فیہ اثبات ذنب لہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

○ فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما فعل و تصدیہ لذاک الکافر کان طاعۃ للہ و تبلیغا عنہ و استئلافا لہ کما شرعہ اللہ لا معصیۃ و ما مخالفۃ لہ

○ و قیل لراد بعبس و تولی الکافر الذی کان مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ قالہ ابو تمام

○ ا۔ عبس و تولی کا مرجع وہ کافر ہے جو اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں تھا اور اس نے اس وقت وہ عمل کیا تھا جس کا اظہار قرآن کریم میں فرما دیا گیا ہے۔

○ ۲۔ اس آیہ سے کہیں معلوم نہیں ہوتا کہ کہیں ارتکاب معصیت ہے یا (خاکم بدہن) حضور علیہ السلام کی جانب معصیت کی نسبت ہے۔ رہا اس کافر کی جانب منہ کر کے نہایت توجہ سے گفتگو فرمانا اس کی تالیف قلب اور اشاعت دین کے لئے غایت انہماک کا اظہار ہے اور یہ نوع امور مشروعہ سے تھی لہذا یہ نہ تو معصیت ہے اور نہ خلاف شریعت۔

Marfat.com

یوماً عبوسا: (قیامت کا دن) الدھر ۱۰، ۷۶

تنگی ترشی والا

کافر کا منہ اس دن بگڑ جائے گا اور اس کی تیوری چڑھ جائے گی اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے عرق بہنے لگے گا۔ جو مثل گندھک کے ہو گا۔ ہونٹ چڑھ جائیں گے اور چہرہ سمٹ جائے گا۔ بوجہ گبھراہٹ اور ہولناکیوں کی صورت بگڑ جائے گی پیشانی تنگ ہو جائے گی۔

العبوس الاسد

خوب تیوری چڑھانے والا شیر کیونکہ وہ شدت اور حملہ کے وقت ایسے ہی ہوتا ہے۔ یعنی جب کسی شے کو دیکھتا ہے تو ضرر رسائی کے اقسام کے وقت سختی اور تیزی سے چہرہ ترش کرلیتا ہے۔ (روح البیان پ۲۹ ص ۴۵۹)

معلوم ہوا

کہ عابس کا چہرہ شدت غصہ سے بگڑ جاتا ہے اور خوب ڈراؤنا نظر آتا ہے اور نفرت و حقارت کی علامت ظاہر کرتا ہے۔ ایسا چہرہ کفار کا ہی ہوتا ہے۔

Marfat.com

لھو (تلھی کا مابہ) کفار مکہ کا وطیرہ تھا

(اسے رسول اکرم ﷺ سے منسوب کرنا سنگین بے ادبی ہے)

لھو کے معنی

۱۔ اسم مصدر ہے۔ سنجیدگی چھوڑ کر مزاح کی طرف میلان اور جھکاؤ کسی ایسے غیر مفید کام میں مشغول ہونا جس کے شغل میں مفید کام ترک ہو جائے لعب ہے۔ یعنی لھو ایک کھیل ہے اور یہ ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے۔ کہانیاں افسانے اسی میں داخل ہیں۔ بعض جلیل القدر صحابہ اور تابعین کرام مثلاً عبداللہ بن مسعود، ابن عباس اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے لھو الحدیث کی تشریح غنا اور گانے بجانے سے کی ہے کیونکہ یاد الٰہی سے غافل کرنے کا یہ ایک قوی سبب ہے۔

۲۔ ہوا یہ تھا کہ کفار مکہ کی شدید مخالفت کے باوجود جب دین اسلام روز بروز پھیلتا گیا اور قرآن کریم کا حسن اعجاز لوگوں کے دل موہنے لگا تو نضر بن حارث نے ایک چال چلی۔ یہ تجارت پیشہ آدمی تھا اپنے کاروبار کے سلسلہ میں مختلف ممالک ایران عراق شام وغیرہ میں اس کی بکثرت آمدورفت تھی۔ وہاں سے وہ رستم و اسفندیار کے قصے بادشاہوں کی جنگوں کی کہانیاں اور افسانے خرید کر لے آیا۔ جب حضور اکرم ﷺ کلام الٰہی پڑھ کر سنانے لگتے تو وہ بالمقابل اپنی مجلس جماتا اور لوگوں کو دلچسپ افسانے اور بے سروپا کہانیاں سناتا جو کم فہم لوگوں کی تفریح و طبع کا باعث ہوتیں۔ اس ظالم نے فقط اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس نے کئی پری پیکر لونڈیاں بھی خرید رکھی تھیں جو رقص و سرود کے فن میں بھی ماہر تھیں۔ جب اسے پتہ چلتا کہ فلاں شخص اسلام کی طرف مائل ہو رہا ہے تو وہ ان مہوشوں کو اس کے اوپر مسلط کر دیتا۔ جو گاتیں ناچتیں اور ہر ذلیل حرکت کرتیں اور اس کے دل کو سھاتیں۔ حتی کہ وہ حق کے حسن دلکش سے بے خبر ہو چنانچہ سورۃ لقمن میں لھو الحدیث والی آیتہ نازل ہوئی جس کا ذکر آگے آئے گا۔

۳۔ یاد رہے صرف وہ غنا حرام ہے جو فسق فجور کا باعث بنے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دے اور جو غنا ایسا نہیں ۔ حرام نہیں۔ سماع کے متعلق یہی نکتہ ہے جو سمجھنا ضروری ہے۔

Marfat.com

لھو الحدیث کہنے والے کی سزا رسوا کن عذاب

قرآن حکیم :۔ ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین (۲،۳۱ لقمان)

ترجمہ :۔ اور کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو بیوپار کرتے ہیں (مقصد حیات سے) غافل کر دینے والی باتوں کا تاکہ بھٹکاتے رہیں راہ خدا سے بے خبر ہو کر (اس کے نتائج بد سے) اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

نکات :۔ ا۔ لھو کلام کرنے والے کا مقصد۔ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکانا ہے۔

۲۔ لھو کلام کرنے والے کو بھٹکانے کے نتائج بد سے بے خبری ہوتی ہے۔

۳۔ لھو کلام کرنے والے کا مقصد مذاق اڑانا ہوتا ہے۔

لعب و لھو والوں کو چھوڑ ییں

قرآن حکیم :۔ وذر الذین اتخذوا دینھم لعبا و لھوا و غرتھم الحیوۃ الدنیا (۶،۷ انعام)

ترجمہ :۔ اور چھوڑ دیں (یا حبیب) جنھوں نے بنا لیا ہے اپنا دین کھیل اور ہنسی اور دھوکہ میں ڈال دیا ہے انہیں دنیوی زندگی نے۔

تشریح :۔ ا۔ یہاں خطاب ہمارے آقا ﷺ سے ہے کہ یا محبوب ﷺ جن کفار نے کھیل تماشوں کو اپنا دین بنا لیا کہ انہوں نے واہیات مشغلوں کو اپنا لیا ہے اور دنیا کی زندگی نے انہیں فریب دے دیا اور وہ آخرت سے غافل ہو گئے۔ آپ ﷺ انہیں چھوڑیئے۔

۲۔ کفار کی عبادت بیت اللہ شریف کے پاس تالیاں اور سیٹیاں ہیں۔ آج کل کے بعض بے دین دو نمبر پیر (لباس خضر میں ملبوس) اپنے مریدوں کو لوٹتے ہیں۔ جھوٹ، فریب، دھوکہ اور روپیہ بٹورنے کے لئے کیا کچھ نہیں کرتے۔ یہ لوگ مجسم شیطان ہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی طرف صرف ایک ذریعہ ہے اور وہ ہے محمد ﷺ کا راستہ۔

Marfat.com

بہت بڑا نکتہ :- ا- اللہ تعالیٰ نے تو اپنے حبیب ﷺ کو ایسے لوگوں کو چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے جو **لعب و لھو** میں مبتلا ہیں۔

بہت بڑا سوال :- کیا ہمارے آقا ﷺ نور مجسم رحمتہ للعالمین رؤف رحیم (میرے ماں باپ قربان) میں **لعب و لھو** جیسا وصف تھا (معاذ اللہ)

جواب :- ایسا سوچنا بھی توہین رسالت ہے (استغفراللہ) کیونکہ ہمارے آقا ﷺ تو یہ ہیں۔

ا- وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی

ب- لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ

ت- حکم الٰہی ہے۔ **فاتبعونی** (میری یعنی محمد ﷺ کی پیروی کو)

ث- حکم الٰہی ہے۔ قل ھذاہ سبیلی ادھوا الی اللہ آپ کہہ دیں یہ میرا (محمد کا) رستہ ہے میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔

دوسرا سوال :- جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو فرمایا ہے کہ **لعب و لھو** والوں کو چھوڑ دیں۔ تو کیا (معاذ اللہ) آپ ﷺ ایسا طرز عمل خود اختیار کریں گے۔

جواب :- نہیں ایسا سوچنا بھی توہین رسالت ہے (استغفراللہ) کیونکہ یہ تو منصب رسالت کے خلاف ہے۔

لھو اور لبسل (لھو کفر ہے)

(الانعام ۷۰ ر ۶) وذکر بہ ان تبسل نفس بما کسبت لیس لھا من دون اللہ ولی ولا شفیع وان تعدل کل عدل لایو خذ منھا اولئک الذین ابسلوا بما کسبوا الھم شراب من حمیم و عذاب الیم بما کانوا یکفرون

اور قرآن سے نصیحت دو کہ کہیں کوئی جان اپنے کئے پر پکڑی جاوے اللہ کے سوا نہ اس کا کوئی حمایتی ہو نہ سفارشی اور اگر اپنے عوض سارے بدلے دے تو اس سے نہ لئے جائیں یہ ہیں وہ جو اپنے کئے پر پکڑے گئے۔ انہیں پینے کا کھولتا پانی اور درد ناک عذاب بدلہ ان کے کفر کا۔

تفسیر روح البیان امام اسماعیل حقی بھی یہی فرماتے ہیں کہ لھو کی نسبت آپ ﷺ سے کوئی اہل ایمان نہیں مانے گا۔ (اس سے کوئی بے ایمان مراد لیتا ہے تو بے ایمان کا کیا اعتبار) لھو شان رسالت کے لائق نہیں۔

عربی :۔ ا۔ لایلیق بشانہ الرفیع ان ینسب الیہ التفعل من اللھو

۲۔ ولا یقول بہ المومن

(روح البیان ۔ پ ۳۰ ص ۱۰۷)

Marfat.com

صحیح بخاری (کتاب العلم)

فرمان رسول کریم ﷺ

من سئل علمًا و هو مشتغل فی حدیثه فاتم حدیثه ثم اجاب السائل

ترجمہ :۔ جس سے علم کے بارے سوال پوچھا گیا اور وہ (پہلے سے) گفتگو میں مشغول ہے تو پہلے اپنی بات چیت مکمل کرے پھر سائل کی طرف متوجہ ہو۔

☆ صاحب خلق عظیم ﷺ نے اخلاق کی بلندیاں بتائی ہیں اور خود ان پر عمل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے انکی زندگی کو بہترین عمل کا نمونہ قرار دے کر مومنوں کو حکم دیا کہ میرے محبوب ﷺ کی پیروی کرو۔ یہی میری محبت کی شرط ہے۔

کچھ سمجھ آئی جناب

ابتدائی آیات کا ترجمہ اور تشریح

سورہ عبس

عبس :۔ کلح اس نے تیوری چڑھائی کلح کا مطلب یہ ہے کہ کہ چہرے کو اس طرح بگاڑنا کہ ماتھے پر تیوری چڑھے۔ دونوں ہونٹوں کو اوپر نیچے کر کے دانت نکال کر شکل کو بہت ڈراؤنا بنالیا جائے۔

وتولی :۔ اور اس نے سر پھیرا۔

شان نزول :۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کفار قریش، شیبہ عتبہ، پسران ربیعہ، امیہ بن خلف ابو جہل اور ولید بن مغیرہ اور دیگر روسائے قریش حاضر تھے۔ آپ ﷺ بڑی محویت سے انہیں کفر و شرک کے اندھیروں سے نکالنے کی سعی فرمارہے تھے۔ حریص علیکم، کی شان پورے جوبن پر تھی تمام کائنات کے لئے رحمت یعنی "رحمۃ للعالمین" کی رحمت کا دریائے فیض بہہ رہا تھا۔ اسی دوران ایک صحابی عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو کہ نابینا تھے تشریف لائے اور آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر علم کی بات پوچھنے لگے۔

رسول کریم ﷺ نے صحابی کے سوال کا جواب نہ دیا اور اپنی گفتگو مبارک جاری رکھی۔ کیونکہ کفار مکہ کے ساتھ جو بات چیت ہو رہی تھی اسے مکمل کرنا تھا۔

یاد رہے حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے لیکن بہرے نہ تھے۔ وہ رسول کریم ﷺ کی گفتگو سن تو رہے تھے۔

Marfat.com

یہاں تک تو ٹھیک ہے لیکن

اس مداخلت بیجا پر کفار مکہ مکرمہ میں سے ایک سردار جو کہ ولید بن مغیرہ ہو سکتا ہے اس نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا۔ اغلب امکان اس کا اس لئے ہے کہ اس نے اسی طرح کی حرکت اس سے پہلے بھی کی جس کا ذکر سورۃ مدثر میں بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ المدثر میں بھی عبس کا لفظ آیا ہے جو کہ ولید بن مغیرہ سے ہی متعلق ہے اور پھر سورۃ نجم میں جو منہ پھیرنے (تولی) کے متعلق ذکر ہے تو وہ بھی اسی کافر کے متعلق ہے۔

آپ ﷺ کا طرز عمل

امام مالک اور امام ترمذی کی احادیث میں یعرض عنہ کے الفاظ آپ ﷺ سے منسوب ہیں۔ مطلب یہ کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے ان کی طرف توجہ نہیں دی۔ اس لئے کہ آپ ﷺ صحابی کی آمد سے پہلے ہی سرداران کفار کے ساتھ محو گفتگو تھے۔

اخلاقیات کا تقاضا

یہ ہے کہ جس کے ساتھ پہلے سے گفتگو جاری ہو اسے ختم کر لینے کے بعد دوسری طرف توجہ کی جائے اور یقیناً آپ ﷺ نے ایسا کر کے اخلاقیات کے تقاضے پورے کئے۔ بلکہ یہ تو آپ ﷺ کے خلق عظیم کی ایک مثال ہے۔

کفار مکہ مکرمہ کا نفسیاتی مسئلہ :- کفار مکہ مکرمہ چونکہ مالی طور پر امیر تھے اور نو مسلم غریب تھے۔ اس لئے یہ کفار مکہ مکرمہ آپ ﷺ سے کئی بار کہہ چکے تھے کہ جب ہم آپ ﷺ کے پاس آئیں تو ان غریبوں کو اپنی مجلس سے نکال دیجئے۔ دراصل یہ ایک نفسیاتی مسئلہ تھا جس میں کفار مکہ مکرمہ مبتلا تھے اور یہ غریب مسلمانوں کو حقیر سمجھتے تھے اور اپنی ہٹ دھرمی اور نخوت کی بناء پر دین اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے۔ یہ بات ذہن نشین کرنا بہت ضروری ہے تب ہی ابتدائی آیات کی سمجھ آسانی سے آجائے گی۔

بات واضح ہو گئی کہ :- ' عبس وتولی کا فاعل کفار مکہ کے سرداروں میں سے ہے نہ کہ ہمارے آقا ﷺ جو کہ رؤف رحیم ہیں۔ عفو اور کریم ہونے کے ساتھ ساتھ حلیم ہیں۔ آپ ﷺ نے کسی صحابی کو دیکھ کر تیوری نہیں چڑھائی بلکہ اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ اس لئے کہ آپ اس کی آمد سے پہلے ہی بات چیت میں مشغول تھے۔ سورہ عبس کے متعلق صرف یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ حضرت ابن ام مکتوم کے متعلق ہے۔

قارئین کرام!

بار بار قابل غور نکتہ یہ ہے تمام روایات میں کہیں بھی ذکر نہیں کہ عبس وتولی رسول کریم ﷺ کا فعل تھا۔

بلکہ صرف یہ بات ہے کہ سورۃ عبس وتولی حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے۔

Marfat.com

ابتدائی آیات کی تشریح

ابتدائی آیات :- ان جاء ہ الاعمی وما یدریک لعله یزکی اویذکر فتنفعه الذکری

ترجمہ :- اس پر کہ اس کے پاس ایک نابینا آیا اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ پاکباز ہو جاتا یا وہ غور و فکر کرتا تو اسے نصیحت نفع دیتی۔

اما من استغنی فانت له تصدی وما علیک الا یزکی واما من جاءک یسعی

ترجمہ :- لیکن وہ جو پرواہ نہیں کرتا۔ تم اس کی طرف تو توجہ کرتے ہو اور تم پر کوئی ضرر نہیں اگر وہ نہ سدھرے اور جو تمہارے پاس دوڑتا ہوا آیا۔

وھو یخشی فانت عنه تلھی

ترجمہ :- اور وہ ڈر بھی رہا ہے۔ تو اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہو جاتے ہو۔ (یعنی کھیل اور ہنسی مذاق سمجھتے ہو)

تفسیری ترجمہ

ان آیات کا مخاطب بھی وہی کفار مکہ مکرمہ کا سردار ہے یعنی ولید بن مغیرہ جس نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر (جب ان کی طرف آئے تھے یعنی اس مجلس کی طرف) تیوری چڑھائی تھی اور منہ دوسری طرف پھیر لیا تھا (نفرت کی وجہ سے) اس شخص کو بتایا جا رہا ہے کہ تمہیں کیا معلوم شاید ستھرا ہو جاتا اور اس نے جو نصیحت چاہی ہے اسے نفع دیتی تم تو ایسے لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے ہو جو اپنے آپ کو غنی سمجھتے ہیں (جیسے ابوجہل خود کو سمجھتا تھا۔ سورہ علق) اور تمہارا اس میں زیاں نہیں کہ وہ ستھرا نہ ہو جو تمہارے پاس دوڑتا ہوا آیا ہے (جاء ہ کاہ کا **فاعل عبس و تولی** والا ہے اور یہاں ک' سے مراد بھی وہی ہے اور وہ ڈر بھی رہا ہے پس تم نے (گویا کہ تم کفار لوگوں نے) دین کی باتوں کو

Marfat.com

حاصل کلام

ا۔ یہ ہے تمام بات چیت جو کفار کے سردار کے متعلق ہے اور اسی کافر پر عتاب ہے۔

۲۔ آقا ﷺ سے تو یہ خطاب نہیں ہے۔

نوٹ :۔ بعض مقامات پر الفاظ کا لغوی ترجمہ نہیں کیا جاتا جہاں یہ محسوس ہو کہ ان الفاظ میں سے ایسے الفاظ کے وہ معانی نکلتے ہوں جن کو اگر آقا ﷺ سے منسوب کیا جائے تو توہین و تنقیص رسالت کا پہلو نکلتا ہو اور پھر قرآن حکیم کی وہ آیات جو آقا ﷺ کی شان اقدس میں ہیں مثلاً وانک لعلی خلق عظیم (۶۸ ر ۴ القلم) سے تضاد پیدا ہو۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن کے اعجاز کے برعکس ہے یہاں چونکہ ایک اخلاق کے خلاف واقعہ کا ذکر ہے اس لئے آقا ﷺ سے ایسے فعل کی توقع کرنا بعید از عقل ہے۔ منسوب کرنا سنگین بے ادبی ہے اور منصب رسالت کی توہین ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے تو عبس و تولی کیا ہی نہیں۔

یاد رہے

آقا ﷺ نے اپنے صحابی کو منہ مبارک سے بھی کوئی ایسی بات نہ کہی تھی جسے مفسرین حضرات وجہ عتاب بتائیں۔ بلکہ آپ ﷺ تو خاموش رہے تھے اور چونکہ صحابی کی آمد سے پہلے آپ ﷺ کفار کے ساتھ محو گفتگو تھے اس لئے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی بات کی طرف متوجہ نہ ہوئے تھے (یعرض عنہ) کیونکہ اخلاقیات کے تقاضے کے مطابق پہلے جس سے بات ہو رہی ہو اس سے کر کے کسی دوسرے کے سوال کا جواب دیا جاتا ہے۔

بخاری شریف (کتاب العلم) میں جو حدیث پاک اس بارے میں ہے اسے بھی ضرور پڑھیں۔

Marfat.com

کلا انہا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ

یقیناً یہ تو نصیحت ہے سو جس کا جی چاہے اسے قبول کرے

کلا کے معانی

کلا پر اگر وقف ہو تو اس کا معنی ہو گا۔ ''ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے By no means لیکن یہاں وقف نہیں ہے تو یہ حقا کے معنی میں ہے یعنی یقیناً یہ آیات ربانی ایک تذکرہ ہے Truely, By all means, Certainly

تشریح:۔ ا۔ چونکہ مخاطب ایک کافر ہے اس لئے اس کے لئے بتایا جا رہا ہے کہ یقیناً یہ تو نصیحت ہے جو میرا محبوب ﷺ تم لوگوں کو پہنچا رہا ہے سو جس کا جی چاہے اسے قبول کرے اور اپنی بگڑی بنا لے۔

ب۔ کافروں کی تسلی کے لئے یقیناً کے معنی میں کلا کہا گیا ہے کیونکہ وہ اسے حق نہیں سمجھتے تھے اس میں شک کرتے تھے کہ یہ انسان کا بنایا ہوا کلام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے خصوصاً ''یقین کروانے کے لئے'' کہ میرا حبیب ﷺ یقیناً تمہیں نصیحت والا کلام بتا رہا ہے وہ کوئی ''لھو'' نہیں کر رہا۔

چونکہ تلھی کا لفظ استعمال ہوا اس لئے اس کا متقابل لفظ کلا یقیناً کے معنی میں ہی ہے جس کا فاعل کافر ہے

ث۔ کلا پہ چونکہ وقف نہیں ہے اس لئے یہاں ''ایسا نہ چاہیے'' والا معنی نہیں لگے گا۔ کیونکہ آپ ﷺ تو معلم کتاب و حکمت ہیں آپ ﷺ کو پتہ ہے کہ کیا چاہیے اور کیا نہ چاہیے اور آپ ﷺ تو مبعوث ہی مکارم اخلاق اور محاسن افعال کے اتمام اور اکمال کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

ج۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تو مسلمان تھے وہ یہ نصیحت تو قبول کر چکے تھے صحابی رسول تھے ان کے متعلق یہ کہنا کہ جس کا جی چاہے اسے قبول کر لے والی بات کی کوئی تک نہیں۔

Marfat.com

آیات میں غور و فکر

آیات میں غور و فکر کی ضرورت ہے۔ چند الفاظ تو بہت اہم ہیں اور یہ بھی دیکھنا ہے کہ ان کا ترجمہ کرتے وقت قرآن حکیم کی دوسری جگہ پر ایسے ہی الفاظ و آیات ہیں تو ان سے ٹکراؤ تو نہیں۔

۱۔ **عبس** اس نے تیوری چڑھائی۔

۲۔ **وتولی** اور منہ پھیرا

۳۔ **ان جاءہ الاعمی** یہاں لفظ ہ' کا فاعل بھی وہ ہے جس نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا۔

۴۔ **وما یدریک** اور تمہیں کیا معلوم یہ بھی وہی ہے جس نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا کیونکہ اسے کیا معلوم کہ آنے والا شاید پاکباز ہو۔ مقام غور یہ ہے کہ تمہیں کیا معلوم' والی بات آپ ﷺ سے منسوب کرنا آپ ﷺ کے علم مبارک میں نکتہ چینی کرنا ہے جو کہ بے ادبی اور گستاخی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ تو صاحب کلی علم غیب ہیں اور یہاں ادراک کی بات ہو رہی ہے۔

۵۔ ایک لفظ **لعل** ہے جس کے معنی شاید ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام میں شک' کا احتمال نہیں ہو سکتا کیا یہ خطاب اس کے حبیب ﷺ سے ہے لیکن آپ ﷺ تو منزل یقین ہیں۔ یہاں ''شک'' کا تو دور دور شائبہ بھی نہیں اور نہ ہی کسی انسان کو یہ گمان کرنا چاہئے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ یہ الفاظ آپ ﷺ کے لئے نہیں ہیں بلکہ کسی اور کے لئے ہیں۔ جو شک کی بیماری میں مبتلا تھے یعنی کفار قریش۔

۶۔ دوسرا لفظ ''او'' ہے جس کے معنی یا' کے ہیں۔ اسے پڑھنے اور سمجھنے کے لئے پچھلی آیت کا ربط ضروری ہے۔ اکٹھا پڑھیں تو معلوم ہو گا شاید یہ پاکباز ہو یا نصیحت پائے۔ چنانچہ یہ لفظ بھی آپ ﷺ کی ذات اقدس کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا آپ ﷺ تو صاحب کلی علم غیب ہیں اور اس لئے آپ ﷺ کے ہاں شاید' اور یا جیسی باتیں نہیں ہیں۔

Marfat.com

۷۔ اس سے آگے ایک لفظ استغنی (اما من استغنی ۔ فانت له تصدی اور وہ جو لاپروا ہے تم اس کی طرف متوجہ ہوتے ہو۔) سورۃ علق میں بھی ان رآہ استغنی کا ذکر ہے جس سے مراد ابوجہل ہے۔ (یہ سورۃ سب سے پہلے نازل ہوئی) یعنی اے تیوری چڑھانے والے اور منہ پھیرنے والے تم اپنے جیسے کفار کو تو توجہ دیتے ہو۔

۸۔ ایک اور لفظ تلھی آیا۔ تلھی کا مادہ لھو ہے۔ بمعنی باطل کھیل اور شغل۔ آپ ﷺ کی شان کے لائق نہیں کہ آپ ﷺ میں لھو' ہو (معاذ اللہ کوئی بھی عاشق رسول ﷺ یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ورنہ اپنا ایمان گنوا بیٹھے گا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ ان آیات کا مخاطب وہی ہے۔ جس نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا۔

صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں

یہ آپ ﷺ کی شان نہیں کہ آپ ﷺ میں لھو ہو۔ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ تو اسلام کی دعوت دے رہے تھے اور اسے لعب و لھو کہنا عبث امر ہے۔ کوئی بھی اہل ایمان یہ نہ مانے گا (اسے کوئی بے ایمان مراد لیتا ہے تو بے ایمان کا کیا اعتبار لھو شان رسالت کے لائق نہیں۔

نتیجہ

۱۔ یہ نکلا کہ تیوری چڑھانا' منہ پھیرنا' علم نہ ہونا' شاید اور یا' والی بات لاپرواہ ہونا اور دین کو کھیل و ہنسی مذاق سمجھنا کفار مکہ مکرمہ ولید بن مغیرہ' ابوجہل اور دیگر سرداران قریش کے Character Traits تھے یعنی ان کے کردار کی خصوصی خصلت یا خاصیت تھی۔

۲۔ ایسے الفاظ آقا ﷺ کے خلق عظیم کے متضاد ہیں اور آپ ﷺ سے ان کی کوئی نسبت نہیں خصوصاً اگر کوئی لھو کی آپ ﷺ سے نسبت و اضافت کرے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ یہ منصب رسالت کے خلاف ہے۔

Marfat.com

غائب کی ضمیر کا فاعل ۔ کون

غائب ضمیریں

یہ غائب ضمیریں ان شخصوں کی طرف جاتی ہیں جن کے پاس بے کس لوگوں (جو کہ حق کی تلاش میں آتے ہیں) کا آنا ان کو یعنی رؤسائے قریش کو ناگوار گزرتا تھا وہ اس لئے کہ انہوں نے یہ شرط رکھی ہوئی تھی۔ کہ جب وہ لوگ محو گفتگو ہوں تو یہ غریب لوگ نزدیک نہ آئیں۔ اس لئے وہ ترش رو اور بد اخلاق تھے۔

عقلی دلائل

۱۔ رسول کریم ﷺ اس شخص کے لئے جو کہ نابینا ہے اپنے چہرے پر ایسے تاثرات نہیں لائیں گے کیونکہ اس سے اس نابینا شخص کو آپ ﷺ کے رویہ کا پتہ نہ چلے گا۔ اگر آپ ﷺ چاہتے تو پھر زبان مبارک سے فرما دیتے ہیں کہ میں محو گفتگو ہوں تم ابھی رکو (کیونکہ تم دیکھ نہیں سکتے)

۲۔ ہاں اگر آنے والا شخص بینا ہوتا (یعنی نابینا نہ ہوتا) تو پھر اپنے چہرے کے تاثرات سے ناگواری کا اظہار کرنا کچھ معنی رکھتا تھا لیکن اور ایسے واقعات بتائے گئے ہیں کہ ان نابینا لوگوں پر بھی آپ ﷺ نے چہرے سے ناگواری کا اظہار نہ کیا۔

۳۔ اگر آپ ﷺ کی طرف ہوتی تو پھر جاء ٹوک ہوتا۔

نوٹ

مفسرین کو چاہئے تھا کہ ان کے نابینا ہونے پر زور نہ دیتے بلکہ ان کے بہرہ ہونے پر زور دیتے کیونکہ سننے کا تعلق کان سے ہے نہ کہ آنکھ سے۔

Marfat.com

تیوری چڑھانا (عبس) اور منہ پھیرنا (تولی) والی طبیعت

یہ ایسی بری خصلتیں ہیں جو کسی اکھڑ مزاج، سرکش، برائی میں جلدی کرنے والا، مغرور، گردن کش Violent بدخلق Rude قسم کے شخص میں ہوتی ہیں قرآن حکیم سورۃ القلم میں ولید بن مغیرہ کے متعلق جو دس برائیاں مذکور ہیں ان میں "عتل" کا لفظ بھی ہے یعنی سرکش، اکھڑ مزاج، بدخلق، گردن کش، تندخو وغیرہ اسی بنا پر اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ "تیوری چڑھانے" اور "منہ پھیرنے" والا ولید بن مغیرہ ہی تھا اور اس بدکردار متکبر شخص نے پہلے بھی کسی اور مجمع میں تیوری چڑھائی تھی جس کا ذکر سورۃ المدثر میں ہے نتیجہ یہ نکلا کہ اب اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سورہ عبس میں جس شخص کا ذکر ہے وہ ولید بن مغیرہ ہی تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے (عتل) قرار دیا تھا۔ (عتل)

عُتُلّ ہی عابس ہوتا ہے۔

یعرض عنه اور عبس و تولی دو مختلف انداز ہیں

نتیجہ یہ نکلا

۱۔ اللہ تعالیٰ کفار مکہ مکرمہ کے سرداروں ابو جہل اور ولید بن مغیرہ سے ڈائریکٹ مخاطب ہو کر بات کر رہا ہے۔ یعنی لفظ "ک" (کاف) کے ساتھ۔

۲۔ تکلم میں صیغہ ماضی (غائب) بھی ہے مثلاً عبس و تولی۔ تلھی

۳۔ تولی یعنی منہ پھیرا سردار ان کفار مکہ کا طریقہ تھا۔

۴۔ عبس کا لفظ سورہ عبس کے علاوہ صرف ایک اور دفعہ سورہ المدثر میں آیا ہے۔ عبس کا ترجمہ کلح ہے جو بڑے بڑے اکابر علماء کرام امام بخاری نے کیا ہے اور اس کی جمع کالحون ہے۔ جو کفار لوگ ہیں اور ان کی منزل جہنم ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے شکار ہوں گے۔

۵۔ احادیث (موطاء مالک اور امام ترمذی) میں واقعہ کی نسبت سے الفاظ "یعرض عنہ" آیا ہے جس کے کئی معانی ہیں لیکن یہاں "توجہ نہ دی" والے معنی بہت موزوں ہیں اس لئے کہ رسول کریم ﷺ سرداران کفار سے گفتگو کر رہے تھے کہ ایک صحابی نے مداخلت کی۔

۶۔ اخلاقیات کا تقاضا یہ ہے جو بات پہلے سے جاری ہو اسے مکمل کر کے پھر دوسرے کی طرف توجہ کی جائے۔ **بالکل** اسی طرح ہی آپ ﷺ نے کیا۔ (بخاری ج ا کتاب العلم ص ۱۳۲)

۷۔ درحقیقت صاحب خلق عظیم نے تو اخلاق کا یہ درس دیا کہ جو بات پہلے سے شروع ہے اسے پایہ تکمیل تک پہنچاؤ تاکہ جن کے ساتھ بات چیت ہو رہی ہے وہ مطمئن ہو جائیں۔ پھر اس کے بعد کسی دوسرے کا جو سوال ہو اس کی طرف توجہ دو۔

نوٹ:۔ "یعرض عنہ" علیحدہ چیز ہے اور عبس و تولی مختلف ہے ان کے درمیان جو فرق ہے وہ سمجھ آجائے تو پھر سورہ عبس سمجھ آجائے گی۔

--

عتاب تو کافر پر ہوا

(رسول کریم ﷺ سے کیوں منسوب کر رہے ہو؟)

عتاب

ا۔ اللہ تعالیٰ نے عتاب' تو کافر پر کیا جس نے ایک صحابی کی آمد پر چہرے پر کرختگی دکھائی پیشانی کو بیچ میں سکیڑا۔ دونوں ہونٹوں کو اوپر نیچے کر کے دانت ظاہر کے شکل کو ایسا ڈراؤنا بنایا جیسے عبوس الاسد ہوتا ہے۔ پھر منہ موڑا اور مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس رویے کو لھو سے مثال دی جو کہ ان کفار کی خصلت تھی۔

ب۔ اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی خصلتوں عبس - کلح - بسر - بسل - تلھی وغیرہ کی وجہ سے قرآن حکیم میں جگہ جگہ ذکر کر کے ان کو ان کی آخری منزل جہنم بتائی اور پھر وہاں ان کی حالت کیسی ہوگی وغیرہ وغیرہ

رسول کریم ﷺ تو محبوب ہیں۔ صاحب خلق عظیم ہیں۔ آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ بہترین نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی شرط اتباع محبوب' رکھی۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد اتمام مکارم اخلاق اور اکمال محاسن افعال ہے۔ پھر (معاذ اللہ) آپ ﷺ پر عتاب کیوں ہو؟ (یہ تو قرآن حکیم کی آیات سے کھلا ٹکراؤ ہے)

Marfat.com

تفسیر صوفیانہ

اللہ تعالیٰ کا انداز تکلم :۔ چونکہ آپ ﷺ تو اپنے حلم کی وجہ سے خاموش رہے مگر اللہ تعالیٰ خاموش نہ رہا اور کہا کہ جسے اندھا اور غریب سمجھ کر تو نے اپنے چہرے پر تیوری چڑھائی ہے اور اسے دیکھ کر منہ پھیر لیا ہے کہ یہ کہاں سے آگیا۔ تمہیں کیا معلوم کہ شاید وہ پاکباز ہو یا نصیحت پائے۔ واقعی اس کفر کے سردار کو کیا معلوم کہ وہ (عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ پاکباز یا نصیحت پائے ہوئے ہوں۔) (یاد رہے ہمارے آقا ﷺ کو سب کچھ معلوم ہے) مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے کہہ رہا ہے کہ اندھا تو تو ہے (اے کفر کے سردار) کہ حق و صداقت سے دور ہے۔ پھر فرمایا تیری اپنی حاجت تو یہ ہے کہ اپنے جیسوں کی یا اپنے سے زائد اغنیاء کی آمد پر خوش آمدید کہتا ہے اور ان کی پوری پوری خاطر تواضع کرتا ہے۔ خواہ وہ تیری طرح کتنے ہی بداطوار ہوں اور اگر کوئی غریب نیک سیرت تیرے قریب آجائے تو ترش رو ہو کر ڈانٹتا ہے اور اس پر مزید یہ کہ ہمارے حبیب ﷺ سے بھی یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ بھی تیری طرح مسلم غربا کو ناک چڑھا کر ڈانٹا کریں اور تیرے جیسے صرف اغنیاء سے ہی اپنی مجلس کو سجایا کریں۔ ایسی توقعات ہمارے محبوب ﷺ سے نہ کرو۔ ان کی مجلس تو قرآن پاک و حدیث شریف سے مزین ہے۔ یقیناً یہ تو نصیحت ہے جس کا جی چاہے اسے قبول کر لے یعنی تم اگر اپنی بھلائی چاہتے ہو تو یہاں اس نصیحت کو جو کہ حق ہے قبول کر لو۔ یہاں ہر ایک چھوٹے بڑے کے لئے دروازہ کھلا ہے۔ اپنے اپنے درجوں میں جو کوئی آیا اسے سوال کا حق حاصل ہے۔ کسی کو بھی روکتے یا ڈانٹتے نہیں اور یہاں سب برابر ہے امیری اور غریبی کے لحاظ سے۔ یہ آقا ﷺ کی مجلس کے ضوابط ہیں۔

Marfat.com

نتیجہ :- عربی الفاظ کی گہرائیوں اور دیگر گرامر کی وضاحتوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے انداز تکلم کے سے معلوم ہوا کہ ان آیات کا مخاطب کفار مکہ کا ایک سردار ہے نہ کہ آقا ﷺ کی ذات اقدس (نعوذ باللہ) 'عابس' کو اللہ تعالیٰ نے غائب رکھا ہے۔ سامنے نہیں ہونے دیا پھر اسے مخاطب فرما کر خوب ڈانٹا ہے جیسے کوئی کسی کی مجرمانہ حرکت کی لوگوں سے شکایت کرتا ہے کہ اس نے یہ کیا اور ایسا کیا پھر مزید گرم ہو کر اسے مخاطب کرتا ہے کہ تو نے یہ کیا اور ایسا کیا تو اس میں مجرم کے لئے مزید ڈانٹ مراد ہوتی ہے۔

کفار کے رویے کی وضاحت :- کفار مکہ نے اپنے گلط رویے اور ضد (ہٹ دھرمی) کی وجہ سے اپنے آپ کو ہدایت سے محروم رکھا یہ ان کا ذاتی اور اختیاری فعل تھا اور اسی لئے جہنم کا ایندھن بن گئے۔ قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے ان کے متعلق جو کفار مکہ نے اپنے متعلق کہا۔

(الف) ان كا دليضلنا عن الهتنا لولا ان صبرنا عليها (۴۲ / ۲۵)

ترجمہ :- قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے بہکا دیں اگر ہم اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پہ جمے نہ رہتے۔

(ب) وقالوا ان نتبع الهدى معك نتخطف من ارضنا (۲۸ / ۵۷)

اور کہتے اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو لوگ ہمارے ملک سے ہمیں اچک لے جائیں۔

تشریح :- مندرجہ بالا آیات سے ظاہر ہوا کہ کفار مکہ نے یہ اقرار کیا کہ "تمہارے ساتھ ہدایت" ہے لیکن ہم اپنی مرضی سے اس کی پیروی نہیں کریں گے۔ یعنی وہ بہت ہٹ دھرم تھے جانتے تھے کہ حق اور ہدایت بہت طاقتور ہے اور ان کے قدم ڈگمگانے لگے تھے لیکن پھر اپنی ضد سے انہوں نے حق اور ہدایت کو قبول نہ کیا۔ بات بات پر اللہ تعالیٰ کی ذات قرآن پاک کی آیات اور آقا ﷺ کی رسالت کا تمسخر اڑانا ہی کفار مکہ مکرمہ کا لھو تھا اور اسی لھو کی وجہ سے جہنم کو انہوں نے ابدی منزل بنالیا۔

Marfat.com

مفسرین کرام کی عدم توجہی کی بناء پر

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ بریلوی کے اختلافات

○ ۱۔ آپ نے ایسی تشریحات کو تطفل (بچپنے) سے تعبیر کیا ہے۔ خصوصاً" عربی لغات کے متعلق۔ اگر امام شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ تطفلات لکھیں جو اعلیٰ حضرت نے نشان زدہ کیں تو کئی صفحات درکار ہیں (فتاویٰ رضویہ)

○ ۲۔ عبس کے حل لغات کے بعد پتہ چلا کہ عابس حضور ﷺ نہیں ہیں خصوصاً" عظیم محدث امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لفظ عبس کا ترجمہ کلح کیا ہے جو لغوی اعتبار سے بالکل درست ہے اور وہ کافر کے لئے ہے۔

○ ۳۔ باقی بات کہ جن مفسرین نے عبس کا فاعل حضور ﷺ لکھا ہے تو بصد احترام عرض ہے کہ ایسے تراجم اتفاقاً" عدم توجہی میں لکھے گئے قرار دیئے جاسکتے ہیں۔

○ ۴۔ اس بات پہ ضد کرنا کہ چونکہ اکثر مفسرین نے عبس کا فاعل رسول کریم ﷺ ہی لکھا ہے اس لئے تم بھی یہی لکھو۔ مناسب نہیں۔ کیونکہ عصمت و ادب مصطفیٰ ﷺ پر مفسرین کی ایسی تشریحیں قربان کی جاسکتی ہیں۔ خصوصاً" جب لغوی لحاظ سے واقعہ کی پڑتال پوری توجہ سے کی گئی ہو۔

۵۔ ہمارے بعض مفسرین حضرات سے تسامح ہوا ہے۔

Marfat.com

مختلف مفسرین کی رائے کا تجزیہ

جب مختلف تفسیروں کا مطالعہ کریں تو آیت ہذا کے نزول کے متعلق آقا ﷺ سے اس بات یعنی تیوری چڑھانا اور منہ پھیرنا منسوب کیا گیا ملتا ہے اور پھر کہ اللہ تعالیٰ کو یہ ناگوار ہوا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ دوسری بات یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب ابن ام مکتوم کو دیکھتے تو فرماتے مرحبا یہ وہ ہیں جن کی وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ نے عتاب فرمایا۔

تیسری بات :۔ کہا جاتا ہے کہ آپ عمر بھر اتنے مغموم نہ ہوئے جتنا **سورۃ عبس** کے نزول سے۔

پہلی رائے عتاب والی بات :۔ (ا)۔ کسی کے کہنے پر یعنی (کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ عمر بھر اتنے مغموم نہ ہوئے) جتنا اس سورۃ کے نزول سے ہوئے کیونکہ اس میں عتاب ہے اس لئے کہ شان محبوبی کے خلاف گفتگو فرمائی۔

حدیث کا حوالہ کہاں ہے :۔ غور طلب بات یہ ہے کہ انہوں نے کوئی حوالہ کسی حدیث پاک کا نہیں دیا کہ کون راوی ہیں اور اس حدیث پاک کا قرآن پاک کی آیات سے ٹکراؤ تو نہیں ہو رہا۔

نکات :۔ بحث طلب باتیں یہ ہیں۔ ان پر تفصیلی بحث آگے آئے گی۔

(ا)۔ "کہا جاتا ہے" والے الفاظ۔

(ب)۔ آپ ﷺ کا عمر بھر مغموم رہے۔

(ت)۔ اس میں عتاب ہے۔

(ث)۔ شان محبوبی کے خلاف گفتگو فرمائی۔

Marfat.com

لفظ عتاب کی تشریح

۱۔ لفظ عتاب لغت میں مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً ملامت۔ خفگی اور الزام (Blame - Censure) یہ تینوں الفاظ بہت ہی سخت ہیں اور Serious بھی یعنی اندیشہ ناک

یعنی کہ جرم کی نوعیت کا اظہار کرتے ہیں جس کی وجہ سے ملامت یا خفگی یا الزام ہو۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ جس کی طرف عتاب کی نسبت کی جائے اس سے کوئی ایسا جرم سرزد ہوا ہے جو ناقابل معافی ہے اور اسی وجہ سے اس پر ملامت ہو رہی ہے خفگی کا اظہار کیا جا رہا ہے اور الزام لگایا جا رہا ہے کہ تم نے یہ جرم کیا ہے اس وجہ سے معتوب ہو۔

۲۔ کیا (معاذ اللہ) آپ ﷺ نے کوئی ایسا فعل کیا:۔ آپ ﷺ تو خاموش رہے۔ صحابی کو زبان مبارک سے کچھ نہیں فرمایا اونہو کا مثلاً تمہیں نہیں پتہ کہ میں گفتگو کر رہا ہوں وغیرہ وغیرہ

۳۔ کیا اللہ تعالیٰ پہلے والا وعدہ بھول جائے گا (معاذ اللہ):۔ جیسا کہ نزول قرآن سے ظاہر ہے کہ اس سے پہلے سورہ نجم، سورہ کوثر اور الضحیٰ نازل ہوئی اللہ تعالیٰ کہے ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ یعنی راضی کرنے کے وعدے کرے۔ اس سے پہلے فرمائے۔ **ان اعطینک الکوثر** یعنی خیر کثیر عطا کرے خیر کثیر میں خلق عظیم اور حکمتیں بھی شامل ہیں۔ تو پھر یہاں معتوب کرنا کیسے لگا؟ حیرت ہے۔

Marfat.com

عتاب والی روایت کا تجزیہ

ا۔ کہا جاتا ہے :۔ والے الفاظ بغیر حوالہ کے لکھنا نہایت ہی غیر ذمہ دارانہ فعل ہے۔ ایسے الفاظ کبھی نہیں لکھنے چاہئیں۔ اگر ایسا لکھنے سے سادہ لوح مسلمان بھٹک گئے تو پھر ان کی ذمہ داری لکھنے والے کے کھاتے میں چلی جائے گی۔

ب۔ آپ ﷺ کا عمر بھر مغموم رہے :۔ استغفر اللہ لکھنے والے کو شاید شان محبوبیت کا پتہ ہی نہیں۔ آقا ﷺ کے لئے کائنات بنائی گئی۔ آپ ﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ اپنے رب ہونے کی ظاہر نہ فرماتا آپ ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور ان گنت صفات ہیں کیا صرف ابن مکتوم کی طرف توجہ نہ کرنے سے ساری عمر کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو مغموم کر دے۔ کسی کم عقلی کی باتیں لکھتے ہیں یہ مفسرین حضرات۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور یا محبوب میں آپ ﷺ کی رضا چاہتا ہوں۔ یہ تو عشق کی باتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کہے کہ ہر آنے والی گھڑی پہلی سے بہتر ہے۔

وللا اخرۃ خیر لک من الاولٰی (والضحٰی) اور مفسر صاحب کہیں کہ زندگی بھر مغموم رہے (استغفر اللہ) ایسی روایت جو قرآن حکیم سے ٹکرائے اسے رد کر دینا چاہئے۔ اس آیہ سے بڑی دلیل اور کیا ہے کہ عتاب والی روایت ناقابل قبول ہے۔

عتاب۔ کیوں؟

ایک بہت بڑا سوال

سوال۔ کیا رسول اکرم ﷺ کا غصہ کرنا یا چہرہ اقدس سے ناراضگی کے اثرات باعث 'عتاب' ہوں گے۔ (معاذاللہ)

جواب۔ نہیں (۱) ایسا نہیں۔ رسول پاک ﷺ نے لوگوں کی حماقتوں پر چہرہ مبارک سے اظہار ناراضگی کے تاثرات دیئے اسمیں کوئی ایسی وجہ نہ تھی جو باعث 'عتاب' ہو حدیث لفظ کو بغور پڑھیں (جہاں غصہ سے چہرہ مبارک سرخ ہو گیا تھا)

(توکیا) وہاں 'عتاب' نہ آنا چاہیئے تھا (معاذاللہ) (مفسرین کے قاعدہ کے مطابق)

(۲) مدینہ منورہ میں ابو لہب کی بیٹی حضرت درہؓ نے آپ ﷺ سے شکایت کی کہ لوگ اسے کافر کی بیٹی کہتے ہیں۔ اس پر رسول کریم ﷺ غصہ میں آگئے اور چہرہ اقدس سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا "اس قوم کا کیا بنے گا جو مجھے میرے آباؤ اجداد کے حوالے سے ایذا دیتی ہے"۔ (نوٹ :۔ ان لوگوں کو سوچنا چاہئیے۔ جو آپ ﷺ کے چچا اور حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے والد ماجد حضرت ابو طالبؓ کو کافر قرار دیتے ہیں)

کیا محبوبوں پر عتاب ہوتا ہے ؟ نہیں

اس اللہ تعالیٰ نے تو اپنے محبوب رسول کریم ﷺ کے امتی جنہیں محسنین۔ مطہرین۔ صابرین۔ شاکرین۔ مقسطین۔ متقین۔ توابین۔ متوکلین کا لقب دیا اور انہیں محبوب بنایا۔ انہیں دنیا میں انعامات اور آخرت میں ثواب اور بخشش کا وعدہ فرمایا ہے۔ پھر محبوب ﷺ پر عتاب کیسا ؟ (استغفراللہ)

Marfat.com

بڑی غور طلب بات

رسول کریم ﷺ کے عمل مبارک کو "خلاف اولیٰ" کہنے والو آپ ﷺ کے لئے غصہ کی حالت میں بھی حکم فرمانا حق تھا

آپ ﷺ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا تھا (اقوال۔ افعال۔ احوال) آپ ﷺ پر غصہ کی حالت میں بھی وہ کیفیت طاری نہیں ہوتی تھی جو ہم پر ہوتی ہے۔

حدیث لقطہ (گری ہوئی چیز) پڑھیں۔

(۱) امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ لوگ رسول کریم ﷺ سے گری ہوئی چیز کے تعلق فتوی پوچھ رہے تھے کہ ایک شخص کے بے تکے سوال پر (جو کہ بھٹکے ہوئے اونٹ کے متعلق تھا) آپ ﷺ غصہ میں آ گئے (فغضب رسول اللہ ﷺ) اور آپ ﷺ کے رخسار مبارک سرخ ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اسی حالت میں حکم صادر فرمایا یعنی پوری امت کے لئے فتوی دے دیا۔ جو قیامت تک ایک قانون ہے۔

(۲) آباؤ اجداد کے حوالے سے ایذا رسانی کرنا

غصہ کی حالت میں آپ ﷺ کا چہرہ اقدس تو اس وقت بھی سرخ ہو گیا تھا۔ جب مدینہ منورہ میں ابولہب کی بیٹی حضرت درہ کو لوگوں نے کافر کی بیٹی کہا اور اس نے آپ ﷺ سے شکایت کی جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس قوم کا کیا بنے گا۔ جو مجھے میرے آباؤ اجداد کے حوالے سے ایذا رسانی کرتے ہیں۔

قارئین کرام۔ گویا کہ مفسرین کے نزدیک یہ ایک قاعدہ ہے۔ کہ چہرہ اقدس پر ترش روئی اور غصہ وغیرہ وجہ عتاب ہے۔ **(معاذ اللہ) سوال** یہ ہے کہ۔ کیا صحابی کے اس بے تکے سوال پر ناراضگی اور غصہ سے چہرہ اقدس پر تاثرات کی وجہ سے (معاذ اللہ) عتاب نہیں آنا چاہئے تھا؟ یہاں تو صحابی سے گفتگو کے بعد پوری امت کے لئے فتویٰ دے دیا ہے حالانکہ سورۃ عبس میں تو صحابی سے بات تک نہ کی تھی اور مفسرین نے ترش روئی قرار دے کر اسے وجہ عتاب بنا دیا۔ **(معاذ اللہ)** بلکہ آپ ﷺ کے "جی میں کیا ہے" وہ بھی آپ ﷺ سے منسوب کر دیا حالانکہ آپ ﷺ نے کچھ بھی نہ فرمایا تھا (کہ آپ کے جی میں کیا ہے)

جواب۔ رسول کریم ﷺ کا غصہ اور رضامندی دونوں حالتوں میں فرمانا یا عمل مبارک کرنا حق ہے کیونکہ آپ ﷺ کا عمل مبارک اسوہ حسنہ ہے۔ آپ ﷺ کے اعمال مبارک ہی شریعت ہیں۔ قرآن حکم ہے آپ ﷺ حاکم ہیں۔ قانون ساز ہیں۔

(۲) جن مفسرین کے نزدیک غصہ اور ترش روئی وجہ عتاب ہے۔ (معاذ اللہ) ان کو معلوم ہونا چاہئیے۔ **ایسے کئی مواقع آئے** جب لوگوں کی حماقتوں کی وجہ سے آپ ﷺ غصہ کی حالت میں ہوئے اور چہرہ اقدس سرخ ہو گیا۔ تو ہر دفعہ کوئی عتاب والی بات تو نہ ہوئی تھی۔

(۳) کیا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ پر اسلئے عتاب کرے گا۔ (معاذ اللہ) کہ آپ ﷺ غصہ کی حالت میں (جو کہ لوگوں کی ایذارسانی کی وجہ سے آتا تھا) تھے عتاب تو ان لوگوں پر آنا چاہئے جو ایذارسانی کرتے تھے۔

(۴) کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں کہ میری رحمت میرے غضب پر چھا جاتی ہے۔ یہ بات عام انسانوں کیلئے ہے۔ اور یہاں تو ذات مظہر خدا کا تذکرہ ہو رہا ہے۔

(۵) اسے "خلاف اولیٰ" قرار دے کر "ذنب" کی تاویل کرنا غلط ہے مفسرین سے تسامح ہوا ہے۔

Marfat.com

عتاب تو قصور پر ہوتا ہے

مفتی احمد یار نعیمی (شان حبیب الرحمٰن) فرماتے ہیں

لوگ سمجھتے ہیں کہ معاذ اللہ یہ رب کی ناراضگی اور عتاب ہے اپنے محبوب علیہ السلام پر لیکن بڑے غور کی بات ہے۔ ناراضی ہوتی ہے کسی قصور پر۔ یہاں یہ بتاؤ کہ حضور علیہ السلام سے معاذ اللہ کیا قصور ہوا کہ ناراضی فرمائی جائے۔ کیونکہ آپ ﷺ تو تبلیغ کا کام انجام دے رہے تھے جو آپ ﷺ کا فرض منصبی تھا۔ کیا فرض ادا کرنے پر ناراضی ہوتی ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ حضرت عبداللہ ابن مکتوم سے تین خطائیں ہوئیں۔ (الف) درمیان گفتگو میں بولنا۔ (ب) ندا کر کے پکارنا۔ (ت) کلام پاک مصطفٰے ﷺ کو بیچ سے کاٹنا۔

سوال :- اگر یہ آیت عتاب تھی تو حضرت عبداللہ کو عتاب ہوتا نہ کہ حضور علیہ السلام کو۔

نوٹ :- مولوی احمد حسین نے اپنی ۲۲۹ پیشکش میں مفتی احمد یار نعیمی کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق تو لکھ دیا۔ لیکن مندرجہ بالا عبارت گول کر گئے۔ کیسی علمی خیانت ہے۔ اس میں مفتی نعیمی صاحب فرما رہے ہیں کہ عتاب تو قصور پر ہوتا ہے۔

یعنی سارا زور اس بات پر لگ رہا ہے کہ حضور ﷺ پہ عتاب ہوا تھا (معاذ اللہ)

استغفر اللہ۔ اللہ تعالیٰ ایسے مولویوں سے بچائے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں

آغاز کلام میں ہی اعراض کا سب بصیغہ ماضی بیان کیا۔ مخاطب کا صیغہ ذکر نہیں کیا کہ اس فعل کا صدور تم سے نہیں کسی اور سے ہوا۔ تم ایسے نہیں کہ ایسا کام تم سے صادر ہو۔

اس کی توجیہ اس طرح ہو گی کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے اور رسول اللہ ﷺ کی نیت اس کی طرف سے بالکل منہ موڑنے کے نہ تھی بلکہ آپ کا مقصد یہ تھا یہ شخص تو مومن ہے، ہی

Marfat.com

اگر اس کی تعلیم میں کچھ تاخیر بھی ہو جائے تو اس کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ نہ اس کی طرف سے انحراف اور چلے جانے کا اندیشہ ہے اور قریش کے سردار اپنی طرف سے میرے رخ کو پھرا دیکھ کر چلے جائیں گے انتظار نہیں کریں گے اور یہ سردار اگر مسلمان ہو گئے تو ان کے ساتھ بہت سے لوگ مسلمان ہو جائیں گے اور دائرہ اسلام وسیع ہو جائے گا۔

اپنے مقاصد کے تحت حضور ﷺ نے عبداللہ سے منہ پھیر لیا گویا واقعی طور پر ان کی طرف سے روگردانی نہیں کی۔ اگرچہ ظاہری طور پر اس فعل کا وقوع ہو گیا۔

لعلہ یزکی ۔ شاید وہ کامل طور پر پاک ہو جائے۔ شرک ظاہر اور خفی سے عیوب نفسانی سے ہوی وہوس سے بعض علماء کا قول ہے کہ لعلہ کی ضمیر کافر کی طرف راجع ہے یعنی تم میں کو کافر کے پاک ہونے اور نصیحت پذیر بن جانے کی حرص ہے۔

امام فخر رازیؒ ایک سوال اٹھاتے ہیں

سوال یہ ہے کہ غلطی حضرت عبداللہ سے ہوئی تھی حضور علیہ السلام کفار کو دعوت دے رہے تھے۔ انہوں نے قطع کلامی کرتے ہوئے اپنی بات چھیڑ دی۔ نیز ایک کافر کو دعوت اسلام دینا۔ ایک مسلمان کو قرآن کی تعلیم سے مقدم ہے۔ نیز بارگاہ رسالت کے جو آداب اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو سکھائے تھے وہ تو یہ تھے کہ عامیانہ انداز میں حجروں سے باہر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کو نہ بلائیں بلکہ آمد کا انتظار کریں۔ پھر اس محفل میں تو انہیں سراپا ادب بن کر بیٹھ رہنا چاہئے تھا یہاں تک کہ حضور ﷺ تبلیغ سے فارغ ہو جاتے اور پھر یہ اپنی گزارش کرتے اس لئے عتاب تو حضرت عبداللہ کو ہونا چاہئے تھا (تفسیر کبیر)

Marfat.com

محبوبوں پر عتاب کیوں ہوگا؟

اللہ تعالیٰ تو محبت کرتا ہے۔ان سے؟

قرآن حکیم

ا۔واحسنو الك الله يحب المحسنين(۲\۱۹۵)اور بھلائی والے ہو جاؤ بیشک بھلائی والے اللہ کے محبوب نہیں

۲۔ان الله يحب التوابين (۲/۲۲۲)بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو

۳۔ ويحب المطهرين (۲/۲۲۲) اور محبوب رکھتا ہے ستھروں کو

۴۔فان الله يحب المتقين (۳/۸۶) بیشک اللہ تعالیٰ کو متقی محبوب ہیں

۵۔ والله يحب الصابرين ۳/۱۴۶ اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں

۶۔ان الله يحب المتوكلين (۳/۱۵۹) اور بیشک توکل والے اللہ کے محبوب ہیں

۷۔ ان الله يحب المفسطين (۵/۴۲) انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں

۸۔ والله يحب المطهرين (۹/۱۰۸) اور ستھرے اللہ کو محبوب ہیں

۹۔ ان الله يحب الدين مقاتلون فی سبیله (۶۱/۴) بیشک اللہ محبت کرتا ہے انہیں جو اسکی راہ میں لڑتے ہیں

محبوبوں کے لئے انعام (محبوبیت کا جواب ہے محبت) نہ کہ عتاب

(۱) وسنجزی الشكرين (۳/۱۴۵) اور قریب ہے کہ ہم شکر والوں کو صلہ عطا کریں (۳\۱۴۵)

(۲)فاتهم الله وثواب الدنيا وحسن ثواب الاخرة والله ويحب المحسنين (۳/۱۴۸) تو اللہ نے انہیں دنیا کا انعام دیا اور آخرت کے ثواب کی خوبی اور نیکی والے اللہ کے محبوب ہیں (۳\۱۴۸)

(۳) فسوف یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه (۵\۵۴) تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائیگا کہ وہ اللہ کے محبوب اور اللہ ان کا محبوب

Marfat.com

اللہ تعالیٰ انبیاء کرام سے محبت کرتا ہے نہ کہ عتاب

۱۔موسیٰ علیہ سلام سے محبت والقیت علیك محبة منی وتصنع علی عینی۲۰/۳۹
ترجمہ:۔ اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی اور اسلئے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہو۔

فرمان رسول کریم

انا حبیب اللہ ۔ میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(۱) واصبر لحکم ربك فانك باعیننا ۵۲/۴۸ اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھیرے رہو۔ بیشک آپ ہماری نگہداشت میں رہیں۔
۲۔محبوب ﷺ کی اتباع کرنے والوں پر انعامات (اللہ کی محبوبیت اور بخشش)
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم ط
اے محبوب آپ ﷺ فرما دیں اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار بن جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

قارئین کرام

(۱) یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے پیمانے کہ محبوب ﷺ کے متبعین سے بھی محبت ہو رہی ہے اور بخشش کی جا رہی ہے۔
(۲) محبوبوں پر عتاب والی بات تو خلاف قرآن ہے۔
(۳) شاکرین اور محسنین کو صلہ۔ دنیا کا انعام اور آخرت کا ثواب مل رہا ہے۔
نوٹ : ان تمام آیات قرآنی اور رسول کریم ﷺ کی شان اور صاف حمیدہ کے خلاف والی خبر واحد جو مفسرین عموماً لکھتے رہتے ہیں یعنی عاتبنی والی حدیث رد ہو جاتی ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ خاطبنی ہو جسے عاتبنی سمجھ کر نقل میں فروگزاشت ہو گئی۔ راویوں سے لاشعوری طور پر ایسی فروگزاشتیں موجود ہیں

رسول کریم ﷺ کا تبسم فرمانا

پہلا موقع

(۱) غزوہ احد کے دن بھاگ جانے کے بعد حضرت عثمانؓ مدینہ منورہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ رسول کریم ﷺ سے ملے۔ان کو دیکھ کر رسول کریم ﷺ نے **تبسم** فرمایااور کہا(**لقد ذھبتم فیھا عریضة**)تم اس دن بہت دور نکل گئے۔

قارئین کرام

یہ معاملہ تو سورۃ عبس والے منظر سے زیادہ سنگین تھا۔یہاں تو سزا دینے کا وقت تھا لیکن صاحب خلق عظیم نے خلق عظیم کا مظاہرہ کیا۔(تفسیر مفتی احمد یار خان نعیمی)

دوسرا موقع

(۲) عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافقین کا سردار) کی موت ہوئی رسول کریم ﷺ کو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کہا گیا۔آپ ﷺ تشریف لے گئے حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے دشمن عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں جس نے فلاں دن یہ یہ باتیں کیں تھیں۔عمرؓ اس کے گزشتہ زمانہ کی باتیں گنوار ہے تھے اور رسول کریم ﷺ **تبسم** فرمارہے تھے جب یہ باتیں حد سے بڑھ گئیں آپ ﷺ نے فرمایا۔اے عمر ہٹ جاؤ مجھے اللہ کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے پس میں نے ایک صورت کو اختیار کرلیا ہے۔

قارئین کرام

یہ کتنا سنگین معاملہ تھا ایک بظاہر مسلمان لیکن دشمن اسلام مر گیا حضرت عمرؓ اس کی برائیاں گناتے رہے لیکن صاحب خلق عظیم نے تبسم فرمایااور وہ کیا جو ایک رسول اللہ کی شان کے شایاں ہے۔(سیرت محمد رسول اللہؐ۔شیخ محمد رضا مکینہ جامعہ فواد قاہرہ مصر)

قرآن پڑھنا

گستاخ لوگ

نماز میں بھی وہی آیتیں پڑھتے ہیں جن میں حضور ﷺ کی توہین سمجھتے ہیں انہیں سورہ حجرات، طٰہٰ اور سورہ فتح وغیرہ یاد ہی نہیں ہوتیں ایسے ہی لوگوں کے متعلق حدیث شریف میں آیا کہ وہ قرآن پڑھیں گے۔ قرآن ان پر لعنت کرے گا۔ جب قرآن لانے والے کی عظمت دل میں نہ ہو تو قرآن پڑھنا بیکار ہے۔ قرآن پڑھنا، دیکھنا چھونا سب عبادت ہے جب کہ اچھی نیت سے ہو۔ بری نیت سے یہ تمام کام گناہ بلکہ کبھی کفر ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ کی اہانت ثابت کرنے کو قرآن پڑھنا بے دینی ہے۔ ([illegible])

قرآن کریم ہنسی مذاق نہیں

(۸۶/۱۴-۱۳ الطارق) فرمان الٰہی ہے انہ لقول فصل ○ وما ھو بالھزل

بلاشبہ یہ قرآن قول فیصل ہے اور یہ ہنسی مذاق نہیں ہے۔

دعا ہے :۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب رسول کریم رحمتہ اللعالمین رؤف رحیم ﷺ کی ذات اقدس صفات، کمالات اور معجزات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو نہیں سمجھ سکتے ان کو بھی اپنے محبوب ﷺ کی طفیل ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

دعائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عمر بن ہشام یا (حضرت) عمر بن خطاب میں سے کوئی ایک اسلام لے آئے :- جب کفار مکہ کے ظلم کی تیزی بڑھتی گئی اور نئے نئے مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جانے لگے تو آقا ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ عمرو بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے کوئی ایک ایمان لے آئیں تو اسلام کو بڑی تقویت پہنچے گی یہ اس وجہ سے تھا کہ آقا ﷺ چاہتے تھے کہ یہ دونوں اشخاص کفار کے گروہ کے سرکردہ لوگوں میں سے ہیں اور ان سے ایک بھی اسلام لے آیا تو اس سے کفار کو سخت دھچکا لگے گا۔ چنانچہ مشیت ایزدی کا فیصلہ عمر بن خطاب کے حق میں ہوا جو بعد میں شان اسلام اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ لقب سے مشہور خلیفہ دوم ہیں اور واقعی آپ کے ایمان لانے کے بعد اسلام کی تبلیغ کھلم کھلا ہونے لگی جب کہ اس سے پہلے چھپ چھپ کر ہوتی تھی۔

کفار مکہ کے سردار ان کی طرف التفات :- مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں معلوم ہوا کہ جب سرداران کفار مکہ مکرمہ آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو عین اس خواہش کے مطابق کہ یہ لوگ بھی دولت ایمان سے مالا مال ہو جائیں۔ آپ ﷺ ان روسائے کفار کی طرف متوجہ ہوئے اور بعض اکابر نے فرمایا کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اکابر قریش کی عزت افزائی اس لئے فرمائی کہ اعزاء از مخلوق مظاہر االعزۃ الالہیہ ہیں ان کی تقدیم علی الفقراء اہل الصفہ کی عادت سے ہے تاکہ صفت کبریائی کا حق ادا ہو سکے جب اس میں اس کو صفت کبریائی مشارکا نہ سمجھے بلکہ مظہر سمجھے چنانچہ قریش کی طرف متوجہ ہونا کوئی خلاف عقل بات نہ تھی۔

Marfat.com

محب جل جلالہ تو اپنے حبیب ﷺ کو غم ناک ہوتے نہیں دیکھ سکتا :۔

قرآن حکیم تو محب جل جلالہ اور محبوب ﷺ کی گفتگو ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہمارے آقا ﷺ کو غمناک حالت میں دیکھنا نہیں چاہتا چہ جائیکہ عتاب کرے۔ (معاذ اللہ) جب محبوب ﷺ کفار قریش کی اس حالت کو دیکھ کر کہتے کہ یا رب یہ قوم تو ایمان ہی نہیں لاتی۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے فرماتے یایھا الرسول لایخرنک الذین یسارعون فی الکفر

ترجمہ :۔ ا۔ یا رسول اللہ آپ غم نہ کریں ان لوگوں کے متعلق جو کفر کی طرف دوڑتے ہیں۔ کیسی ڈھارس بند رہا ہے باری تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی۔

۲۔ دوسری جگہ فرمایا کہ کیا آپ اپنی جان کو ان کے پیچھے تلف کر دیں گے غم میں اگر وہ ایمان نہ لائیں اس قرآن پر۔ (کھف)

فلعلک باخع نفسک علی اثار ھم ان لم یومنو ابھذالحدیث اسفا

۳۔ اس کے علاوہ قرآن حکیم میں اور کئی مقامات پر اپنے محبوب ﷺ کو تسلی، تشفی اور صبر کرنے کا کہا جا رہا ہے۔ صرف اس لئے کہ محبوب ﷺ غمزدہ نہ ہوں اگر کافروں نے کہا مال ھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق (الفرقان) یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی تو فرمایا انظر کیف ضربوالک الامثال (یاحبیب دیکھ کیسی کیسی مثالیں آپ کے متعلق مارتے ہیں۔ پھر ان کافروں کے مذاق اڑانے والے فعل پر فرمایا اناکفینک المستھزء ین

ترجمہ :۔ بیشک ہم ان ٹھٹھہ اڑانے والوں کے لئے کافی ہیں۔ (یعنی میں ان سے نپٹ لوں گا)

نوٹ :۔ محبوب صرف محبوب ہے۔ معتوب نہیں ہو سکتا

Marfat.com

بعثت کا ایک خاص مقصد

پسندیدہ اخلاق کا اتمام اور عمدہ اعمال کا کمال

آپ ﷺ کا فرمان ہے

ان اللہ بعثنی لتمام مکارم الاخلاق وکمال محاسن الافعال

روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاق کے درجات مکمل کرنے اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کے لئے مجھ کو بھیجا (مشکوہ ج ۸ ص ۳۳)

تشریح :۔ مکارم جمع ہے مکرمہ کی بمعنی پسندیدہ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر اخلاق جمع ہے خلق کی۔ بمعنی عادت و خصلت یعنی دل کی وہ حالت جس سے اچھے اعمال کرنا آسان ہوں فرمایا کہ دلی و باطنی صفات یعنی پچھلے انبیاء کرام بھی لوگوں کو اچھی عادات سکھانے تشریف لاتے تھے مگر ہم اعلیٰ درجے کے اخلاق سکھانے تشریف لائے ہیں۔ محاسن جمع ہے حسن کی۔ خلاف قیاس اس کے معنی ہیں خوبی عمدگی یا خوب' عمدہ' اعلیٰ' افعال جمع ہے فعل کی بمعنی ظاہری اعضاء کے ظاہری کام یعنی ہماری تشریف آوری اس لئے ہے کہ ہم تمام لوگوں کے دل کی عادتیں بھی اعلیٰ درجہ کی کر دیں اور ظاہری اعمال بھی حضور ﷺ نے دنیا کی نیت ارادے' عقیدے' دلی حالت بھی درست فرمائے اور ان کی عبادات' معاملات بھی ٹھیک کئے۔ انسانوں کو فرشتوں سے آگے بڑھا دیا۔ عرب کون تھے انہیں کیا کر دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی چاہتا ہے اسے صدق مقال۔ اکل حلال سائلین کی حاجت روائی' امانت کی حفاظت' حیا اور شرم پڑوسیوں سے اچھا سلوک' مہمان کی تواضع' بڑوں کا احترام' چھوٹوں کا لحاظ' ماں باپ کی خدمت نصیب فرماتا ہے۔ یہ اخلاق محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک کرشمہ ہے (از مرقات)

Marfat.com

رسول کریم ﷺ کا خلق عظیم

وانک لعلیٰ خلق عظیم (القلم)

خالق کی زبان اپنی تخلیق کے شاہکار کی توصیف فرما رہی ہے۔

اس آیت کا ہر کلمہ اپنے اندر معانی و معارف کی ایک دنیا لئے ہوئے ہے' اس لئے ہر کلمہ کا وقت نظر سے مطالعہ کرنا پڑے گا۔ شاید لطف خداوندی پردے کو سرکا دے اور شاید معنی کی ایک جھلک نصیب ہو جائے۔

پہلے یہ سمجھیں کہ خلق کس کو کہتے ہیں امام فخرالدین رازی اس کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں یعنی خلق' نفس کے اس ملکہ اور استعداد کو کہتے ہیں جس میں وہ پایا جائے اس کے لئے افعال جمیلہ اور خصال حمیدہ پر عمل پیرا ہونا آسان اور سہل ہو جائے۔ (کبیر)

پھر فرماتے ہیں کسی اچھے اور خوبصورت فعل کا کرنا الگ چیز ہے' لیکن اس کو سہولت اور آسانی سے کرنا الگ چیز ہے کوئی کام خلق اسی وقت کہلائے گا جب اس کے کرنے میں تکلف سے کام لینے کی نوبت نہ آئے۔ (کبیر) یعنی جس طرح آنکھ بے تکلف دیکھتی ہے' کان بے تکلف سنتے ہیں' زبان بے تکلف بولتی ہے اسی طرح سخاوت' شجاعت' حیا' حق گوئی' تقوی وغیرہ تجھ سے کسی تردد اور توقف کے بغیر صدور پذیر ہونے لگیں تو اس وقت ان امور کو تیرے اخلاق شمار کیا جائے گا۔

عظیم :۔ بہت بڑا علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔ ای لا یدرک شاوہ احد من الخلق مخلوق میں سے جس کی سرعت رفتار یا عزم بلند کو کوئی نہ پا سکے اسے عظیم کہتے ہیں۔

علیٰ :۔ استعلاء کے لئے ہے یعنی کسی پر حاوی ہونا چھا جانا اور قابو پا لینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اخلاق حمیدہ اور افعال پسندیدہ پر حضور ﷺ کا قبضہ ہے یہ سب زیر فرمان ہیں۔ یہ سب مرکب ہیں حضور ﷺ ان کے راکب اور شہسوار

Marfat.com

ہیں اس لئے حضور ﷺ کو ان امور کے لئے کسی تکلف اور بناوٹ کی ضرورت نہیں آفتاب ذات محمدی سے صفات محمدیہ اور کمالات احمدیہ کی کرنیں خود بخود پھوٹتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی حکم دیا قل لا اسئلکم علیہ اجرا وما انا من المتکلفین یا حبیب آپ اعلان کر دیں کہ میں تم لوگوں سے نہ کسی اجر کا مطالبہ کرتا ہوں اور نہ میں تکلف اور بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔

انک لعلی خلق عظیم فرما کر بتا دیا کہ حضور ﷺ کی ذات تمام کمالات کی جامع ہے۔ وہ کمالات جو پہلے نبیوں اور رسولوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے' وہ مجموعی طور پر اپنی تمام جلوہ سامانیوں اور اپنی جملہ رعنائیوں کے ساتھ اس ذات اقدس و اطہر میں موجود ہیں۔ شکر نوح' خلت ابراہیم' اخلاص موسیٰ' صدق اسماعیل' صبر یعقوب' تواضع سلیمان علیہم الصلوۃ والسلام سب یہاں جمع ہیں۔

حسن یوسف' دم عیسی ید بیضاداریٔ
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

امام شرف الدین بوصیری نے اپنے مخصوص انداز میں کیا خوب فرمایا ہے۔ ۔

یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنی ظاہری شکل و صورت اور سیرت و اخلاق کے اعتبار سے تمام انبیاء کرام سے برتر ہیں۔ کوئی نبی آپ کے مقام علم اور شان کرم کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا۔ حضور ﷺ کی ذات بزرگی کا آفتاب ہے۔ سارے انبیاء کرام آپ کے ستارے ہیں اور وہ ستارے عہد جاہلیت کے اندھیروں میں آپ کے انوار اور تابانیوں کو ظاہر کرتے رہے ہیں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب کسی نے خلق مصطفوی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مختصرا اور جامع جواب دیا کان خلقہ القرآن حضور کا خلق قرآن تھا۔ یعنی جن محاسن اوصاف اور مکارم اخلاق کو اپنانے کو قرآن حکیم نے حکم دیا ہے حضور ان سے کمال درجہ متصف تھے اور جن

لغو باتوں اور فضول کاموں سے بچنے کی ترغیب دی ہے' حضور ﷺ ان سے پوری طرح منزہ و مبرا تھے۔ ایک دوسرے شخص نے جب یہی سوال کیا تو ام المومنین نے فرمایا سورہ المومنون کی پہلی دس آیتیں پڑھ لو۔ ان میں ہی حضور کے خلق کی صحیح تصویر ہے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے خلق سے کسی کا خلق اعلی نہیں کیونکہ حضور اپنی مرضی اور مشیت سے دستکش ہو گئے اور اپنے آپ کو کلیۃً حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

حضرت جنید کی رائے ملاحظہ ہو سمی خلقه عظیما لانه لم تکن له ثمته سوی الله تعالیٰ (قرطبی) حضور کے خلق کو عظیم اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بغیر حضور کی کوئی خواہش نہ تھی۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ہمتیں اور حوصلے بے شمار ہیں۔ جو ان میں سے بڑے حوصلے ہیں ان کی توحد ہی نہیں حضور ﷺ کی چھوٹی سے چھوٹی ہمت اور حوصلہ زمانہ سے بزرگ تر ہے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے ادبنی ربی تادیبا حسنا اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور اس کا ادب سکھانا بہت خوب تھا۔

جب اس عبد کریم کو مودب' مربی اور معلم خود رب العالمین ہے تو پھر اس تلمیذ ارشد کے حسن ادب' حسن تربیت اور کمال علم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے لگاتار دس سال حضور کی خدمت کی حضور ﷺ نے مجھے کبھی اف نہیں کہا جو کام میں نے کیا اس کے متعلق کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تو نے کیوں کیا اور جو کام نہیں کیا اس کے متعلق کبھی نہیں پوچھا کہ کیوں نہیں کیا حضور ﷺ حسن و جمال میں بھی تمام لوگوں سے برتر تھے۔ میں نے کسی اطلس یا ریشم کو حضور ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں پایا۔ کوئی مشک'

Marfat.com

کوئی عطر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پسینے سے زیادہ خوشبودار میں نے نہیں سونگھا۔

شاہ خوباں ﷺ صرف خود ہی ہر کمال' ہر جمال کے پیکر رعنا اور تصویر جمیل نہ تھے بلکہ اپنے نیا زمندوں کو بھی ان نعمتوں سے مالا مال کر دیا۔ ان کی ایسی تربیت فرمائی کہ آنے والی نسل انسانی کے لئے وہ ایک دل کش نمونہ بن گئے بے شمار ارشادات نبوی میں سے صرف چند آپ بھی سنیں جن میں صحابہ کرام کو اخلاق حسنہ کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

۱۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے فورا بعد نیکی کرو وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آیا کرو۔

۲۔ فرمایا میزان عمل میں جتنی چیزیں رکھی جائیں گی' ان میں حسن خلق زیادہ وزنی ہو گا اور اچھے اخلاق کا مالک اپنے حسن خلق کے باعث نماز پڑھنے والے روزہ رکھنے والے کے مرتبہ کو پالیتا ہے۔

مندرجہ ذیل حدیث خصوصی توجہ سے پڑھیے۔

۴۔ ترجمہ :۔ حضرت جابر سے مروی ہے. حضور نے فرمایا میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب اور روز قیامت تم میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے۔ پھر فرمایا میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن تم میں سے مجھ سے سب سے زیادہ دور بیہودہ باتیں کرنے والے' زبان دراز اور متفیقھون ہوں گے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ پہلے دو لفظوں کا مطلب ہماری سمجھ میں آگیا' تیسرے لفظ کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا متکبر لوگ۔

روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی نے یہ حدیث نقل کی ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلق کی تین سو ساٹھ صورتیں ہیں:

Marfat.com

آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ

آپ ﷺ نے کبھی کسی کو دیکھ کر نہ تیوری چڑھائی اور نہ منہ پھیرا۔ آپ ﷺ کے مندرجہ ذیل اوصاف حمیدہ دیکھیں۔

رحمت :۔ (الف)۔ آپ ﷺ تو رحمتہ للعالمین ہیں۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی آنے والے شخص سے تیوری نہیں چڑھائی حتی کہ بعض اوقات لوگ سرراہ حضور ﷺ سے کھڑے ہو کر گفتگو کرتے اور دیر تک حضور ﷺ کو مصروف رکھتے حالانکہ آپ ﷺ ضروری کام سے تشریف لے جا رہے ہوتے تھے۔ حتی کہ وہ یہود جو آپ ﷺ کو ازراہ شرارت بجائے السلام علیکم کہنے کے سام علیکم کہتے تھے (جس کا مطلب ہے کہ تم پر موت آئے) مگر ایسے گستاخ لوگوں کے آنے سے بھی آپ ﷺ کبھی کبیدہ خاطر نہ ہوئے اور نہ کبھی تیوری چڑھائی۔ تو کیسے ہو سکتا تھا کہ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جیسے مخلص اور محبت کرنے والے صحابی کو دیکھ کر تیوری چڑھاتے۔

(ب)۔ ایک دفعہ ایک نیم پاگل عورت گلی کے راستے میں کھڑی اور اپنی کوئی بات ہر آنے جانے والے کو بتانا چاہتی تھی لیکن کوئی اس کی بات نہ سنتا تھا۔ آپ ﷺ کا گزر ہوا تو اس نیم پاگل عورت نے اپنی بات کہنے کے لئے حضور ﷺ کو روکا۔ آپ ﷺ رک گئے اس کی باتیں سنتے رہے یہاں تک کہ اس نے بات ختم کر دی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم دور سے دیکھ رہے تھے پھر آپ ﷺ سے کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تو نیم پاگل عورت تھی اس نے خواہ مخواہ آپ ﷺ کا وقت ضائع کیا۔ آپ اس کی باتیں نہ سنتے۔ رحمتہ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ وہ کہتی تھی کہ اس کی بات کوئی نہیں سنتا۔ اگر میں بھی نہ سنتا تو پھر کون سنتا۔۔۔ تو یہ ہے آقا ﷺ کا خلق عظیم۔

رؤف رحیم :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں دس سال خدمت اقدس میں حاضر رہا۔ آپ ﷺ نے کبھی مجھے اف تک نہ کہی۔ آپ ﷺ نے اپنے غلاموں میں سے کسی کو نہیں مارا۔ آپ ﷺ سے زیادہ شفیق کسی اور کو نہ دیکھا گیا حد درجہ نرم گو۔ متبسم اور خوش خلق۔ دست شفقت رکھنے والے (عید کے دن یتیم لڑکے کو گھر لائے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اچھی ماں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اچھی بہن اور حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ سے اچھے بھائی کہاں میسر آئیں گے۔ بچے کا حال سن کر رحمت عالم ﷺ کی آنکھیں بھی بے اختیار اشک بار ہو گئیں۔

آپ ﷺ کا حلم :۔ (ا)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ ﷺ نے ایک نجرانی چادر اوڑھی ہوئی تھی ایک بدو آیا اور آپ کی چادر کو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔ جس سے آپ کے کندھے پر نشان پڑ گیا۔ وہ بدو کہنے لگا اے محمد ﷺ آپ کے پاس جو خدا کا مال ہے وہ مجھے عنایت کیجئے۔ آپ ﷺ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور اس کی خواہش پوری کر دی۔

(ب)۔ حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ (جو کبار علمائے یہود میں سے تھے) فرماتے ہیں کہ نبوت کی کوئی ایسی علامت نہ تھی جسے میں نے حضور ﷺ کی ذات اقدس میں مشاہدہ نہ کیا ہو۔ سوائے دو باتوں کے جن کا اب تک مشاہدہ نہ کر سکا۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ کے حلم کو غضب پر فوقیت حاصل ہو اور دوسرے یہ کہ شدت غضب میں بھی آپ ﷺ کے حلم میں اضافہ ہو۔ ان دو نشانیوں کا اندازہ لگانے کے لئے میں نے آپ ﷺ سے کچھ کھجوریں خریدیں اور رقم ادا کر دی۔ کھجوریں کچھ میعاد کے بعد لینی تھیں۔ ابھی اس میعاد میں کچھ روز باقی تھے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کی قمیص اور چادر کے پلو پکڑ کر غضبناک

Marfat.com

نگاہوں سے آپ ﷺ کو گھورا اور کہا۔ اے محمد ﷺ کیا آپ ﷺ میرا حق ادا نہیں کریں گے۔ بخدا اے بنو مطلب تم بڑے ہی نادہندہ ہو۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنی اور کہا اے دشمن خدا جو کچھ بھی میں نے سنا کیا اس کا خطاب حضور ﷺ سے ہے؟ بخدا اگر مجھے کسی چیز سے محرومی کا ڈر نہ ہوتا تو میں تلوار سے تیرا سر علیحدہ کر دیتا۔ حضرت نبی کریم ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شفقت اور محبت سے دیکھتے رہے پھر فرمایا۔ یا عمر رضی اللہ عنہ ہم دونوں کو تم سے اس سلوک کے برعکس کسی اور سلوک کی زیادہ ضرورت تھی۔ تم مجھے حسن ادا کے لئے کہتے اور اسے حسن تقاضا کے لئے۔ تم اس کا حق جو مجھ پر واجب ہے فوراً ادا کر دو اور اپنی اس درشت کلامی کے عوض اسے فوراً بیس صاع زائد دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ اس پر حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نبوت کی ہر علامت آپ ﷺ میں ملاحظہ کرتا تھا۔ سوائے دو باتوں کے جسے میں نے آج آزما دیکھا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔

(ت)۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ بنی سلیم کے ایک اعرابی کا وہاں سے گزر ہوا اس نے ایک گوہ کو شکار کر کے اپنے آستین میں چھپائی ہوئی تھی۔ اس اعرابی نے لوگوں سے پوچھا۔ یہ جماعت کس کے پاس بیٹھی ہے لوگوں نے کہا ان کے پاس جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ سن کر وہ لوگوں کی صفیں چیرتا ہوا حضور ﷺ کے پاس پہنچا اور کہا اے محمد ﷺ میرے نزدیک عورتیں آپ سے زیادہ جھوٹی نہیں۔ لات و عزیٰ کی قسم میں آپ ﷺ پر اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ ﷺ پر ایمان نہ لے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس گستاخ کو قتل کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

اے عمر نبی حلیم ہوتا ہے۔ اعرابی نے آستین سے گوہ نکالی اور آپ ﷺ کے سامنے پھینک دی۔ آپ ﷺ نے گوہ کو مخاطب کیا اور اس نے جواب دیا سب لوگوں نے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے گوہ تو کس کی عبادت کرتی ہے۔ اس نے جواب دیا اس اللہ تعالیٰ کی جس کا عرش آسمان میں' حکومت زمین پر' راستہ سمندر میں' رحمت جنت میں اور عذاب آگ میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں کون ہوں اس نے کہا آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔ جس نے آپ ﷺ کی تصدیق کی وہ نجات پا گیا۔ جس نے تکذیب کی وہ ناکام رہا۔ اس پر وہ اعرابی ایمان لے آیا۔

عفو (فتح مکہ مکرمہ) :۔ سب کو معاف کر دیا۔ اس کو بھی جس نے آپ ﷺ کے محبوب چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی اپنے نفس کے لئے غصہ نہ کیا۔ ساری زندگی کسی سے بدلہ نہ لیا۔ پتھروں' گالیوں اور الزامات کے جواب میں دعائے خیر کی۔

کریم :۔ آپ ﷺ اپنی امت کے لئے سراپا کرم ہیں۔ یہ تو فرمان الٰہی کیا بلکہ حکم الٰہی ہے۔

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاوک فاستغفر واللہ واستغفر لھم الرسول

اور جب یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو آپ ﷺ کے حضور حاضر ہوں اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول کریم ان کے لئے شفاعت کرے۔۔۔ چنانچہ یہ آپ ﷺ کی شان کرم ہے کہ گنہگار آپ ﷺ کی شفاعت کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب اپنے اوپر ظلم کرو۔ تو میرے محبوب ﷺ کے در اقدس پر حاضر ہو جاؤ اور وہاں سے سفارش کراؤ میں ضرور تمہیں بخش دوں گا۔

Marfat.com

اخلاق کی مزید مثالیں

۱۔ **حدیث پاک :۔** مسلمان ۔ مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملاقات کیا کرے کہ یہ بجائے خود ایک نیکی بلکہ صدقہ ہے (مسلم)

۲۔ **اللہ تعالیٰ کے تین سو ساٹھ اخلاق :۔** روح البیان پ ۲۹ ص ۴۴۹ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے تین سو ساٹھ اخلاق ہیں جو توحید کے عقیدہ کے ساتھ ان میں کسی ایک سے ملقب ہو وہ بہشت میں داخل ہو گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان میں کوئی ایک مجھ میں ہے یا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا آپ میں وہ تمام ہیں ان سب سے اللہ تعالیٰ کو محبوب تر سخاوت ہے۔

۳۔ **صفات عالیہ کا کمال :۔** قرآن حکیم کی سورۃ آل عمران فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم (۱۵۹ ر ۳)

ترجمہ :۔ تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ یا محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب نپ ۴ ص ۳۲۰ میں لکھتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو جیسے اور صفات عالیہ میں کمال بخشا ہے۔ ایسے ہی نرمی طبیعت اعلیٰ گفتار خوش خلقی میں بھی کمال بخشا ہے۔ تفسیر کبیر نے یہاں فرمایا کہ رسول کریم ﷺ قوت نظری میں نور علی نور ہیں اور یہ آیہ آپ ﷺ کی ہی شان میں ہے اور قوت عملی میں انتہائی کمال کو پہنچے ہوئے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے انک لعلیٰ خلق عظیم گویا آپ ﷺ جسماً بشر اور روحاً فرشتہ ہیں (تفسیر کبیر)

Marfat.com

۴۔ رسول کریم اپنا منہ مبارک اس کے منہ سے نہیں پھیرتے تھے

:۔ مرات ج ۸ ص ۸۰ (باب حضور ﷺ کے اخلاق و عادات

ا۔ روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تھے تو اپنا ہاتھ نہ کھینچتے حتی کہ وہ ہی اپنا ہاتھ کھینچتا تھا اور آپ اپنا منہ اس سے نہیں پھیرتے تھے حتی کہ وہ ہی اپنا منہ حضور ﷺ کے چہرے سے پھیرتا تھا۔ (ولا یصرف وجھه عن وجهه)

ب۔ روایت ہے حضرت عبداللہ بن حارث سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہ دیکھا۔

۵۔ رسول کریم ﷺ ہنسنے لگے :۔ موطاء امام مالک (کتاب حسن الخلق ص ۵۷)

ترجمہ :۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی اور میں آپ کے ساتھ گھر میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ برا آدمی ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اجازت مرحمت فرما دی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تھوری دیر بعد میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ ہنس رہے تھے۔ جب وہ نکل گیا تو میں عرض گزار ہوئی' یارسول اللہ! آپ نے تو یہ فرمایا تھا اور اتنی سے دیر میں آپ اس کے ساتھ ہنسنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے برا وہ ہے جس سے لوگ اس کی برائی کے باعث بچیں۔

۶۔ رسول کریم ﷺ سائل کو نہ جھڑکتے تھے :۔ سورہ عبس سے پہلی نجم اس سے پہلے سورہ کوثر اور اس سے بھی پہلے سورہ الضحیٰ نازل ہوئی جس میں یہ آیات اتری۔ واما السائل فلاتنھر اور سائل کو نہ جھڑکو چنانچہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سورۃ کے بعد جب سورہ عبس والا واقعہ پیش آیا تو کیا صاحب خلق عظیم نے اس آیتہ کے برعکس عمل کیا ہو گا (معاذ اللہ) جیسا کہ عام روایات میں مذکور ہے۔

یاد رہے :۔ انبیاء کرام معصوم ہیں۔ بھلا وہ کیسے قرآن حکیم کی آیات کے خلاف عمل کریں گے۔ اگر کوئی ایسی روایت ملے تو روای کو جھوٹا کہنا بہتر ہے

مدینہ منورہ میں رسول کریم ﷺ کا درس

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنے خادموں کو درس فرما رہے تھے کہ ایک مسلمان اعرابی حاضر ہوا اور قیامت کی بابت دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ خادموں کو شبہ ہوا کہ شاید آپ ﷺ نے نہیں سنا۔ یا سوال پسند نہیں اور آپ ﷺ بدستور درس دیتے رہے کہ سوال مضمون کے غیر متعلق ہے۔ پھر فارغ ہو کر دریافت فرمایا۔ سائل کہاں ہے۔ اس نے عرض کی کہ حضور خادم حاضر ہے۔ آپ ﷺ نے اسے جواب عنایت فرمایا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اس حدیث پر باب تجویز فرما کر استدلال فرمایا ہے کہ مذاکرہ علمیہ اور وعظ و درس میں مشغول ہے تو اس سے فارغ ہو کہ کسی نئے مسائل اور سوال کی طرف توجہ کر لے کہ پہلے کا حق پیشتر اور پچھلے کا بعد میں ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں بھی وہی دستور قائم رکھا جو کہ مکہ مکرمہ میں تھا اور مسلم اعرابی سے بھی وہی معاملہ فرمایا جو کہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ (اگر سچ مچ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ڈانٹا ہوتا تو آپ اعرابی کی طرف فورا متوجہ ہو جاتے لیکن آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نہیں ڈانٹا (استغفر اللہ) بلکہ اسے ڈانٹا جس نے ایک مسلم کو عبوسیت سے دیکھا۔ (بخاری۔ ج اول کتاب العلم صفحہ ۱۳۱)

106

علامہ اقبال اور سابق خطیب بادشاہی مسجد لاہور کا عقیدہ
مثنوی رومی میں ذکر رسول ﷺ

خواجہ حمید یزدانی

۱۔ کافر سات انتڑیاں بھر کھاتا ہے اور مومن ایک انتڑی بھر کھاتا ہے۔
تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو احادیث مثنوی ۱۵۔۲۔۲۱۶

۲۔ یہ اشارہ ہے سورۃ عبس کی طرف۔ جس کی پہلی چار آیات کا ترجمہ اس طرح ہے 'تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس سے کہ آیا اس کے پاس اندھا اور کس چیز نے معلوم کروایا تجھ کو شاید کہ وہ پاک ہو جاتا یا نصیحت سنتا پس فائدہ دیتی اس کو نصیحت۔ چند مترجمین و مفسرین نے بھی تیوری چڑھانے کے واقعہ کو حضور رحمتہ للعالمین ﷺ سے منسوب کیا ہے' لیکن مولانا غلام مرشد سابق خطیب شاہی مسجد لاہور کو اس سے اختلاف ہے۔ انہوں نے حکیم الامت علامہ اقبال سے اپنی ایک ملاقات کے ضمن میں اس پر اس طرح روشنی ڈالی ہے۔ "ایک دفعہ (سورہ نمبر ۸۰ آیت نمبر ۱ تا ۱۲) قرآن کریم کو منگوا کر اور سامنے رکھ کر ان کا ترجمہ فرما کر حکم دیا کہ ان کے مشہور ترجموں اور تفسیروں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک دن حضور ﷺ رؤسائے قریش کو پیغام خداوندی پہنچا رہے تھے تو اتنے میں ابن ام مکتوم آگئے اور انہوں نے آپ کی توجہ کو اپنی طرف پھیرنا چاہا جسے حضور علیہ السلام نے ناپسند کیا۔ خاکم بدھن خدا تعالیٰ نے اس ناپسندیدگی پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ خاکسار (یعنی غلام مرشد) نے عرض کیا اس سورۃ کی آیتوں میں سے چند آیتوں میں ضمیر غائب کا مرجع مفسرین نے حضور ﷺ کی ذات گرامی کو بنا دیا اور پھر جو ان میں خطابات کے صیغے ہیں ان کا مخاطب حضور ﷺ کو بنا دیا تو قصہ بن گیا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ آپ (علامہ اقبال) بتائیں کہ اس سورۃ کی کسی آیۃ میں حضور کے نام یا لقب کا تذکرہ ہے۔ علامہ

Marfat.com

نے فرمایا کہ نہیں۔ تو خاکسار نے عرض کیا کہ حضور کو اس کا مصداق کس دلیل پر ٹھہرائے گا۔ برا منایا۔ منہ پھیر لیا۔ آخر کیوں دراصل غائب ضمیروں کا مرجع (سورہ نمبر ۶۹ آیت نمبر ۳،۷۔ ۳۸۔ ۴۳۔ ۴۶) دین فروش اور زر پرست انسانوں کا تذکرہ ہے اور یہ غائب ضمیریں انہیں شخصوں کی طرف جاتی ہیں' ایسے لوگ بے کس مزدوروں' جو حق کی تلاش میں ان کے پاس آتے ہیں' ان کا آنا ان کو یعنی رؤسا کو ناگوار گذرتا تھا اور مخاطب بھی وہی ہیں اور ان میں عبوس' تولی' تصدی اور تلھی کے جو افعال آئے ہیں' حضور ﷺ تو نسل انسانی کو ان قبیح افعال سے روکتے ہیں اور خاکم بدھن یہی افعال آپ میں موجود تھے۔ عبوس کے معنی ہیں ترشروئی' سختی سے پیش آنا' تولی کے معنی روگردانی۔۔۔ تصدی لایعنی بات کرنا اور تلھی کسی کا مذاق اڑانا فعل کو دیکھ کر فاعل متعین کیا جاتا ہے۔ یہ افعال تو حضور ﷺ کے دشمنوں اور کافروں کے تھے' جنہیں حضور ﷺ روکنے کے لئے آئے تھے۔ چنانچہ بدترین کافروں کے اوصاف یہ بیان کئے ہیں کہ وہ قرآن کریم کو سن کر تیوریاں چڑھاتے ہیں اور پھر پیٹھ پھیر جاتے ہیں اور اپنے تکبر میں مست ہو کر حق پرستوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں۔۔۔ انہیں گیارہ آیتوں کے بعد بارھویں آیت میں فرمایا کہ تمہیں ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ یہ میری انمٹ ہدایتیں اور ناقابل تردید صداقتیں نسل انسانی کے لئے بڑی عظیم الشان نصیحتیں ہیں۔ غریب' امیر جو نصیحت حاصل کرنا چاہیں انہیں یکساں مواقع حاصل ہیں۔ پھر ہمارے بزرگوں نے حضرت ابن مکتوم کو حق بجانب ٹھہرانے کے لئے ان کے نابینا ہونے کا عذر پیش کیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور (حضرت علامہ) یہ سن کر خوش ہوں گے کہ گفتگو سننے کا تعلق آنکھوں سے نہیں' ان بزرگوں (مفسرین) کو چاہئے تھا کہ ان کے نابینا ہونے پر زور نہ دیتے بلکہ ان کے بہرہ ہونے پر زور دیتے۔ (مجلہ نقوش جنوری ۱۹۷۹ء صفحات۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹)

Marfat.com

حاصل کلام (حصہ اول)

راویاں اور روایت کی صحت کی پڑتال

۱۔ روایات میں تضاد ہے یعنی کہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے اور کہیں نہیں صرف حضرت عروہ سے۔

۲۔ بقول امام مسلم۔ مرسل روایت حجت نہیں اگر یہ رسول کریم ﷺ کے اوصاف حمیدہ کے خلاف ہو؟

۳۔ بقول ہشام ان کے والد عروہ نے یوم الحرہ ۶۴ھ میں تمام کتب جلا ڈالیں اب سارا معاملہ زبانی کلامی ہے۔ حضرت عروہ ۹۴ھ میں انتقال کر گئے تھے۔

۴۔ امام بخاری نے روایت نہیں بتائی (بلکہ 'عبس' کا ترجمہ 'کلح' کر کے ثابت کیا ہے کہ اس سے مراد کافر ہے)

۵۔ اڑھائی سو سال بعد یعنی امام ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) تک اس روایت میں عتاب والی روایت کا ذکر نہیں ملتا صرف اتنا ہے کہ ابن ام مکتوم آئے اور کہا یا رسول اللہ مجھے کچھ سکھائیے۔

۶۔ غور طلب بات یہ ہے کہ آپ ﷺ محو گفتگو تھے اور اخلاقیات کا بھی تقاضا یہ ہے کہ جس سے گفتگو شروع ہو اس کے ساتھ بات چیت مکمل کرنے کے بعد دوسری طرف توجہ دینی چاہیے۔ یہ واقعہ تو بلکہ آپ ﷺ کے حسن خلق کی مثال ہے۔ چہ جائیکہ اسے منفی معانی دیئے جائیں۔

۷۔ حدیث بخاری شریف۔ من سئل علما وھو مشتغل فی حدیثہ فاتم حدیثہ ثم اجاب السائل جس سے علم کی بابت پوچھا جائے اور وہ گفتگو میں مشغول ہو تو وہ پہلے اپنی بات ختم کرے پھر سائل کی طرف متوجہ ہو۔

Marfat.com

۸۔ عتاب والی بات امام ترمذی تک یعنی ۲۷۹ھ تک تو کہیں بھی مذکور نہیں ملی اور ہو گی بھی نہیں اس لئے کہ اس کی کوئی وجہ ہی نہیں بنتی۔ اگر لفظ کلا سے بعض مفسرین نے یہ معنی "نہیں ایسا ہر گز نہیں" لیا ہے تو وہ اس کے لئے جو تلھی کا فاعل ہے جو کہ کافر ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ بتا رہا ہے کہ تم جو لھو میں پڑے ہو۔ نہیں ایسا مت کرو۔ یہ تو نصیحت ہے چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ میرا محبوب ﷺ جو بتا رہا ہے وہ لھو نہیں اور تم لھو میں پڑے ہو۔

۹۔ حضور ﷺ جو حضرت ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا اکرام کیا کرتے تھے تو وہ اس وجہ سے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک صحابی کی حمایت فرمائی اور ایک کافر پر عتاب فرمایا۔

۱۰۔ ترجمہ کرتے وقت یہ بے انتہا ضروری ہے کہ عربی زبان میں جو مفہوم ہے کیا وہی الفاظ اردو زبان میں مل سکتے ہیں۔

عقلی دلیل

حضرت عبداللہ بن مکتوم تو نابینا تھے۔ اس لئے رسول کریم ﷺ کا چہرہ اقدس سے ناگواری کا اظہار کرنا بے معنی تھا کیونکہ یہ صحابی دیکھ نہ سکتے تھے۔ ہاں اگر نابینا نہ ہوتے تو پھر ہو سکتا ہے۔ (نابینا کے متعلق چہرے کے تاثرات دینا جس کا اسے پتہ نہ چلے بے معنی ہے)

کفار مکہ کی خواہش یہ تھی کہ ہمارے لئے علیحدہ مجلس کریں جس میں کوئی غریب صحابی شریک نہ ہو جسے حضور ﷺ نے منظور فرمایا کہ انہیں ہدایت ہو جائے (شان حبیب الرحمٰن مفتی احمد یار خان) اس لئے 'عابس' تو کافر ہے جس نے ناگواری کا اظہار کیا کہ یہ شخص کیوں آگیا۔

صحابی بہرے تو نہ تھے۔ اگر رسول کریم ناگوار فرماتے تو اس کا اظہار "الفاظ" سے کرتے۔

Marfat.com

حاصل کلام (حصہ دوم)

عبس. تولی. بسل. بسر. تلھی (کفار کے کردار)

ا۔ عبس:۔ ا۔امام بخاری نے اس کی تفسیر میں اس کا معنی کلح کیا ہے اور واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔ کلح سے صاف ظاہر ہے کہ کافر ہی عابس ہے۔

ب۔امام ابو عبیدہ معمر بن مثنی بصری (۱۰۸ھ سے ۲۰۸ھ) نے بھی کلح ترجمہ کیا بقول (حافظ صاحب کے (فتح الباری پارہ نمبر ۱۳ص ۲۴۹)وہ بڑے عربی دان تھے۔

ت۔ ابو جعفر احمد بن سعید داؤدی (پانچویں صدی شارح بخاری) نے بھی کلح کا ترجمہ کیا۔

ث۔ (سورۃ مومنین ۲۳ / ۱۰۴) کالجوں کو جہنمی قرار دیا ہے۔

ج۔ سورہ الدھر ۷۶ / ۱۰ یوما عبوسا بھی کفار کے متعلق ان کے چہروں کی حالت ہے (روح البیان پ ۲۹ ص ۴۵۹) العبوس الاسد والی مثال ہی کافی ہے۔

ح۔ عبس ایک اور جگہ سورہ مدثر میں آیا ہے۔اس میں کافر ہی مراد ہے۔(ولید بن مغیرہ)

۲۔ عتاب۔ کیوں۔

ا۔رسول کریم ﷺ کے چہرہ مبارک پر غصہ یا اظہار ناراضگی کے تاثرات باعث 'عتاب' نہیں ہو سکتے۔(معاذاللہ) کیونکہ عتاب کے لئے گناہ کا صدور لازم ہے۔

ب۔ کئی مواقع پر آپ ﷺ نے غصہ اور ناراضگی کا اظہار کیا مثلاً (۱) حدیث لقطہ بتاتے ہوئے۔لیکن کیا یہاں 'عتاب' آیا (معاذاللہ) نہیں (۲) مدینہ منورہ میں ابو لہب کی بیٹی حضرت درہ نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی لوگ اسے کافر کی بیٹی کہتے ہیں۔اس رسول کریم ﷺ کا چہرہ اقدس غصہ سے سرخ ہو گیا۔اور فرمایا اس قوم کا کیا بنے گا۔جو مجھے میرے نسب کے حوالے مجھے ایذا دیتی ہے۔

ت۔ اسلئے اگر بالفرض برائے بقول چند مفسرین اس سورہ میں چہرے اقدس پر اظہار ناراضگی کے تاثرات مان لیں تو بھی یہ کوئی وجہ نہیں کہ یہ باعث 'عتاب' ہو (معاذاللہ)

Marfat.com

حاصل کلام (حصہ سوم)

خلق عظیم

۱۔ ترتیب نزول :۔ (قلم) انک لعلی خلق عظیم

الضحیٰ ۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی ۔ واما السائل فلاتنہر

کوثر ۔ انا اعطینک الکوثر

نجم ۔ وما ینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحی

مقصد بعثت ۔ اتمام حکارم اخلاق و کمال حسن افعال

۲۔ اخلاق کے درجے ۳۶۰ :۔ (روح البیان پ ۲۹ ص ۴۴۹) تمام حضرت صدیق اکبر میں۔

۳۔ مسلمان مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرے کہ بجائے خود ایک نیکی بلکہ صدقہ ہے (مسلم)

۴۔ آپ ﷺ اپنا منہ نہ پھیرتے تھے جب تک دوسرا نہ پھیرتا تھا (مشکوہ ج ۸ ص ۸۰)

سوالات :۔ ۱۔ کیا خلق عظیم ۔ فاتبعونی ۔ اسوہ حسنہ اور مقصد بعثت اتمام مکارم الاخلاق و محاسن افعال (معاذ اللہ) بے معنی ہے۔؟

۲۔ ام السائل فلاتنہر (والضحیٰ) کے بعد بھی آپ ﷺ ایسا طرز عمل اختیار کریں گے جو روایت میں ہے۔؟

۳۔ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ کہنے کے بعد کیا اللہ تعالیٰ معتوب بنائے گا؟ (معاذ اللہ)

۱۱۵

محبوب کبھی معتوب نہیں ہوتا

(کیونکہ یہ خلاف عقل ہے)

فرمان رسول اکرم ﷺ ۔ انا حبیب اللّٰہ ولا فخر
ترجمہ ۔ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہتا

قرآن حکیم

یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب ﷺ سے کلام ہے۔ محبوبانہ گفتگو ہے۔ جہاں کفار نے کوئی دل آزاری والی باتیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بڑے پیار سے فرمایا انا اعطینک الکوثر کہیں فرمایا ولسوف یعطیک ربک فترضٰی کہیں باتیں ہو رہی ہیں تنہائی میں شب معراج فاوحی الی عبدہ ما اوحی اور قرب ہے قاب قوسین سے بھی کم تو اس کے بعد ایک معمولی سی بات پر محبوب کو معتوب کرنا خلاف عقل ہے اور شان محبوبیت کے خلاف لگتا ہے۔

سورۃ عبس سے پہلے مندرجہ ذیل سورتیں نازل ہوئیں۔ ترتیب نزول پر ذرا غور کریں۔

ا۔ **مزمل**۔ یاایھا المزمل ب۔ **مدثر**۔ یاایھا المدثر

ت۔ **الضحیٰ**۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی

ث۔ **کوثر**۔ انا اعطینک الکوثر

ج۔ **نجم**۔ وما ینطق عن الھویٰ ۔ ان ھوالاوحی یوحی

ح۔ **عبس**۔؟ ؟ ؟ خ۔ **یٰس**۔ یٰس والقرآن الحکیم

نتیجہ :۔ مختلف سورتوں کے شان نزول سے ظاہر ہوا کہ **عبس** میں کلام الٰہی ویسا نہیں ہے جیسا کہ ایک روایت بتا رہی ہے

113

Marfat.com

قارئین کرام

ا۔ حسرت اور نفرت کی رو میں بہہ کر لکھے ہوئے چند اوراق پیش خدمت ہیں۔ جس میں دلائل کی بجائے کسی کی شخصیت کو رد کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

۲۔ یہ ایک مولوی احمد حسین (سہنسہ آزاد کشمیر) کی ۲۲۶ ویں پیشکش نامی چند اوراق کا رسالہ ہے جس میں سورۃ عبس کی ابتدائی آیات کے متعلق کیا لکھا ہے؟۔اس کی علمی اور لغوی کمزوریاں اور ان کے جوابات کیا ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں۔

نوٹ۔اس کے پڑھنے کے بعد انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ ایک امتی کو اپنے رسول کریم ﷺ ۔کی شان اقدس کے خلاف ایسے الفاظ لکھتے ہوئے شرم آنی چاہیئے۔

Marfat.com

.....سورۂ عبس کی ابتدائی آیات

کے شانِ نزول کا تحقیقی بیان

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وٓالہ واصحابہ أجمعین اما بعد:

مخدوم اہل سنت حضرت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب رضوی امیر جماعت رضائے مصطفیٰ گوجرنوالا دامت برکاتہم العالیہ نے ریٹائرڈ کرنل محمد انور صاحب کی لکھی ہوئی کتاب "عبس" راقم الحروف کو بھیجی اور حکم دیا کہ اس کا جواب مختصر مضمون میں دیا جائے اس لیے اس حکم کی تعمیل میں یہ مختصر رسالہ لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذریعۂ ہدایت بنائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

سورۂ عبس کی ابتدائی آیات اور ان کا ترجمہ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

﴿عبس وتولّٰی ○ ان جآءہ الاعمٰی ○ وما یدریک لعلہ یزکّٰی ○ او یذکر فتنفعہ الذکرٰی ○ امّا من استغنٰی فانت لہ تصدّٰی ○ وما علیک الا یزکّٰی ○ وامّا من جآءک یسعٰی ○ وھو یخشٰی ○ فانت عنہ تلھّٰی﴾

ترجمہ:

تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا اس پر کہ اس کے پاس نابینا حاضر ہوا اور تمہیں کیا علم شاید وہ ستھرا ہو یا نصیحت لے تو اسے نصیحت فائدہ دے وہ جو بے پرواہ بنتا ہے تم اس کے تو پیچھے پڑتے ہو اور تمہارا کچھ زیاں نہیں اس میں کہ وہ ستھرا نہ ہو اور وہ جو تمہارے حضور بلکتا آیا اور وہ ڈر رہا ہے۔ تو اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو۔ (کنز الایمان ۹۳۳)

اس شان نزول کا حدیث سے ثبوت

امام خاتمۃ المحدثین جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ اخرج الترمذی و الحاکم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت انزل عبس وتولیٰ فی ابن ام مکتوم الاعمیٰ اتی رسول اللہ ﷺ فجعل یقول یارسول اللہ ارشد نی وعند رسول اللہ ﷺ رجل من عظماء المشرکین فجعل رسول اللہ ﷺ

یعرض عنہ ویقبل علی الآخر فیقول لہ اتری بما اقول بآساً فیقول لا فنزلت عبس وتولی ان جآءہ الاعمیٰ واخرج ابو یعلیٰ مثلہ عن انس رضی اللہ عنہ ترمذی وحاکم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا ﴿عبس وتولیٰ﴾ ابن ام مکتوم نابینا کے بارہ میں نازل ہوا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول مجھے ہدایت دیں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس مشرکین کا ایک بڑا شخص بیٹھا تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے منہ موڑا اور دوسرے شخص کی طرف توجہ کر کے فرمایا جو کچھ میں کہتا ہوں کیا اس میں تو کوئی عیب پاتا ہے تو وہ کہتا نہیں۔ اس موقعہ پر ﴿عبس و تولیٰ آن جآءہ الاعمیٰ﴾ کی آیات اتریں اور اسی کی مثل حدیث ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول ۲۹۲)

قارئین کرام ۔ توجہ کریں

۱۔ انزل عبس و تولّی فی ابن ام مکتوم کا مطلب یہ ہے کہ سورۃ عبس و تولّی ابن ام مکتوم کے متعلق نازل ہوئی۔

۲۔ یہ نہیں لکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبس و تولّی کیا۔

۳۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب "یعرض عنہ" ہے جو کہ عبس نہیں ہے۔ ان دونوں الفاظ کے معانی بالکل مختلف ہیں۔

116

Marfat.com

- اورامام علاء الدین خازن لکھتے ہیں :

حتی ظهرت الكراهة فی وجه رسول الله ﷺ لقطعه كلامه وقال فی نفسه يقول هؤلاء الصناديد انما اتبعه الصبيان و العبيد و السفلة فعبس وجهه واعرض عنه واقبل على القوم الذين كان يكلمهم فانزل الله هذه الآيات معاتبة لرسول الله ﷺ

یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور میں ناپسندیدگی کے آثار ظاہر ہوئے اس وجہ سے کہ انہوں نے ان کی بات کاٹی تھی۔ آپ نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بڑے لوگ کہیں گے کہ محمد ﷺ کے پیروکار بچے، غلام اور کمتر قسم کے لوگ ہیں۔ اس وجہ سے آپ کے چہرہ پر ترشروئی کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ نے ان سے منہ موڑا اور قوم سے ہم کلام رہے اس پر یہ آیات بطور رسول اللہ ﷺ پر عتاب کے اتریں۔ (لباب التاویل ص ۲۰۸ ج ۷)

مفسر ابن کثیر لکھتے ہیں :

وود النبی ﷺ ان لو کف ساعة تلک لیتمکن من مخاطبة ذلک الرجل طمعا ورغبة فی هدایته وعبس فی وجه ابن ام مکتوم واعرض عنه واقبل علی الآخر فانزل الله تعالیٰ ﴿عبس وتولی﴾ اور رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ کاش وہ اس گھڑی رک جائیں تاکہ اس شخص سے گفتگو کرنا ممکن ہو اس کی ہدایت میں حرص اور رغبت رکھتے ہوئے اور رسول اللہ نے ابن ام مکتوم کے سامنے ترشروئی ظاہر کی اور اس سے منہ موڑا اور دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہوئے اس پر ﴿عبس وتولی﴾ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر القرآن العظیم ص ۴۷۰ ج ۴)

Marfat.com

امام ابو البرکات نسفی
آیت کریمہ عفا اللہ عنک لم اذنت (پارہ ۱۰ رکوع ۱۳) کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

وقیل شیئاً ن فعلهما رسول الله ﷺ ولم یؤمر بهما اذنه للمنافقین واخذ الفدية من الاساری فعاتبه الله وفیه دلیل جواز الاجتهاد للآنبیآء علیهم السلام لانه علیه السلام انما فعل ذلك بالاجتهاد و انما عوتب مع ان له ذلك لترکه الافضل وهم یعاتبون علی ترك الافضل.

اور کہا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو کام کیے حالانکہ آپ کو ان کے کرنیکا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ ایک منافقین کو ترک جہاد کی اجازت دے دینا اور دوسرا بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں رہا کر دینا۔ اور اس قول میں اس بات کی دلیل موجود ہے۔ کہ انبیآء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے اجتہاد کرنا جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دو کام اپنی رائے سے کیے ہیں اور انبیآء پر عتاب اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ وہ افضل کو چھوڑ کر مفضول کو اختیار کرتے ہیں۔ (مدارک التنزیل ص ۱۲۸ ج ۲)

مفسرین کرام نے عتاب منسوب کیا ہے نہ کہ غضب:

چونکہ کرنل صاحب عتاب کے معنوں سے بے خبر تھے اس لیے انہوں نے سمجھا کہ مفسرین نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے جو عتاب ثابت کیا ہے معاذ اللہ وہ غضب الٰہی کے معنی میں ہے اس لیے وہ لکھتے ہیں۔ "سیدھا راستہ تو صرف مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ ساری انسانیت جن، ملائکہ اور ذی جان سب اس راستے پر چلنے کی دعا مانگتے ہیں۔ سوائے حزب الشیطن کے چنانچہ جس ہستی کے راستے کے لیے گڑگڑا کر دعائیں مانگی جائیں اس

Marfat.com

ہستی کی طرف غضب منسوب کرنا کتنی حماقت ہے، کتنی کم عقلی ہے، کتنی پستی ہے مقیاس ذہانت کی یہ صرف شیطان کے پیروکاروں کا ہی کام ہے"۔

(کرنل صاحب کا رسالہ ص ۴۳)

افسوس صد افسوس کرنل صاحب نے اپنی کم فہمی اور کم علمی کی وجہ سے مفسرین کرام پر اس عبارت میں کتنے سخت فتوے عائد کیے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔

عتاب کے لیے گناہ کا صدور بھی لازم نہیں ہے:

امام ابو البرکات نسفی کی مدارک التنزیل کے حوالے سے ہم لکھ آئے ہیں کہ انبیاء کرام پر عتاب اس لیے ہوتا ہے کہ وہ اپنے اجتہاد سے افضل کو چھوڑتے اور مفضول کو اختیار کرتے ہیں۔ اس فعل کو کبیرہ یا صغیرہ گناہ نہیں کہا جاتا بلکہ اجتہادی غلطی کہا جاتا ہے۔ کرنل صاحب کا عصمت انبیاء کو عتاب کی نفی کی دلیل بنانا سراسر غلطی ہے۔ چنانچہ ان کا یہ لکھنا کہ چونکہ رسول کریم ﷺ معصوم ہیں اس لیے معصوم معتوب نہیں ہو سکتا ان سے کوئی گناہ صغیرہ بھول کر بھی سرزد نہیں ہوتا" (کرنل صاحب کا رسالہ ص ۵۸) سراسر باطل ہے۔

قارئین کرام - توجہ فرمائیں

عصمت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی گناہ صغیرہ صلی اللہ علیہ وسلم بھول کر بھی نہیں کرتے" کو مولوی احمد حسین سراسر باطل قرار دیتا ہے ___ (استغفر اللہ)

Marfat.com

جمہور سلف صالحین نے اس شان نزول کو قبول کیا ہے:

سورۂ عبس کی ابتدائی آیات کا مذکور بالا شان نزول صحیح حدیثوں سے ثابت ہوا اور اسے جملہ مفسرین کرام نے اختیار فرمایا اس لیے جمہور سلف صالحین بزرگان دین نے بھی اسے قبول کیا ہے چنانچہ امام ابن حجر شافعی لکھتے ہیں ولم یختلف السلف فی ان فاعل عبس هو النبی ﷺ واغرب الداردی فقال هو الکافر۔ سلف صالحین کا اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عبس کا فاعل نبی ﷺ ہیں اور داردی نامی شخص نے اپنے غریب انوکھے قول میں کہا ہے کہ عبس کا فاعل کافر ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ۶۹۲ ج ۸)

الحمد للہ امام ابن حجر شافعی کی اسی مختصر عبارت نے فیصلہ سنا دیا کہ عبس کا فاعل نبی ﷺ ہیں اور یہ قول جمہور سلف صالحین کا اتفاقی قول ہے لہذا اس قول کو ترک کرنا اور ایک شخص کے غریب انوکھے قول کو لینا سراسر غلطی بلکہ گمراہی ہے۔

119

Marfat.com

کرنل صاحب کا خلق عظیم سے استدلال باطل ہے:

کرنل صاحب نے جمہور سلف صالحین کے بتائے ہوئے شان نزول کے انکار میں نبی ﷺ کے خلق عظیم سے جو استدلال کیا ہے وہ سراسر باطل ہے۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت نہ تھی کہ بات بات پر تیوری چڑھالیں اور منہ پھیر لیں لیکن بسا اوقات بتقاضائے بشریت آپ ﷺ نے ایسا کیا ہے جیسا کہ حضرت ابن ام مکتوم کی بے جا قطع کلامی سے یہ سرزد ہوا۔ اوراس کی مثالیں اور بھی موجود ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ نے تین صحابیوں سے جنہوں نے جنگ تبوک میں بلاعذر شرکت نہیں کی تھی خود بھی بائیکاٹ کیا اور سب صحابہ کو بھی بائیکاٹ کا حکم دیا۔ یہ واقعہ سورہ توبہ کی آیت ﴿ و علی الثلثة الذین خلفوا ﴾ میں ذکر فرمایا گیا ہے۔

۲۔ امہات المؤمنین نے خرچہ میں وسعت کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ ایک مہینہ تک ان سے کنارہ کش رہے یہ واقعہ سورۃ الاحزاب کی آیت ﴿ یا یھا النبی قل لازواجك ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا ﴾ میں ذکر فرمایا گیا ہے۔

اب کرنل صاحب کی مرضی یا تو ان دو واقعات کا بھی انکار کر دیں یا سورۂ عبس کے اس شان نزول کو تسلیم کر لیں جسے جمہور سلف صالحین نے اختیار فرمایا ہے۔ ﴿ واللہ یھدی من یشاء الی الصراط مستقیم ﴾

قارئین کرام

یہ اقتباسات ۲۲۶ پیشکش سے ہیں۔ اگلے صفحات میں ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیں

Marfat.com

۲۲۶ پیشکش والا مولوی بتائے کہ یہ احادیث ہیں یا نہیں

مفسرین حضرات کی اغلاط کیا ہیں اسی سورۃ میں دو مثالیں پیش کر رہا ہوں

ا۔ علامہ خازن نے رسول کریم ﷺ نے اپنے "جی میں کہا" (قال فی نفسه) لکھا ہے حالانکہ رسول کریم ﷺ کا ایسا فرمان مبارک کوئی نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ "میں نے جی میں" یہ کہا

ب۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں رسول کریم ﷺ نے چاہا کہ کاش وہ اس گھڑی رک جائیں۔(وود النبی ﷺ ان لو کف ساعته)۔رسول کریم ﷺ کیا چاہتے ہیں۔اس معاملہ میں آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہونا چاہیئے۔نہ کہ مفسر کا اپنا تخیل۔

قارئین کرام

(۱) رسول کریم ﷺ نے تو اپنے دہن اقدس سے کچھ نہ فرمایا اور نہ ہی اپنے نفس میں کچھ کہا یا خواہش کی۔بلکہ ایک انسان دوسرے انسان کے جی میں کیا ہے تک نہیں جانتا تو پھر رسول کریم ﷺ کے جی میں کیا ہے لکھنے کی کیا ضرورت ہے

(۲) یہ ہے مفسرین حضرات کا تسامح جو ہوا ہے لیکن کیا موصوف احمد حسین بتائیں گے کہ ان احادیث پاک کا وجود بھی ہے کہ نہیں۔اگر یہ احادیث موجود ہیں تو وہ بتائیں۔۔۔۔۔

(۳) جو بات رسول کریم ﷺ نے نہیں فرمائی۔اگر اسے آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا جائے تو شریعت کی رو سے ایسا کیا ہوتا ہے ؟

Marfat.com

نکات۔

مولوی احمد حسین کے عقیدہ کی جھلکیاں ملاحظہ ہوں

۱۔ عفا اللہ عنك سے رسول کریم ﷺ کے لئے ’عتاب‘ ثابت ہے۔

۲۔ رسول کریم ﷺ نے ترک افضل کر کے مفضول کو اختیار کیا اور یہ اجتہادی غلطی ہے۔(معاذاللہ)

۳۔ ایسی اجتہادی غلطی پر عتاب ہوتا ہے۔(استغفر اللہ)

۴۔ اکثر مفسرین نے رسول کریم ﷺ کے لئے ’عتاب‘ ثابت کیا ہے۔(استغفر اللہ)

۵۔ عتاب کے لئے گناہ کا صدور لازم نہیں۔(اس مولوی کی منطق پر غور کریں)

۶۔ عصمت انبیاء کو عتاب کی نفی کی دلیل بنانا سراسر غلطی ہے۔(کتنا غلط عقیدہ ہے)

۷۔ خلق عظیم سے استدلال باطل ہے۔

۸۔ ”رسول کریم ﷺ صغیرہ گناہ سہوا بھی نہیں کرتے“ مولوی احمد حسین اسے باطل قرار دیتے ہیں۔

(اس لئے کہ یہ کرنل نے لکھا ہے۔اگر کوئی ان جیسا لکھتا تو شاید یہ درست کہہ دیتے)

۹۔ عبس اور یعرض عنه کے عربی زبان میں جو معانی ہیں مولوی صاحب کو ان کے فرق تک کا پتہ نہیں۔وہ یعرض عنه کو عبس قرار دے رہا ہے۔

حالانکہ عبس . تولی. اور یعرض عنه لغوی طور پر تین مختلف انداز ہیں۔یہی بات مولوی صاحب کی سمجھ میں نہیں آ رہی۔جب کوئی صاحب کسی دوسرے سے محو گفتگو ہو اور کوئی تیسرا مداخلت کرے تو گفتگو کرنے والا اس تیسرے کی طرف توجہ نہیں کرتا جب تک دوسرے شخص کے ساتھ گفتگو مکمل نہ کر لے۔

نوٹ۔ امتی کو اپنے رسول کریم ﷺ کے متعلق ایسی توہین آمیز باتیں کرنے سے شرم آنی چاہیئے۔اور توبہ کرنی چاہیئے۔

تیسرا حصہ (جوابات)

حدیث پاک کے الفاظ۔ غور کریں

ترمذی۔ حاکم اور ابو یعلی سے منسوب جو احادیث مولوی صاحب نے اپنی پیشکش میں صفحہ ۳ اور ۴ پر درج کی ہیں۔ اس میں بڑے غور و فکر کی ضرورت ہے۔

نکات۔ (۱) انزلت عبس و تولی ان جاء ہ الاعمی اور (فی ابن ام مکتوم)

ترجمہ۔ سورۃ عبس و تولی ابن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی۔

قارئین کرام۔ سب روایات میں درج ہے کہ سورۃ عبس صحابی ابن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی۔

سوال یہ ہے کہ۔ کہاں لکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے عبس و تولی کیا؟

جواب۔ بالکل کہیں نہیں لکھا۔

ہاں۔ رسول کریم ﷺ چونکہ مشرکین کے ساتھ محو گفتگو تھے تو آپ ﷺ نے اس مداخلت کو نظر انداز کر دیا (حدیث میں الفاظ ہیں یعرض عنہ جس کے لغوی معنی "منہ موڑا" نہیں بلکہ "توجہ نہ کرنا" نظر انداز کرنا

اس لئے۔ رسول کریم ﷺ سے ایسے الفاظ منسوب کرنا یعنی عبس و تولی غلط ہیں۔

جو کہ کسی بھی روایت میں نہیں۔

دوسرے مفسرین نے جو کہا وہ اگلے صفحات میں پڑھیں اور غور کریں۔

Marfat.com

دیگر مفسرین کی تفسیریں

ا۔ امام علاء الدین خازن اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

وقال فی نفسہ آپ ﷺ نے اپنے دل میں کہا (قال کا فاعل رسول کریم ﷺ بتا رہے ہیں)

سوال :- یہ لفظ مفسر نے کیوں کہے۔ کیا رسول کریم ﷺ کا دل پڑھ لیا؟ کیا اس معاملے کے متعلق رسول کریم ﷺ کی کوئی حدیث پاک ہے؟ موصوف ایسی کوئی حدیث تو بتائیں۔

۲۔ مفسر ابن کثیر لکھتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے چاہا کاش وہ اس گھڑی رک جائیں۔

سوال :- لفظ چاہا کس بنا پر لکھا مفسر کو کیسے معلوم ہو گیا کہ رسول کریم ﷺ کیا چاہتے ہیں؟ پھر اس گھڑی رک جائیں۔ حیرت ہے مفسر یہ الفاظ رسول کریم ﷺ کے قول مبارک کے بغیر اپنی طرف سے لکھ رہا ہے۔ کیا موصوف کوئی ایسی حدیث بتا سکتے ہیں جس میں رسول کریم ﷺ کا ایسا فرمان مبارک ہے۔

قارئین

عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں۔

اکثر مفسرین سے عدم توجہی کی وجہ سے تسامح ہو جاتا ہے۔ اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں مفسرین حضرات تو ایک آیہ کے کئی قول لکھ جاتے ہیں اور بعض اپنے ذہن سے جو کچھ لکھتے ہیں ضروری نہیں وہ قابل قبول ہوں خصوصاً رسول کریم ﷺ اپنے دل میں کیا چاہتے تھے یا نفس میں کیا کہا کسی حدیث کی غیر موجودگی میں ایسے الفاظ نہیں لکھنے چاہیں۔ یہ معاملہ تیز تلوار پر چلنے کے مترادف ہے۔

Marfat.com

مفسرین پہ تہمت طرازی کا جواب

مولوی احمد حسین اپنے رسالہ کے ص ۱۲ پر لکھتا ہے کہ کسی مفسر نے یہ نہیں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ ساری عمر مغموم رہے صرف کرنل نے اپنی کم فہمی کی بنا پر سمجھا ہے۔

عرض ہے

تفسیر روح البیان پڑھیں اس میں لکھا ہے۔ ویقال ان رسول الله علیه السلام لم یغتم فی عمره کغمه حین انزلت علیه سوره عبس لان فیه عتبا شدیدا ۔۔۔۔ یعنی کہا جاتا ہے کہ آپ عمر بھر اتنے مغموم نہ ہوئے جتنا 'سورہ عبس' کے نزول سے ہوئے کیونکہ اس میں شدید عتاب ہے۔

قارئین کرام!

مولوی احمد حسین صاحب نے بغیر پڑھے ہی الزام عاید کر دیا کہ بندہ نے مفسرین پر یہ بات لکھ کر تہمت طرازی کی ہے۔ کاش ایسے مولوی لوگ جو دین کے ٹھیکیدار بنتے ہیں ایسی روش ترک کر دیں۔

۲۔ مفسر صاحب نے اسے 'یقال' سے لکھا ہے یعنی کہ یہ ایسی بات ہے جس کی کوئی سند نہیں اور بس سنی سنائی بات لکھ دی۔

یقال یا قیل والی بات کا وزن ؟

صرف و نحو کی ہر کتاب میں لکھا ہے کہ قیل یا یقال یعنی مجہول فعل کمزور اتنا کمزور کہ اسے جھوٹ بھی کہا جا سکتا ہے تفصیل کے لئے کافیہ ملاحظہ فرمائیں۔ (کاش مولوی صاحب نے عربی زبان باقاعدہ سکول و کالج و یونیورسٹی کی سطح پر نو دس سال پڑھی ہوتی۔ یا دو تین سال مدینہ منورہ میں گزارے ہوتے تو یقیناً قرآن پاک کو سمجھ لیتے)

Marfat.com

خلق عظیم ـ ـ ـ ـ قیامت کے روز پلڑے میں خلق کے سوا کوئی چیز بھاری نہ ہوگی۔ (فرمان نبوی)

حضور ﷺ کے کاموں کے متعلق اعلیٰ حضرت بریلوی کا فیصلہ یہ ہے تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیرے خلق کو حق نے جمیل کیا کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن وادا کی قسم اور لکھتے ہیں۔ مصرعہ

ان کی ہر خو خصلت پہ لاکھوں سلام

خلق آپ ﷺ کے عادات مبارکہ وافعال مقدسہ ہیں اور ادا بھی آپ ﷺ کی حرکات طیبہ اور آپ کے مبارک کام ہیں۔ اعلیٰ حضرت تو علی الرغم الف قائلین ترک افضل (خلاف اولیٰ) حضور ظاہراً وباطناً احسن ذات اقدس ﷺ کے حسن صورت وسیرت افعال کی احسنیت پر قربان ہو کر ان کے خالق کی قسم اٹھا رہے ہیں اور رضوی کہلانے والے یہ اشخاص اعلیٰ حضرت پر حضور ﷺ کے خلاف اولیٰ یعنی ترک افضل 'نہ بہتر' اجتہادی غلطی (معاذ اللہ) کاموں کے صحیح وپیارے ہونے کا بہتان تراش رہے ہیں۔

(ص ۳۹۔ ۴۰ معرلۃ آلایہ ص ۱۳۔ ۱۲)

قارئین کرام!

مولوی احمد حسین کا یہ لکھنا کہ کرنل کا خلق عظیم سے استدلال باطل ہے یعنی کہ خلق عظیم کی وقعت اتنی کم کردی کہ اسے دلیل بنانا باطل قرار دے دیا۔

نوٹ

اللہ تعالیٰ ایسے مولویوں کو 'باطل' اور غیر باطل سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔

Marfat.com

ان دو واقعات کی مثال دینے کا خلق عظیم سے کوئی تعلق نہیں

۱۔ جنگ تبوک میں تین صحابیوں کا سوشل بائیکاٹ۔

۲۔ امہات المومنین کے خرچہ کے متعلق کا واقعہ

مولوی احمد حسین کے مطابق ان واقعات میں خلق عظیم کی نفی ہو رہی ہے۔

سوال :- کیا ایسے واقعات کا تعلق خلق عظیم ہے ؟

جواب :- ان مذکورہ واقعات کا تعلق خلق عظیم سے نہیں ہے۔

اخلاق وہ چیز ہے جو زندگی کی ہر تہہ میں اور واقعات کے ہر پہلو میں نمایاں ہوتی ہے۔ دوست و دشمن۔ عزیز و بیگانہ۔ صغیر و کبیر۔ مفلس و تونگر۔ صلح و جنگ۔ خلوت و جلوت غرضیکہ ہر جگہ اور ہر ایک تک دائرہ اخلاق کی وسعت ہو۔ عمل اور رد عمل اس کی روح ہے۔

نتیجہ

۱۔ جنگ تبوک میں بلال بن امیہ۔ مرارہ بن ربیع اور کعب بن مالک اپنی سستی کی وجہ سے شرکت میں دیر کرتے کرتے۔ بالاخر شرکت نہ کر سکے۔ یہ پوری امت کے لئے ایک سبق آموز واقعہ تھا کہ مال و دولت کی محبت انسان کو جہاد میں جانے سے کیسے روک دیتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ پھر جب ان کی معافی ہوئی تو فرمان الٰہی ہوا۔۔۔ وصل علیهم ان صلواتک سکن لهم۔ آپ ان کے لئے دعا کیجئے۔ بیشک آپ کی دعاؤں میں ان کے لئے سکون ہے۔

۲۔ اسی طرح گھریلو معاملات میں امہات المومنین کے خرچہ کے متعلق کا واقعہ ہے۔ یہ گھریلو معاملات ہیں ان کا خلق عظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۳۔ ایسی بے تکی مثالیں دینا صرف کم عقلی اور مقیاس ذہانت کی کمی کی دلیل ہے۔

Marfat.com

لکھتے ہی بہ تقاضائے بشریت 'عبس' کیا

جب بشریت کی بات ہو تو پھر عقل کا عمل دخل شروع ہو جاتا ہے اور رسول کریم ﷺ تو عقل کل ہیں کیا۔

۱۔ رسول کریم ﷺ یہ جانتے ہوئے کہ صحابی نابینا ہے پھر چہرے کے تاثرات بدل دیتے جسے وہ دیکھ نہ سکتا تھا۔

۲۔ کیا (معاذ اللہ) انہوں نے چہرے کے تاثرات۔ان کفار کو خوش کرنے کے لئے بدلے تھے؟

۳۔ کیا وہ کفار (جن کی شرط ہوتی تھی کہ جب وہ مجلس میں ہوں تو کوئی دوسرا نہ آئے) تیوری نہ چڑھائیں گے کہ یہ کون داخل ہو رہا ہے؟

۴۔ صحابی نابینا تھے مگر بہرے تو نہ تھے۔یعنی سن تو رہے تھے کہ بات چیت ہو رہی ہے۔اس لئے پھر بھی ان کا آنا غیر ضروری تھا اس لئے اس معاملے کے ناخوشگوار پہلو کو رسول کریم ﷺ سے منسوب کرنا غلط ہے۔

غائب کی ضمیر کا فاعل ۔۔۔ کون

غائب ضمیریں

۱۔ یہ غائب ضمیریں ان شخصوں کی طرف جاتی ہیں جن کے پاس بے کس لوگوں (جو کہ حق کی تلاش میں آتے ہیں) کا آنا ان کو یعنی رؤسائے قریش کو ناگوار گزرتا تھا وہ اس لئے کہ انہوں نے یہ شرط رکھی ہوئی تھی۔کہ جب وہ لوگ محو گفتگو ہوں تو یہ غریب لوگ نزدیک نہ آئیں۔اسی لئے وہ ترش رو اور بد اخلاق تھے۔بات بات پر منہ بسورتے کبھی سروں کو جھٹکتے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول کریم ﷺ سہواً صغیرہ گناہ سے بھی معصوم ہیں

اہل سنت وجماعت کا متفقہ عقیدہ

رسول اکرم ﷺ سمیت تمام انبیاء کرام معصوم ہیں بالخصوص آقا ﷺ سے اعلان نبوت سے قبل نہ بعدنہ صغیرہ ۔ نہ کبیرہ ۔ نہ قصدا ۔ نہ سہوا۔ الغرض کبھی بھی کسی قسم کا کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا آقا ﷺ ہر قسم کے گناہ معصیت اور خطاء سے بالکل پاک اور معصوم ہیں۔ یہ ایسا عقیدہ ہے جس پر سلف وخلف کا اجماع ہے اور صحابہ کرام سے لے کر آج تک ہر مسلمان کا یہی عقیدہ۔ ایمان اور یقین ہے اور اس میں کسی مسلمان کو کبھی بھی کسی دور میں بھی ذرہ برابر کسی قسم کا شک وشبہ نہیں رہا۔

Marfat.com

رسول کریم ﷺ کے متعلق لفظ 'عتاب' منسوب کرنا

غلط۔ غلط۔ غلط ہے

۱) اللہ تعالیٰ کا کسی معاملہ میں آپ ﷺ سے خطاب وگفتگو تو ہو سکتی ہے۔ عتاب جھڑک مقام محبّ ومحبوب کے لئے مناسب نہیں۔ عتاب تو گناہ پر ہوتا ہے۔

۲) عبداللہ ابن مکتوم کا فعل ہی گناہ تھا امام قسطلانی مواہب لدینہ میں لکھتے ہیں فثبت ان فعل ابن مکتوم کان ذنباو معصیة عبداللہ کا فعل ہی گناہ (زرقانی ۶ ص ۲۷۱) تھا۔

۳) چند مفسرین کا یہ موقف غلط ہے کہ رسول کریم ﷺ نے چونکہ چہرہ اقدس سے ناراضگی کا اظہار کیا تھا اسلئے عتاب آیا (معاذاللہ) اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں پر عتاب نہیں کرتا بلکہ خطاب کرتا ہے۔

ایسے واقعات تو کئی بار ہوئے جب رسول کریم ﷺ نے غصہ اور ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ (چہرہ اقدس کے اثرات سے) پھر تو ہر بار عتاب آنا چاہیئے تھا؟ لیکن نہیں ایسی کوئی بات نہ تھی

۴) عتاب تو ان پر ہونا چاہیئے جنہوں نے رسول کریم ﷺ کو ایذا پہنچا کر آپ ﷺ کے چہرہ اقدس پر غصہ کے اظہار کا باعث بنے۔

قارئین کرام

جن لوگون نے رسول کریم ﷺ پر 'عتاب' ثابت کرنے کی کوشش اپنی تحریروں اور تقریروں میں کی۔ ان سے بھی روز قیامت باز پرس ہوگی۔ پھر یہ لمحہ ندامت ہوگا۔ کیونکہ امتی کو اپنے رسول ﷺ کے متعلق ایسی باتیں کہتے ہوئے شرم آنی چاہیئے۔ اگر معاذاللہ نبی پر 'عتاب' ہوتا ہے تو پھر جو اسے ثابت کرنے میں دھڑا دھڑ دلائل دے۔ رسول کریم ﷺ سے ایسے الفاظ منسوب کرے جو آپ ﷺ نے نہیں فرمائے (زبانی یا جی میں) تو اسکا جواب دینے کے لئے روز قیامت تیار رہے۔

مخالفین (مفتی دیوبند) کا فتوی ملاحظہ ہو

ا۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی نے بھی اپنی تفسیر معارف القرآن ج اول ص ۱۹۵ میں یہی لکھا ہے کہ آئمہ اربعہ اور جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے معصوم و محفوظ ہیں۔

دارلعلوم دیوبند کے مفتی مولوی قاسم نانو توی کا یہ فتوی دیوبندیوں کے گلے میں مچھلی کے کانٹے کی طرح پھنس کر رہ گیا ہے۔

نانوتوی کہتا ہے "دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے۔ ہر قسم کا حکم یکساں نہیں ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم نہیں۔ غلطی سے خالی نہیں۔" (استغفراللہ کیسی خرافات یہ نانوتوی کہتا ہے)

فتوی

الف: "انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ غلطی سے خالی نہیں۔"

العیاذاللہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ نہیں اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات پڑھنا جائز نہیں۔

سید احمد نائب مفتی دارلعلوم دیوبند

ب: جواب صحیح ہے ایسے عقیدے والا کافر ہے جب تک وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرلے اس سے قطع تعلق کریں۔

مسعود احمد عفی اللہ عنہ مہر دارالا فتاء فی دیوبند

(مقالات کاظمی ج ۲ صفحہ ۲۶۰) میں علامہ کاظمی نے بلانکیر اپنی تائید میں الحق المبین میں درج فرمایا

Marfat.com

رسول کریم ﷺ اور گناہ صغیرہ بھول کر کرنا (معاذاللہ)

یہ مولوی احمد حسین کا عقیدہ ہے۔اپنی ۲۲۶ء پیشکش میں لکھتے ہیں۔

"کرنل کا یہ لکھنا کہ چونکہ رسول کریم ﷺ معصوم ہیں اسلئے معصوم معتوب نہیں ہوسکتا۔ ان سے کوئی گناہ صغیرہ بھول کر بھی سرزد نہیں ہوتا"۔۔۔۔۔۔سراسر باطل ہے

قارئین کرام

(۱) مولوی احمد حسین" رسول کریم ﷺ کو صغیرہ گناہ سہواً کرنے سے پاک نہیں مانتا (معاذاللہ ۔ استغفراللہ)

(۲) جماعت اہلسنت کے عقیدہ کے مطابق رسول کریم ﷺ صغیرہ سہواً سے بھی پاک ہیں۔ بلکہ مخالفین (علمائے دیوبندیہ) کا فتویٰ بھی آپ نے پڑھ لیا۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں بلکہ اسکے مخالف عقیدہ رکھنے والے کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا فتویٰ دیا گیا ہے۔

یا اللہ پاک

تو مجھے بتا میں کدھر جاؤں۔یہ دین کے ٹھیکیدار جو چاہیں کہہ دیں۔ میرے محبوب ﷺ کا یہ دین نہیں کہ عالم کہلانے والے جو چاہیں آپ ﷺ سے منسوب کردیں کیونکہ (وہ مستند عالم ہیں باقاعدہ مدرسوں میں پڑھے ہوئے ہیں)

انبیاء کرام صغیرہ گناہ سہوا بھی نہیں کرتے

تمام انبیائے کرام معصوم ہیں اور عصمت انبیاء پوری امت کا متفق علیہا عقلی قطعی اجماعی عقیدہ ہے اور حضور ﷺ خود حق ہیں فقد جاء الحق من ربکم اس پر شاہد ہے لہذا آپ کی عصمت، عظمت، اشرفیت، خاتمیت، نبوت وغیرہم ہر فضیلت حقیقت ہے اور اس پر ہر اجماع حقیقی بھی ہے اور قطعی حقیقی اجماع کا منکر کافر ہے۔ امام جلال الملۃ والدین امام سیوطی تصریح کررہے ہیں کہ

لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر میں لفظ ذنب اپنے عام معنی گناہ میں نہیں لیا جاسکتا لعصمۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بالدلیل العقلی القاطع من الذنوب (تفسیر جلالین ص ۴۲۳) یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معصوم عن الذنوب ہونا عقلی قطعی اجماع سے ثابت ہے اور قطعی اجماع کا منکر کافر ہے۔ نیز عصمت انبیاء ہر مسلمان کا فطری و یقینی عقیدہ ہے لہذا یہ ضروریات دین سے ہے، اس کا منکر کافر ہے۔ فلو کان المجمع علیہ من ضروریات الدین بحیث یعرفہ الخاصۃ والعامۃ فیکفر جاحدہ (حاشیہ نور الانوار ص ۲۲۱ و مثلہ فی النبراس ص ۳۹۲)

امام زرقانی کہتے ہیں

فانہ ﷺ وسائر الانبیاء معصومون قبل النبوۃ وبعدھا عن الکبائر و الصغائر البتۃ (زرقانی ج ۶ ص ۲۵۹) حضور ﷺ اور تمام انبیاء لازمی طور پر اظہار نبوت سے پہلے اور بعد تمام بڑے چھوٹے گناہوں سے معصوم ہیں۔

Marfat.com

ملا علی قاری مرقاۃ میں تصریح کررہے ہیں

فان الاصح المختار عندالمحققین ان الانبیاء صلواۃ اللّٰہ وسلامہ علیہم اجمعین معصومون قبل النبوۃ و بعدھا من کبائر الذنوب و صغائرھا عمدھا و سھوھا یعنی محققین کے نزدیک انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام ہمیشہ عمدا یا بھول کر ہر صغیرہ کبیرہ گناہ سے پاک ہیں۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۲۴۰ طبع ملتان)

امام قاضی عیاض تصریح کررہے ہیں کہ

واعلم ان الامۃ مجتمعۃ علی عصمۃ النبی من الشیطان ......الخ (شفاء ج ۲ ص ۱۱۷) جس سے واضح ہے کہ عصمت انبیاء کا عقیدہ ماعلم بالضرورۃ سے ہے' اس کا منکر مومن نہیں عصمت کی مختلف تعریفوں میں سے بعد اللتی واللتیا اصح اور جامع مانع تعریف یہ ہے۔

العصمۃ ملکۃ نفسانیۃ یخلقھا اللّٰہ سبحانہ فی العبد فتکون سبباً عادیاً لعدم الخلق الذنب فیہ (نبراس ص ۵۳۲) عصمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے معصوم عبد کی ذات میں ہی ایک ایسی پکی قوت پیدا کردیتا ہے کہ اس سبب عادی کی بنا پر اس معصوم میں گناہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا (نبراس شرح شرح عقائد علامہ عبدالعزیز پڑہاروی)

۱۔ فقہ اکبر (ص ۸۶ لذنبک) والانبیاء علیہم السلام کلہم منزھون عن الصغائر و الکبائر من جمیع المعاصی..... ثم ھذہ العصمۃ ثابۃ لانبیاء قبل النبوۃ وبعدھا علی الاصح (ص ۶۸۔ ۶۹)

۲۔ شرح المقاصد فی علم الکلام للامام العلامۃ سعد

Marfat.com

تفتازانی ص ۲/۱۹۳) لذنبک ص ۸۶) والمذهب عندنا م
الکبائر بعد البعثة مطلقا و الصغائر عمدا لا سهوا......

۳۔ تفسیرات احمدیه میں آیت لاینال عهدی الظالمی
کی تفسیر میں ہے۔ لا خلاف لاحد فی ان نبینا علیهم السلا
یرتکب صغیره ولا کبیرة طرفة عین قبل الوحی و بعده

(لذنبک ص ۸۲

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل اور اعلیٰ ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں خانہ کعبہ سے تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ خانہ کعبہ سے حضور کی ذات افضل ہے اور حضور کی ذات کی تو بہت بڑی بات ہے آج میرا نبی جس روضہ شریف کے اندر جلوہ گر ہے حضور جس قبر مبارک میں تشریف فرما ہیں آج روضہ انور کے اندر وہ قبر کا حصہ جو حضور کے جسم انور سے لگ رہا ہے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ حصہ خانہ کعبہ سے بھی افضل ہے اور عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے یعنی حضور کی جو قبر مبارک ہے جہاں حضور اس وقت جلوہ گر ہیں روضہ منورہ وہ عرش سے بھی افضل ہے یعنی تمام زمین اور آسمانوں سے خانہ کعبہ سے افضل ہے۔

Marfat.com

عفا اللّٰہ عنک کی تفسیر میں

کنز الایمان

(روح البیان۔ تفسیر کنز الایمان۔ تفسیر نعیمی)

جس نے اسے عتاب قرار دیا اس نے غلطی کی۔ زبان عرب میں یہ عرف شائع ہے کہ مخاطب کی تعظیم کے موقع پر ایسے کلمات استعمال کئے جاتے ہیں۔

عفا اللّٰہ عنک سے ابتدائے کلام وافتتاح خطاب مخاطب کی تعظیم و توقیر میں مبالغہ کی سے ہے اور زبان عرب میں یہ شائع ہے کہ مخاطب کی تعظیم کے موقع پر ایسے کلمے استعمال کئے جاتے ہیں قاضی عیاض رضی اللہ عنہ نے شفا میں فرمایا جس کسی نے اس سوال کو عتاب قرار دیا اس نے غلطی کی کیونکہ غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہونے اور گھر رہ جانے کی اجازت مانگنے والوں کو اجازت دینا نہ دینا دونوں حضرت کے اختیار میں تھے اور آپ اس میں مختار تھے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا فاذن لمن شئت منھم آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دیجئے تو لم اذنت لھم فرمانا عتاب کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ اظہار ہے کہ اگر آپ انہیں اجازت نہ دیتے تو بھی وہ جہاد میں جانے والے نہ تھے اور عفا اللّٰہ عنک کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تمہیں معاف کرے گناہ سے تو تمہیں واسطہ ہی نہیں اس میں سید عالم ﷺ کی کمال تکریم و توقیر اور تسکین و تسلی ہے کہ قلب مبارک پر لم اذنت لھم فرمانے سے کوئی بار نہ ہو۔ کیونکہ اللہ کی مرضی بھی یہی تھی کہ یہ منافقین غزوہ تبوک میں نہ جائیں ولکن کرہ اللّٰہ انبعاثھم اس پر واضح دلیل ہے تو حضور ﷺ کا انہیں اذن دے دینا رضائے الٰہی کے مطابق ہو گیا عتاب کیسا؟

روح البیان

عفا اللّٰہ عنک لم اذنت لھم لم اور لھم کی لام اذنت کے متعلق ہیں اور یہ دونوں لام معناً بھی مختلف ہیں مثلاً پہلی تعلیل اور دوسری تبلیغ کے لئے ہے اور ھم ضمیر مجرور تمام مستاذنین کی طرف لوٹتی ہے یعنی اے محبوب ﷺ! آپ

Marfat.com

نے انہیں جنگ پہ نہ جانے کی کیوں اجازت دے دی جبکہ انہوں نے آپ کو نہ جانے کے لئے مختلف علتیں اور معذرتیں کیں۔

سوال :- لوكان عرض قريبا و سفر قاصدا لا اتبعوك سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض افراد نے جنگ کے معاملہ میں حضور علیہ السلام کی اتباع سے روگردانی کی اس لئے کہ لوکا قاعدہ ہے کہ بوجہ انتفائے جواب کی نفی سے شرط کی نفی ہو جاتی ہے اور عفا اللّه عنك ...... الخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا جنگ پہ نہ جانا حضور علیہ السلام کی اجازت سے ہوا اور یہ غلطی گویا (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ سے ہوئی تبھی تو اللہ تعالیٰ نے عفا اللّٰه فرمایا' اور خطاء عصمت نبوت کے منافی ہے۔

جواب :- حضور علیہ السلام کا منافقین کو جنگ پہ نہ جانے کی اجازت بخشنا از قبیل خطا نہیں اور اسے خطا کہنا خود خطا میں مبتلا ہونا ہے یا اسے گناہ سے تعبیر کرنا خود بڑا گناہ ہے۔

ردوہابیہ و دیوبند

وہابی مودودی' دیوبندی یہ آیت پڑھ کر عوام کو بہکاتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عتاب کیا ہے' جھڑکی دی ہے۔ (معاذ اللہ) (چند اہلسنت بھی اب یہ کہنے لگ گئے ہیں)

صاحب روح البیان ان کی اس غلطی کا ازالہ صدیوں پہلے فرما گئے۔ کما قال:

وقوله لم اذنت لهم ما كان	لم اذنت لهم بطور عتاب نہیں بلکہ
على وجه العتاب حقيقة بل	در حقیقت اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے
كان على اظهار لطفه به	حبیب ﷺ سے کمال شفقت و محبت کا
وكمال رافته فى حقه۔	اظہار فرمایا ہے۔

(كذافى التاويلات النجميه)

اور فرمایا :-

Marfat.com

قال سفیان بن عیینه انظروا الٰی هذا اللطف بداء بالعفو قبل ذکرا لعفو ولقد اخطاء واساء الادب و بئسما فعل فیما قال و کتب من زعم الکلام کنایة عن الجنایة وان معناه اخطائت وبئسما فعلت کذافی الارشاد.

سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ مسلمانو! دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کے ساتھ ایسا لطف و کرم و فرمایا کہ خطاء کے اظہار کے بغیر عفو کا اظہار فرمایا اور اس شخص سے بہت غلطی ہوئی جو لکھتا ہے کہ اس میں حضور علیہ السلام کو جھڑ کا گیا ہے۔

(روح البیان ص ۷۰۹ ج ۱ تحت آیت ہذا)

اور فرمایا :-

ویجوز ان یکون انشاء کما قال الکاشفی فی تفسیره عفا اللّٰه عنک دعا له است لتی سبحانه' و تعالٰی پیغمبر خودرا می فرماید کہ عفو گناہ از تو خدائے و عادت مردم می باشد کہ دعا کند کسے را بعفو و رحمت و مغفرت بے وقوع خطا ازوے چنانچہ مثلاً تشنہ دہد او درجواب می گوید غفر اللّٰه لک یا در جواب عاطس می گوید یرحمک اللّٰه۔

(ایضاً)

ممکن ہے کہ یہ جملہ انشائیہ ہو جیسا کہ کاشفی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ عفا اللّٰه عنک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو مشفقانہ طور پر دعا دی ہے لوگوں کی عام عادت ہے کہ جرم و قصور کے صدور کے بغیر دعائیں دیتے ہیں مثلاً کسی کو کوئی پانی پلائے تو وہ اسے کہتا ہے غفر اللّٰه لک۔ اسی طرح چھینک دینے والے کو کہا جاتا ہے۔ یرحمک اللّٰه۔

Marfat.com

عتاب تو گناہ یا خطا پر ہوتا ہے

(تفسیر نعیمی سورۃ توبہ)

مفتی احمد یار نعیمی صاحب فرماتے ہیں

بعض لوگوں نے کہا کہ یہاں بمعنی گناہ بخشنا ہے حضور انور کا منافقوں کو اجازت دینا گناہ تھا رب تعالیٰ نے اس فرمان عالی سے اس کی معافی کا اعلان فرمایا۔ مگر یہ باطل محض ہے۔ اس لئے کہ گناہ کی حقیقت ہے اللہ تعالیٰ کے حکم یا ممانعت کی دانستہ مخالفت کرنا۔ رب تعالیٰ نے اجازت دینے کی ممانعت کہیں نہیں فرمائی تھی۔ قرآن مجید میں ایسی کوئی آیت نہیں بلکہ اجازت واباحت کی آیات موجود ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے فاذن لمن شئت منهم (تفسیر خازن وکبیر) بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہاں عفو بمعنی گناہ بخشنا ہی ہے۔ مگر یہ عفا اللہ خبر نہیں بلکہ دعا ہے۔ جو عزت افزائی کے طور پر ارشاد ہوئی۔ جیسے ہم کہتے ہیں۔ ہمارے والد اللہ بخشے بڑے ہی نیک آدمی تھے۔ ایک شاعر علی ابن جہم کو بادشاہ متوکل نے شہر بدر کرنے کا حکم دیا تو اس نے عرض کیا۔ شعر

عفا اللّٰه عنک الا حرمه
تعود بفضلک ان ابعدا
الم ترعبدًا عدا طوره
ومولی عفا و اشهد اهوی
اقلنی افلک من لم یزل
یقبل و یصرف عنک الرویٰ

اس شعر میں عفا اللہ دعا ہے رب تعالیٰ دعا سے پاک ہے تو یہ اعزاز و تکریم کے لئے ہے یا اظہار محبت کے لئے جیسے پیاروں سے دوران گفتگو کہتے ہیں اللہ تیری عمر دراز

کرے۔ اللہ تجھے ایمان دے وغیرہ (تفسیر کبیر وبیضادی) مگر قوی تفسیر وہ ہے جو تفسیر خازن نے کی ہے یہاں عفو بمعنی معافی ہی نہیں بلکہ لازم نہ کرنا ہے جس کی مثال ابھی گذری عفا اللّٰہ عنکم زکواۃ الخیل یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس اجازت کی وجہ سے کچھ الزام نہ دیا آپ مالک و مختار تھے (خازن) لیم اذنت لھم لم کا سوال انکار کے لئے نہیں نہ عتاب کے لئے۔ انکار و عتاب تو گناہ یا خطا پر ہوتا ہے۔ گناہ میں امر کی مخالفت ضروری رب تعالیٰ نے اجازت دینے کی ممانعت کی ہی نہیں فرمائی تھی۔ اس میں بھی حضور انور کی پردہ پوشی اور ستاری کی شان کا اظہار ہے کہ آپ لوگوں کے عیوب بہت چھپاتے ہیں۔

گناہ کی شرطیں

۱۔ اللہ تعالیٰ کا حکم یا ممانعت کا ہونا جس کی مخالفت گناہ ہو۔

۲۔ مخالفت دانستہ طور پر ہو۔ غلطی یا بھول سے ہو تو گناہ نہیں دیکھو رب نے حضرت آدم کو گندم کھانے سے منع فرمایا تھا۔ مگر انہوں نے ارادۃً نہیں بلکہ دھوکے سے کھا لیا تو رب نے اسے گناہ قرار نہ دیا بلکہ ارشاد فرمایا فنسی ادم و لم نجدلہ عزما جب ممانعت تھی ہی نہیں تو یہ افعال کریمہ گناہ کیسے بنے۔ رہا عفا اللہ فرمانا اس کی حکمتیں ابھی عرض کر چکے ہیں فرمایا نبی ﷺ نے کہ اللّٰہ یغفر لیوسف اللہ یوسف علیہ السلام کو بخشے کہ جب ان کے پاس سائل بادشاہ کی خواب کی تعبیر پوچھنے آیا تو آپ نے بلا شرط بتادی۔ اگر کوئی اور ہوتا تو شرط لگاتا کہ پہلے مجھے جیل سے نکالو پھر تعبیر دونگا۔ دیکھو حضور صبر یوسفی کی تعریف فرماتے ہوئے فرماتے ہیں اللہ انہیں بخشے (روح المعانی)

عفا اللّٰہ عنک

علامہ شامی فرماتے ہیں۔

عفا اللّٰہ عنک لم اذنت لھم الایۃ فان ظاھرہ ایضا موھم ولیس بمراد بل ھو استفسار عن العلۃ و قدم قولہ عفا اللّٰہ عنک لئلا یتوھم التوبیخ۔(رسائل ابن عابدین ج ا ص ۳۱۲)

اس عبارت کے مفہوم کو سمجھنے سے پہلے یہ سمجھ لیا جائے کہ غزوہ تبوک میں منافقین کے عذر پیش کرنے اور غزوہ میں شریک نہ ہونے کی اجازت طلب کرنے کی خبر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو پہلے ہی دے دی تھی کہ وہ جھوٹی قسمیں کھائیں گے اور معذرت پیش کریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع نہیں فرمایا کہ ان کو اجازت نہ دینا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اس کے بعد رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”عفا اللّٰہ عنک لم اذنت لھم۔“ اللہ تمہیں معاف کرے تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا۔اب رسائل ابن عابدین کی مذکورہ عبارت کو سمجھیں۔

قرآن پاک کے الفاظ مبارکہ سے بظاہر یہ وہم ہوتا ہے کہ شائد ان الفاظ سے نبی کریم ﷺ کو کسی غلطی پر ڈانٹا گیا ہو حالانکہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ تو پیار و محبت سے اس وجہ کے متعلق سوال کیا جارہا ہے کہ اے حبیب وہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے ان کو اجازت دے دی تھی۔ ”عفا اللّٰہ عنک“ کے الفاظ پہلے ذکر کر کے اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپ ﷺ پر کوئی توبیخ تو نہیں۔ البتہ! آپ ﷺ سے وجہ کا سوال کیا جاتا ہے تاکہ آپ کی امت اس پر مطلع ہو جائے۔

Marfat.com

علامہ رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لاتسلم ان قوله عفا اللّٰه عنک یوجب الذنب ولم لایجوز ان یقال ان ذالک یدل علی مبالغة اللّٰه فی تعظیمه و توقیره کما یقول الرجل لغیره اذا کان معظما عنده عفا اللّٰه عنک ماصنعت فی امری فلایکون من هذا الامزید التبجیل و التعظیم۔(کبیر)

ہم یہ ہرگز تسلیم نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی ''عفا اللّٰه عنک'' سے نبی کریم ﷺ کا کوئی گناہ ثابت ہو رہا ہے۔ کیوں کہ جائز نہیں کہ یہ کہا جائے کہ یہ الفاظ مبارکہ تو اس پر دلالت کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بہت بڑی تعظیم و توقیر کا ذکر فرمایا ہے۔ جس طرح ایک شخص کسی آدمی سے کہے جو اس سے عمر اور مرتبے میں بڑا ہو اور اسے کہے اللہ آپ کو عافیت دے آپ نے میرے معاملہ میں کیا کیا ہے؟ اس میں تو زیادہ اس کی عظمت اور بزرگی کا ذکر ہے۔ یہ تو نہیں کہ تم بہت بڑے قصوروار ہو اللہ تمہیں معاف کرے تم نے میرے معاملہ میں کیا کیا ہے؟

نتیجہ

قارئین کرام! عفا اللّٰه عنک کی تفسیروں سے معلوم ہوا کہ یہ کلمے تعظیم و توقیر کے لئے ہیں۔ نہ کہ کسی گناہ کی معافی کا تذکرہ۔ انسان کو بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے جب اس طرح کے کلمات کی تشریح کر رہا ہو۔

(نوٹ:۔ بندہ دو سال مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہا۔ عرب لوگ اب بھی ایسے کلمات اچھے مفہوم میں کہتے ہیں۔ تمہیں کیا پتہ مدینہ منورہ کیا ہے)

Marfat.com

رسول کریم ﷺ اور اجتہادی غلطی (معاذاللہ)

سوال :-

ا۔ جب نبی ﷺ گناہ سے پاک ہیں تو پھر غلطی کیسی ؟

۲۔ جب رسول کریم ﷺ مالک کل بہ عطائے الٰہی ہیں تو پھر کیسا اجتہاد ؟

جواب :-

حضرات انبیائے کرام کے متعلق خطائے اجتہادی کا لفظ غلط ہے۔ اس لئے کہ یہ مسئلہ اصول فقہ سے تعلق رکھتا ہے اور اصول فقہ کی سب سے اول پڑھائی جانے والی مستند اول کتاب نور الانوار میں لکھا ہے کہ اجتہاد کا مرتبہ سنتہ کے بعد ہے کہ اس میں رائے کا دخل ہے رائے میں خیال چلتا ہے اور خیال کی دو قسمیں ہیں۔ خیال متصل اور خیال منفصل خیال متصل میں فیصلہ دماغ کرتا ہے جو غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اسی کو اجتہاد کہتے ہیں یہ امت کے کرنے کا کام ہے نبی کا خیال منفصل ہوتا ہے کہ دماغ کا اس میں دخل نہیں ہوتا بلکہ نبی کا تعلق عالم حقائق و عالم تقدیر سے ہوتا ہے۔ نبی کے خیال میں سب کچھ عالم حقائق سے وارد ہوتا ہے وہ غلط نہیں ہو سکتا ہے۔ عام لوگ اسے ناسمجھی کی وجہ سے اجتہادی رائے سمجھ لیتے ہیں اور اسے خطائے اجتہادی بھی قرار دے دیتے ہیں یہ قطعاً غلط ہے کیونکہ نبی جب دماغ کی طرف لوٹتا ہے تو اس میں عالم تقدیر و حقائق سے صحیح ورود ہوتا ہے۔ یہ اجتہاد نہیں بلکہ استحسان ہے یعنی حقیقتہ کے مطابق ملہم ہو کر سنت جاری کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ اس کی بنیاد اس پر رکھ سکتے ہیں کہ نبی کا فعل سنت ہوتا ہے اجتہاد نہیں۔ اس لئے نبی ہر صورت میں صحیح ہوتا ہے مخطی نہیں ہو سکتا لھذا آپ ﷺ کے لئے خطا اجتہادی کا لفظ غلط ہے۔ پہلا درجہ کتاب اللہ تعالیٰ کا ہے پھر نبی کا سنت کا پھر قیاس و اجتہاد ہے۔ لھذا نبی کے فیصلہ کو اجتہاد کہنا ہی غلط ہے۔

نوٹ :- نبی کا تو خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ تم اجتہاد سے غلطی کے ارتکاب کی بات کرتے ہو۔

Marfat.com

"حسنات الابرار سئیات المقربین" اصطلاح کے متعلق

(جو نیکیوں کے کام ہیں وہ مقربین کے حق میں گناہ ہیں)

ا۔ قارئین کرام!

یہ اصطلاح مفسرین نے قرآنی کی آیہ 'ذنب' کی تشریح و تاویل کرتے وقت استعمال کی ہے یہ نہ تو قرآن مجید میں کسی آیہ کا حصہ ہے اور نہ ہی اس کے متعلق کوئی حدیث ہے۔ بلکہ یہ ایک صوفی ابو سعید خراز کا موضعہ مقولہ ہے اور نبیوں کے لئے نہیں بلکہ امت کے ابرار و مقربین کے لئے ہے انبیاء کو اس کا مصداق بنانا جہالت و شقاوت ہے اس لئے اس میں جو نظریہ پیش کیا گیا ہے اس میں لفظ "سیئہ" سخت خطرناک ہے کیونکہ اسکا معنی منفی ہے یعنی گناہ۔ برائی۔ فعل بد۔ عتاب۔ منصب سے گرا ہوا کام۔ اب دیکھا ضروری ہے کہ قرآن حکیم میں سیئہ ابرار اور مقربین کے متعلق ذکر کس طرح آیا ہے۔ بلکہ سورۃ مطففین میں تو ابرار اور مقربین کا مقام ایک ہی بتایا ہے بلکہ یہ مقولہ فنی لحاظ سے بھی غلط ہے اس کی تفصیل کے لئے کتاب معرکۃ الذنب ص ۱۰۱ تالیف مولانا غلام مہر علی آف چشتیاں شریف ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ بہت بڑا سوال

ا۔ کیا رسول کریم ﷺ کے افعالُ محاسن کو اپنی نظر (مفسر کی) میں کوئی منفی پہلو نکال کر (معاذ اللہ) اس کی تاویل کرنے کے لئے یہ الفاظ یعنی "حسنات الابرار سئیات المقربین" کہنا درست ہے۔

۲۔ اگر مفسرین حضرات نے ایسا لکھ ہی دیا ہے تو کیا ان کے الفاظ پتھر پہ لکیر ہیں؟ کہ ان کو ایک اتھارٹی کے طور پر حوالہ دیا جائے اور پھر یہ کہا جائے کہ یہ بالکل صحیح ہے ایسا ہرگز نہیں کیونکہ مفسرین کی تفاسیر میں بہت سے غلط اقوال بھی درج ہے جیسا امام رازی

Marfat.com

کی تفسیر کبیر میں ووجدک ضالاً کی تفسیر میں ایک یہ قول بھی مذکور ہے کہ معاذ اللہ حضور ﷺ چالیس سال تک کافر رہے تھے (نقل کفر کفر نہ باشد)

۳۔ کیا مفسرین حضرات سے غلط تشریح و تاویل نہیں ہو سکتی؟

۴۔ کیا مقربین حضرات ابرار نہیں؟

۵۔ نیکیاں تو نیکیاں ہی ہوتی ہے اسے وہ گناہ کیسے کہہ سکتے ہیں جبکہ مقربین بھی تو ابرار ہی ہیں۔

۶۔ کیا کوئی ایسی حدیث پاک ہے جس میں فرمان رسول کریم ﷺ سے یہ بات معلوم ہو کہ جو نیکیوں کے کام ہیں وہ مقربین کے حق میں گناہ ہیں۔ یہ تو صرف ابو سعید خراز کا بنایا ہوا مقولہ ہے۔

۳۔ سئیات کو تو نیکیاں مٹا دیتی ہیں

قرآن ۱۱/۱۱۴ ان الحسنات یذھبن سئیات

ترجمہ :- بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

(الف) مقربین کو اگر ابرار حضرات سے رتبہ میں زیادہ مقام ہے تو پھر ان کی نیکیاں بھی تعداد میں زیادہ ہوں گی۔ اس رو سے تو کوئی سئیہ (برائی) بچے گی ہی نہیں۔

۴۔ مومنوں کی توبہ (عام امتیوں) سے اللہ ان کی سئیات بدل کر حسنات بنا دیتا ہو

قرآن حکیم ۲۵/۷۰ الا من تابَ و امن و عمل عملاً صالحاً فاولئک یبدل اللہ سیا تھم حسنت ط

ترجمہ :- مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور صالح عمل کرے تو ایسوں کی برائیوں کو

Marfat.com

اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔

قارئین کرام!

یہاں تو رسول کریم ﷺ کے امتی لوگوں کے عمل صالح کے بدلے ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔۔۔ حدیث پاک ہے۔ روز قیامت ایک شخص حاضر کیا جائے گا۔ ملائکہ بحکم الٰہی اس کے صغیرہ گناہ ایک ایک کر کے اس کو یاد دلاتے جائیں گے وہ اقرار کرتا جائے گا اور اپنے بڑے گناہوں کے پیش ہونے سے ڈرے گا۔ اس کے بعد کہا جائے گا کہ ہر بدی کے عوض تجھ کو ایک نیکی دی گئی۔ یہ بیان فرماتے ہوئے رسول پاک کو اللہ کی بندہ نوازی اور شان کریمی پر خوشی ہوئی اور تبسم کے آثار نمایاں ہوئے۔

ابرار اور مقربین کا ایک ہی مقام ہے "علیین" (قرآن حکیم)

کلا ان کتب الابرار لفی عِلّیین○ وما ادرئک ماعلیون○ کتب مرقوم○ یشهده المقربون○ ان الابرار لفی نعیم○ .... تاالایه عینا یشرب بها المقربون○ (۲۸/۸۳)

ترجمہ :- ہاں ہاں بیشک نیکوں کی لکھت سب سے اونچے محل علیین میں ہے تو تو جانتا ہے کہ علیون کیا ہے وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ دیکھتے رہتے ہیں اسے مقربین بیشک نیکو کار چین میں ہیں۔ تا وہ چشمہ جس سے مقربین بارگاہ پیتے ہیں۔

قارئین کرام!

(الف) ابرار اور مقربین کا مقام کتنا بلند ہے۔ فرق برایت میں مقربین کا رتبہ ابرار سے بلند ہے تو ان کے حسن عمل کا اجر بھی دوگنا ہگنا ہو گا۔ تو ابرار کی حسنہ سے مقربین کی وہی نیکیاں زیادہ حسن ہو گی۔ وہاں سئیہ کا کیا کام؟ اس کی تفصیل (معرکۃ الذنب ص ۱۰۱)

(ب) انبیاء کرام تو ملائکہ سے بھی افضل ہیں جنہیں مقربون کیا گیا ہے۔

(ت) بلکہ حضور ﷺ توبوجہ تجلی ذات ہونے کے وجود مطلق ذات کے لئے تعین ضرب اور خود مقرب الیہ ہیں آپ ﷺ کو عام مقربین کی فہرست میں شمار کرنا ہی بے ادبی ہے۔

حاملین عرش کی دعا سے مومنوں کی سئیات سے نجات

الذین یحملون العرش ومن حوالہ سے وقھم السیات تک

(۸/۴۰)

قارئین کرام!

۱۔ فرشتوں کی دعا سے رسول کریم ﷺ کے امتی مومنوں کے گناہوں یعنی "سئیات" سے اللہ تعالیٰ نجات دے دے اور پھر اللہ تعالیٰ اسے 'فوز العظیم' بڑی کامیابی قرار دے۔ مطلب یہ ہے کہ 'سئیات' سے نجات ایک بڑی کامیابی ہے اور جو سئیات سے نجات کو رحمت الٰہی (ومن تق اسئیات یومئذ فقد رحمتہ ط) قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ جن کی "سئیات" دور نہ ہوں گی یا جو "سئیات" میں پھنسے رہیں گے یہ ان کی بڑی ناکامی ہو گی۔

۳۔ فرمان رسول کریم ﷺ لی وقت مع اللہ لا یطلع ملک مقرب ولا نبی مرسل۔

ترجمہ :- میرا ایک وقت اللہ کے ساتھ ہوتا ہے جس پر کوئی مقرب فرشتہ اور نہ ہی نبی رسول ﷺ مطلع ہے۔ رسول کریم ﷺ کے مقام و مرتبہ تک تو (آپ کے علاوہ) کوئی مقربین نہیں پہنچ سکتے۔

Marfat.com

حاصل کلام

۱۔ سئیات کا مطلب گناہ۔ برائی۔ منصب سے گرا ہوا کام ہے۔ اس کا تعلق 'فجار' سے ہے نہ کہ ابرار یا مقربین سے۔

۲۔ مومن لوگوں کی نیکیاں تو گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ حاملین عرش بھی دعا کرتے رہتے ہیں کہ یا اللہ مومنوں کو سئیات کی شامت سے بچائے۔

۳۔ "حسنات الابرار سئیات المقربین" نامی اصطلاح قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔

۴۔ یہ عقیدے کا مسئلہ ہے اور عقائد میں تقلید جائز نہیں۔ جن مفسرین نے یہ باتیں کہیں وہ جانیں اور ان کا کام۔۔۔۔

۵۔ رسول کریم ﷺ کے اوصاف حمیدہ و محاسن اعمال پر نکتہ چینی کرنے لئے جواز پیدا کرنے کی تاویلیں دینا کہاں کی دانشمندی ہے؟

Marfat.com

سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

پر الزامات

(سورۃ عبس پڑھنے والے امام مسجد کو قتل کردیا)

قارئین کرام!

اس قسم کے کئی واقعات مفسرین نے بلا اسناد لکھے ہیں جو کہ ضعیف ہیں اور قصہ کہانی ہیں اور قصوں اور کہانیوں سے مذہب نہیں بنتے بلکہ نصوص قطعیہ اور قرآن وحدیث سے بنتے ہیں۔ (روح البیان سورۃ الحج آیۃ من کان یظن۔ کی تفسیر سے متعلق)

سوالات

۱۔ کیا دو اڑھائی سطروں میں لکھا ہوا بلا سند واقعہ غیر مستند ہونے کے باعث قبول کرلینا چاہیے؟ مفسر نے لفظ "یقال" لکھا ہے "یقال" سے تو بات نہیں بنتی۔

۲۔ کیا سیدنا فاروق اعظم کے خلاف بدمذہبوں نے ایسے من گھڑت واقعات آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو داغدار (معاذ اللہ) کرنے کے لئے نہیں لکھے؟

۳۔ کیا اس طرح کا ایک اور واقعہ جو آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی طرف منسوب ہے جس میں اس پاکیزہ دور میں اس قسم کے بدکاری کے واقعات کو ایک صحابی سے منسوب کرنا درست معلوم ہوتا ہے۔ جس میں کوئی سند نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ

ان واقعات کا ذکر نہ تو کسی سیرت کی کتاب میں ہے اور نہ تواریخ کی کتابوں میں؟ خصوصاً سیدنا فاروق اعظم کی شان میں لکھی ہوئی کتابوں میں کہیں نہیں۔ نہ ہی ان کے اجتہادات میں شامل ہے؟

اصل وجہ

بدمذہبوں نے ایسے واقعات گھڑے اور یہودیوں نے ان کی پشت پناہی کی کہ ایک خلیفہ وقت مسجد کے امام کو قتل کر دیتا ہے اس قرآن کے پڑھنے پر جس کے ایک ایک لفظ پہ دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ گویا کہ یہ ایک سازش تھی جس کا مقصد صرف یہ تھا امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کردار کو منفی ظاہر کیا جائے۔ (معاذ اللہ)

۲۔ دین اسلام خصوصاً قرآن حکیم کی آیات کے متعلق منفی تاثر پیدا کیا جائے۔

۳۔ یہ بتایا جائے کہ رسول کریم ﷺ پہ (معاذ اللہ) عتاب ہوا تھا وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ

۱۔ کوئی ہے جو ایسی سند بتائے کہ یہ واقعہ کس سن میں ہوا۔ کس شخص نے یہ رپورٹ دی کہ کس مسجد میں کونسا امام 'سورہ عبس' پڑھتا تھا۔ پھر کب اور کیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا جبکہ وہ خود سربراہ حکومت تھے؟ ایسے واقعات کے بتانے کے لئے تمام تفاصیل بہت ضروری ہوتی ہیں۔ ورنہ لوگوں کے ذہن میں برا تاثر پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ اسی طرح دوسرے واقعہ یعنی آپ ؓ کے بیٹے کے اس فعل قبیح کے متعلق بھی کہیں کوئی تفصیل نہیں ملتی جسے یہودیوں نے گھڑ کر مشہور کر دیا۔ تاکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات اور اولاد کے متعلق منفی تاثر پیدا ہو۔

قارئین کرام!

۱۔ یہی وجہ ہے کہ مفسرین و مصنفین کی تحریروں کو اندھا دھند قبول کرنا ضروری نہیں جو انہوں نے سن سنا کر اپنی کتابوں میں بغیر سند کے لکھ دیں۔

۲۔ ایسی باتیں نہ کریں جو رسول کریم ﷺ قرآن حکیم اور صحابہ کرام کے لئے تنقید کا باعث بنیں اور دشمنان اسلام اس سے فائدہ اٹھائیں۔

Marfat.com

صحیح تاریخ شہادت حضرت عمرؓ معلوم نہیں

قارئین کرام!

حضرت عمرؓ پر کس دن حملہ کیا گیا اور وہ کس دن دفن ہوئے روایات اس سلسلے میں مختلف ہیں۔

۱۔ پہلی روایت کہتی ہے کہ وہ بدھ کے دن زخمی ہوئے اور جمعرات کے دن ۲۷ ذی الحج کو دفن کئے گئے۔

۲۔ دوسری روایت کہتی ہے کہ بدھ کے دن ان پر حملہ کیا گیا اور اتوار کے دن یکم محرم الحرام ۲۴ھ کی صبح ان کی تدفین ہوئی۔

۳۔ تیسری روایت کا بیان ہے کہ انہوں نے ۲۶ ذی الحج کو وفات پائی۔

۴۔ اور بھی روایات ہیں جن میں ان کی تاریخ وفات ۸ یا ۱۰ محرم الحرام ۲۴ھ بیان کی گئی ہے۔

قارئین کرام!

۱۔ اتنی عظیم ہستی جنہیں دنیا جانتی تھی اور ہے ان کے متعلق مورخین نہیں جانتے کہ صحیح تاریخ شہادت کون سی ہے اور لوگ ان کی طرف قصہ کہانی بنا کر امام مسجد کے قتل کی ذمہ داری منسوب کر رہے ہیں جس کے متعلق کسی کتاب میں ایسے واقعہ کا ذکر ہی نہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ ایسے مولویوں کو ہدایت دے۔

Marfat.com

افعال واقوال رسول کریم ﷺ شریعت ہیں حق کے سوا کچھ نہیں ہے

حدیث پاک

ماخیر بین امرین الا اختار ایسرھما مالم یکن اثما

ترجمہ :

۱۔ آپ ﷺ کو جب کبھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے ان دونوں میں سے آسان تر چیز کو اختیار کر لیا بشرطیکہ وہ گناہ کی چیز نہ ہو۔

۲۔ رسول کریم ﷺ سے صحابہ کرام حدیثوں کا بہت بڑا گروہ اخذ کرتا تھا۔ امام احمد بن حنبل ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ "میں جو کچھ رسول کریم ﷺ سے سنتا تھا اس کو لکھ لیا کرتا تھا اور اس سے میرا مقصد اس کا حفظ کرنا تھا۔ لیکن قریآ نے مجھ کو اس سے روکا کہ تم جو کچھ رسول کریم ﷺ سے سنتے ہو اس کو لکھ لیتے ہو حالانکہ آپ ﷺ غصہ اور رضامندی دونوں حالتوں میں گفتگو کرتے ہیں۔ اب میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔

رسول کریم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "لکھو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھ سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔"

مولوی صاحب - 'حق' اور 'گناہ' کا فرق سمجھیں

قرآن حکیم میں تفکر و تدبر کرو

قارئین کرام!

۱۔ کسی بھی روایت میں الفاظ 'عبس و تولی' کا تعلق رسول کریم ﷺ سے نہیں۔

۲۔ مفسرین حضرات سے عدم توجہ کی بناء پر تسامح ہوا ہے۔

۳۔ عصمت رسول کریم ﷺ کی حفاظت ہر لحہ ہر چیز پر مقدم ہے اور ہر امتی کا فرض ہے کہ عصمت رسول کریم ﷺ کی حفاظت کرے نہ کہ اپنے عالم ہونے کے زعم میں رسول کریم ﷺ کے 'معصوم' نہ ہونے کی رٹ لگائے (استغفر اللہ) بلکہ اسے سراسر باطل قرار دے۔ (مولوی احمد حسین کو توبہ کرنی چاہئے)

۴۔ قانون عصمت رسول کریم ﷺ یہ ہے کہ ایسی بات جس سے عصمت پر حرف آتا ہو۔ رسول کریم ﷺ کی عصمت کو محفوظ کیا جائے اور اس واقعہ کو آپ ﷺ سے کم تر سے متعلق کیا جائے کیونکہ آپ ﷺ عام امتی جیسے نہیں ہیں۔

۵۔ رسول کریم ﷺ سے 'عتاب' کی نسبت نہ کریں کیونکہ ایسی کوئی بات ہی نہیں۔ آپ ﷺ محبوب ہیں اور محبوب معتوب نہیں ہوتا۔

Marfat.com

مشترک صفات

صفات	محب جل جلالہ (رب العالمین)	محبوب ﷺ (رحمۃ للعالمین)
۱۔ معلم	الرحمٰن ○ علم القرآن ○ ۵۵/۱۲	یعلمھم الکتٰب والحکمۃ ۲/۱۲۹
۲۔ تزکیہ	ولکن اللہ یزکی من یشاء ۲۴/۲۱	ویزکیھم ۲/۱۲۹
۳۔ نور	اللہ نور السمٰوٰت ۲۴/۳۵	قد جاءکم من اللہ نور ۵/۱۵
۴۔ راضی ہونا	واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ۹/۶۲	واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ۹/۶۲
		(محبوب راضی تو پھر محب راضی)
۵۔ کریم	یایھا الناس ما غرک بربک الکریم ۸۲/۶	انہ لقول رسول کریم ۶۹/۴۰
۶۔ رؤف	اللہ بالناس لرؤف رحیم ۲	بالمومنین رؤف رحیم ۹/۱۲۸
۷۔ رحیم	اللہ بالناس رؤف رحیم ۲	بالمومنین رؤف رحیم ۹/۱۲۸
۸۔ ہادی	یھدی من یشاء الی صراط المستقیم ۲/۲۱۳	وانک لتھدی الی صراط مستقیم ۴۲/۵۲
۹۔ ولی	اللہ ولی الذین امنوا ۲/۲۵۷	انما ولیکم اللہ ورسولہ ۵/۵۵
۱۰۔ عزت	فان العزۃ للہ جمیعا ۴/۱۳۹	وللہ العزۃ ولرسولہ ۶۳/۸
۱۱۔ اندھیروں سے نکالنا	لیخرجھم من الظلمٰت الی النور ۳۳/۴۳	لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور ۱۴/۱
۱۲۔ انعام کرنا	انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ ۳۳/۳۷	جس پر اللہ نے انعام کیا تو نے انعام کیا ۳۳/۳۷
۱۳۔ اطاعت	اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول	من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
۱۴۔ حلال کرنا	ما احل اللہ لکم ۵/۸۷	یحل لھم الطیبٰت ۷/۱۵۷
۱۵۔ حرام کرنا	ما حرم اللہ ورسولہ ۹/۲۹	ویحرم علیھم الخبٰئث ۷/۱۵۷
۱۶۔ امر معروف	ان اللہ یامر بالعدل ۱۶/۹۰	یامرھم بالمعروف ۷/۱۵۷
۱۷۔ نہی عن المنکر	وینھی عن الفحشاء والمنکر ۱۶/۹۰	وینھٰھم عن المنکر ۷/۱۵۷
۱۸۔ واعظ	یعظکم لعلکم تذکرون ۱۶/۹۰	قل انما اعظکم بواحدۃ ۳۴/۴۶
۱۹۔ غنی کرنا	وما نقموا الا ان اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ ۹/۷۴	
۲۰۔ عطا کرنا		
۲۱۔ فضل کرنا	ولو انھم رضوا ما اتٰھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ ۹/۵۹	
۲۲۔ حکیم	ان اللہ عزیز حکیم ۲/۲۲۰	یعلمھم الکتٰب والحکمۃ ۲/۱۲۹

Marfat.com

آخر کلام

۱۔ روایات میں یہ ہے کہ سورۃ عبس و تولیٰ صحابی ابن مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی۔

۲۔ روایات میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے عبس و تولی کیا۔

۳۔ کفار مکہ کی شرط تھی جب وہ مجلس میں ہوں تو کوئی اور دخل اندازی نہ کرے دوران مجلس صحابی نے دخل اندازی کی تو اس پر کفار کے سردار نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا۔

۴۔ رسول کریم ﷺ نے اس دخل اندازی کی طرف توجہ نہ کی اور اخلاقیات کا درس دیا کہ جو بات پہلے سے جاری ہے اسے مکمل کر کے کسی تیسرے کی طرف توجہ دی جائے۔

۵۔ عبس. کلح. بسل. بسر. تولی. لهو. جیسے الفاظ قرآن حکیم میں کفار کے لئے ہیں۔

۶۔ علامہ خازن اور ابن کثیر نے ایسے الفاظ لکھے ہیں جو ان کے ذہن ہی کی پیداوار ہیں مثلاً رسول کریم ﷺ نے اپنے دل میں کہا (قال فی نفسه) اور رسول کریم ﷺ نے چاہا کہ کاش یہ گھڑی رک جائے حالانکہ ایسی کوئی احادیث نہیں۔ آپ ﷺ نے تو خاموشی اختیار رکھی۔ آپ ﷺ سے ایسی باتیں منسوب کرنا جو آپ ﷺ نے نہیں کہیں کتنی غلطی ہے۔

۷۔ رسول کریم ﷺ سے 'عتاب' منسوب کرنا غلط ہے۔ یہ تو کافروں کے لئے ہوتا ہے۔

۹۔ رسول کریم ﷺ کا تو خواب بھی وحی ہے اس لئے اجتہادی غلطی وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کرنا غلط ہے اجتہادی غلطی کی بات امتیوں کے لئے ہے۔

۱۰۔ رسول کریم ﷺ اعلیٰ اولیٰ اور افضل ہیں۔ خلاف اولیٰ اور ترک افضل جیسی فقہاء کی اصطلاحات امت کے لئے ہیں۔ آپ ﷺ کے لئے نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کے افعال و اقوال ہی شریعت ہیں۔ آپ ﷺ حاکم ہیں۔ قانون ساز ہیں۔

۸۔ آپ ﷺ معصوم ہیں اور معصوم معتوب نہیں ہوتا۔ کیونکہ عتاب کے لئے گناہ کا صدور چاہئے۔۔۔ آپ ﷺ سے گناہ صغیرہ سہواً بھی نہیں ہوا۔ کبھی نہیں

۱۱۔ رسول کریم ﷺ نے خلق عظیم کا درس دیا۔ آپ نے تو غزوہ احد کے دن میدان چھوڑ کر چلے جانے والے صحابی جب بعد میں مدینہ منورہ میں سامنے آئے تو دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا "تم اس دن بہت دور چلے گئے" حالانکہ یہ سزا دینے کا موقع تھا نہ کہ تبسم فرمانے کا۔

Marfat.com

رسول کریم ﷺ کا غصہ کرنا بھی حق ہے

'عتاب' والی بات۔ کا اس سے کیا تعلق

۱۱۔ ''عتاب'' محض اسلئے نہیں کہ اللہ تعالی اپنے محبوب ﷺ (جو کہ اللہ کی ذات کے مظہر ہیں) کو صرف چہرہ اقدس پر ناگواری یا غصہ کے اثرات ظاہر کرنے پر کردے۔

۱۲۔ کیا اللہ تعالی کے پاس صرف 'عتاب' ہی رہ گیا ہے (معاذ اللہ) اور وہ بھی اپنے حبیب ﷺ پر ہی کرے۔ حالانکہ محبوب ﷺ کے تبعین محسنین۔ شاکرین۔ صابرین۔ متوکلین مقسطین۔ توابین۔ متقین مطہرین؟ سے محبت کرتا ہے۔ ان کے گناہ بخشنے کا وعدہ کرتا ہے بلکہ انہیں دنیا میں انعام اور آخرت میں ثواب کا وعدہ فرماتا ہے۔

۱۳۔ آپ ﷺ کا ہر فعل حق ہے چاہے۔ حالت غصہ میں ہی کیوں نہ ہو۔

قارئین کرام

(۱۴) فرمان رسول کریم ﷺ۔

صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط پر کئی صحابہ میں اضطراب پایا گیا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کی بے تابی کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا۔ **انا عبداللہ و رسولہ لن اخالف امرہ**

ترجمہ :۔ میں اللہ تعالی کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں میں اسکے حکم کے خلاف ہرگز نہ کروں گا۔

(۱۵) ماہنامہ البعید اپریل 2000ء میں عبس و تولی کو ایک ناپسندیدہ فعل کہہ کر رسول ﷺ سے لاعلمی کی بنا پر ہونا منسوب کیا ہے (استغفر اللہ۔ نعوذ باللہ) امتی کو ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔ اور توبہ کرنی چاہئے۔

(۱۶) عبس و تولی کو ''ذنب'' کی دلیل بنانا غلط ہے۔

157

Marfat.com

سوالات

۱۔ کیا یہ تفسیر اصول تفسیر کے مطابق یعنی تفسیر بالقرآن نہیں؟

۲۔ روایات میں الفاظ عبس وتولی کا تعلق کریم ﷺ سے نہیں پھر کیا مجبوری ہے کہ ان الفاظ کو رسول کریم ﷺ سے منسوب کیا جائے۔

۳۔ کیا عبس . کلح .بسل . بسر . تولی . تلھی والے الفاظ کفار کے لئے نہیں آئے۔

۴۔ عربی کا ترجمہ عربی میں کلح ہے۔ (سورہ مومنین ۲۳/۱۰۴) قرآن میں تو کالحون جہنمی ہیں۔ جھٹلانے والے ہیں۔ گمراہ ہیں اللہ تعالی کہتا ہے کہ میں ان سے کلام نہ کروں گا۔ پھر رسول کریم ﷺ کو عابس کیوں کہ رہے ہو۔

۵۔ کیا ایسا شخص جس میں لھو ہو نبی ہو سکتا ہے؟ کیا نبی میں لھو ہوتا ہے؟ کیا (معاذاللہ) آپ ﷺ نے اس مجلس میں لھو کیا تھا؟

۶۔ عتاب والی روایت کو قرآن حکیم پر فرمان نبوی کے مطابق پرکھیں۔ تو کیا یہ عتاب والی روایت خلق عظیم فاتبعونی اسوہ حسنہ اور اخلاق ومحاسن افعال کے سامنے بے معنی نہیں ہو جاتی؟

۷۔ محبوبوں کے لئے تو ثواب اور انعامات ہیں۔ کیا عتاب کافر کے لیے نہیں ہوتا؟ یقیناً عتاب کافروں کے لئے ہی ہے۔

۸۔ ایک نابینا شخص جو دیکھ نہیں سکتا۔ کیا اس کے متعلق چہرے کے اتار چڑھاؤ دینے سے اس نابینا شخص کو حضور ﷺ کی ناراضگی کا پتہ چل جاتا (جبکہ آپ ﷺ نے منہ مبارک سے کچھ نہ فرمایا تھا) کیا یہ بات بڑی عجیب نہیں؟

۹۔ کفار کے سرداروں کا مطالبہ تھا کہ جب وہ بات کررہے ہوں تو دوسرا کوئی اور مجلس میں نہ آئے اس لئے کفار کے ایک سردار نے عبس

Marfat.com

وتولی کیا۔۔۔ سوال یہ ہے کہ اگر رسول کریم ﷺ نے عبس وتولی کیا تو کیا معاذاللہ وہ کافر حاضرین مجلس کو خوش کرنے کے لئے تھا؟ (نہیں ایسا نہیں)

۱۰۔ صحابی نابینا تھے لیکن بہرے تو نہ تھے۔ سن تو رہے تھے۔ اس لئے کیا یہ درست نہیں کہ اس معاملے سے یعنی عبس وتولی کی حرکت سے رسول کریم ﷺ بری ہیں۔

۱۱۔ جب رسول کریم ﷺ نے زبان مبارک سے کچھ نہ فرمایا تو مفسر (علامہ خازن) کا یہ لکھنا "قال فی نفسہ" رسول کریم نے اپنے دل میں کہا۔ اور ابن اثیر کا لکھنا (وودالنبی) یہ کیسے درست ہے؟ کیا کوئی ایسی حدیث ہے؟ جس سے رسول کریم کے دل کی بات کا پتہ مفسر کو لگ گیا۔

۱۲۔ کیا رسول کریم ﷺ اجتہادی غلطی کرسکتے ہیں؟ (جبکہ آپ ﷺ کے افعال واقوال مبارک ہی شریعت ہیں) نبی کا تو خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ تم غلطی کی بات کرتے ہو؟

۱۳۔ آپ ﷺ تو معصوم ہیں۔ 'گناہ صغیرہ سہوا بھی نہ کیا تھا'۔ کیا یہ سراسر باطل ہے؟ بقول احمد حسین تو باطل قرار دیتا ہے

۱۴۔ دو اصطلاحیں خلاف اولی اور ترک افضل تو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں خصوصا جب انہیں رسول کریم ﷺ سے نسبت کریں۔ کیا ان موضوع اصطلاحات کو رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارک پر پیمانہ بنا کر لاگو کرنا اور عبس کی مثال دینا غلط نہیں؟ جبکہ آپ ﷺ اعلی۔ اولی اور افضل ہیں۔

۱۵۔ ماہنامہ السعید (۲۰۰۰ء اپریل) نے عبس وتولی کو ناپسندیدہ فعل کہہ کر رسول کریم ﷺ سے لاعلمی کی بنا پر کرنا منسوب کیا ہے کیا یہ شان رسول میں گستاخی نہیں؟ (اسوہ حسنہ اور علم کی نفی)

Marfat.com

قرب قیامت کی نشانیاں

بدمذہب مولویوں کا رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ پر نکتہ چینی کرنا

قارئین کرام

(ا) رسول کریم ﷺ کا فرمان مبارک (الف) میرے دین کو سب سے زیادہ نقصان علمائے سو پہنچائیں گے۔

(ب) میں تمام مکارم اخلاق و کمال محاسن افعال کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں

(۲) لیکن۔ 'السعید' کے مولویان **عبس وتولی** کو رسول کریم ﷺ کا 'ناپسندیدہ فعل' قرار دیکر (معاذ اللہ) 'لاعلمی' کی بنا پر کرنا منسوب کر رہے ہیں اور اپنی موضوع اصطلاح بظاہر خلاف اولی کے پیمانے سے اعمال مبارکہ پر نمبر لگا رہے ہیں (استغفر اللہ)

نوٹ۔ جب اللہ تعالی حق فہمی کی صلاحیت سلب کر لیتا ہے تو اسی قسم کے دلخراش الفاظ انسان کی زبان سے نکلتے ہیں۔ جس سے اس کا ایمان برباد ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان۔ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنابك علی ھٰؤلاء شھیدا ٥

ترجمہ۔ تو کیسی ہو گی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب آپ کو ان سب پر گواہ اور نگہبان لائیں۔ (حاظر و ناظر اور کلی علوم کے حامل۔ رسول کریم ﷺ)

مولانا احمد سعید کاظمی کا فتوی

(ا)۔ انبیاء علیھم السلام کل امور میں برگزیدہ و پسندیدہ ہوتے ہیں (مقالات کاظمی ص ۷۸)

(۲)۔ عرش سے فرش تک تمام مخلوقات و ممکنات کے حقائق لطیفہ پر حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ (تسکین الخواطر)

(۳)۔ حضور علیہ السلام اپنے غلاموں کا تزکیہ فرماتے ہوئے قیامت کے دن ان کے تمام افعال و اعمال ایمان و اعتقادیات ظواہر و بواطنی کی گواہی دیں گے (تسکین الخواطر)

Marfat.com

خلاف اولیٰ اور ترک افضل کیا ہیں۔

لغت میں خلاف کے معانی

الخالف . بے سمجھ۔ ہونق۔ ادراک اور فہم سے عاری۔
کم فہم۔ نادان۔ بے وقوف کم عقل۔ احمق۔ مخالفت کرنا

خالف مخالفۃً . خلافاً اطاعت شعاری۔ فرماں برداری۔ تعمیل۔ اتباع سے عاری اور حکم برداری سے عاری۔ قانون شکنی۔ عہد شکنی۔ تجاوز۔ انحراف۔ خلاف ورزی

فیروز الغات

خلف . خلافۃ ، خلوفا بیوقوف ہونا۔ ہٹ جانا

خلف خلفاً بیوقوف ہونا۔ بائیں ہاتھ ہونا

خالف نافرمانی کرنا۔ قانون کو توڑنا۔ خلاف ورزی کرنا۔ موافقت نہ کرنا

خلفۃ ، خلف عیب۔ بیوقوفی **خالف، خالفہ** بیوقوف۔ جھگڑالو

خلاف ناموافقت۔ علاوہ **اخلف** بے وقوف۔ بائیں ہتھا

مخلاف ، مخالیف بہت وعدہ خلاف

المنجد

خلف (س) خلفا بائیں ہتھا۔ بیوقوف

~~خالفہ خلافاہ~~ و مخالفۃ مخالفت کرنا۔ **خالف عن کذا** پیچھے رہنا۔

الخالف . فا. احمق **الخلاف.** ناموافقت

المخلاف . بڑا وعدہ خلاف آدمی **مخالف.** مخالف۔ خطاکار قصوروار مرتکب خطا۔

Marfat.com

لغت میں اولیٰ کے معانی

اولیٰ اولون زیادہ حقدار۔ زیادہ مستحق۔ زیادہ قریب۔ زیادہ لائق
موزوں۔ موافق۔ مناسب۔ خوش آیند۔ درست

اولیٰ معروفا (فعل۔ عمل۔ کارنمایاں)
نیک یا کردار کے لحاظ سے بہترین کرنا۔ تسلی بخش یا عمدہ کرنا۔
ذمہ دارانہ یا قابل اعتماد کرنا۔ ظاہراً خوبصورت یا پرکشش۔ قانونی طور پر جائز۔

خلاف اولیٰ کا مطلب

مندرجہ ذیل معانی نکلتے ہیں

۱۔ کردار کے لحاظ سے حکم برداری سے عاری کام۔
۲۔ زیادہ لائق کام کی مخالفت کرنے والا کام (یعنی غیر لائق کام۔ غیر مستحق کام)
۳۔ زیادہ حق کی خلاف ورزی والا کام۔ ۴۔ زیادہ قربت کو پیچھے چھوڑنے والا کام۔
۵۔ ناموافق کام۔ ۶۔ درست قانون کو توڑنے والا کام۔
۷۔ عمدہ کام کرنے سے انحراف۔ ۸۔ احمقانہ طرز عمل والا کام۔
۹۔ غیر ذمہ دارانہ کام۔ ۱۰۔ اعتماد کے ناقابل کام۔
۱۱۔ بظاہر عیب والا کام۔ ۱۲۔ بظاہر اً خوبصورت کے علاوہ کام۔ ۱۳۔ موزوں سے ہٹ جانے والے کام۔

نوٹ:۔ جب اسے رسول کریم ﷺ سے منسوب کریں تو منصب کے لحاظ سے گرا ہوا کام کہلائے گا یا منصب کی مناسبت سے نامناسب کام کہلائے گا۔ (معاذ اللہ)
یعنی مقام رسالت کے ساتھ اسکی کوئی مطابقت نہ ہوگی۔ (استغفر اللہ)

فرمان نبوی:۔ (صلح نامہ حدیبیہ کے متعلق) جب حضرت عمرؓ نے بے تابی ظاہر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ انا عبداللہ ورسولہ لن **اخالف** امرہ'
میں اللہ کا بندہ ہوں اور اسکا رسول ہوں مُں اسکے حکم کی ہرگز مخالفت نہ کروں گا اور وہ مجھے ہرگز ضائع نہ ہونے دے گا۔

نوٹ:۔ خلاف اولیٰ کام جان بوجھ کر ہوتا ہے بھول چوک کر نہیں اسلئے یہ قابل مواخذہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس بنا پر رسول کریم ﷺ سے منسوب کرنا سخت غلطی ہے۔

Marfat.com

لغت میں ترک اور افضل کے معانی

ترک۔ چھوڑنا۔ نظر انداز کرنا (فیروز اللغات) غافل کرنا (المنجد)
دست بردار ہونا۔ لاتعلقی۔ بے وفائی کرنا۔ دغا دینا۔ ذاتی خواہشات واحساسات کے آگے جھک جانا چھوڑ بیٹھنا۔ باز آنا۔ کنارہ کش ہونا۔ دب جانا۔ غیر ذمہ دارانہ کردار کے باعث مشتبہ بنانا۔ چوکنا۔ تغافل۔ فروگزاشت۔ بے دھیانی۔ بے التفاتی۔ چوک۔ صرف نظر۔ اجتناب کرنا۔ خارج کر دینا۔

افضل :

فیروز اللغات: بہتر۔ زیادہ فضیلت والا۔ بہت خوبی والا۔ اعلی۔ ترجیح۔ خوبی۔ بلند مرتبہ والا

(المنجد) : صاحب فضل ہونا۔ صاحب فضیلت ہونا۔ بڑھنا۔ بھلائی کرنا۔ مہربانی کرنا۔ ترجیح دینا۔

ترک افضل کا مطلب

مندرجہ ذیل معانی نکلتے ہیں

۱۔ بلند مرتبہ والے کام کو چھوڑنا۔ ۲۔ زیادہ فضیلت والے کام کو نظر انداز کرنا۔
۳۔ بہتر کام سے غافل ہونا۔ یا باز آجانا۔ ۴۔ اعلی کام سے دست بردار ہونا۔
۵۔ بہت خوبی والے کام سے بے التفاتی کرنا۔ ۶۔ ترجیح دینے والے کام سے اجتناب کرنا۔

نوٹ :۔ ترک افضل جان بوجھ کر ہوتا ہے بھول چوک کر نہیں اس میں ثواب کم ملتا ہے اسے رسول کریم ﷺ سے منسوب کرنا سخت بے ادبی ہے کیونکہ مقام رسالت کا تقاضا یہ ہے کہ اعمال مبارک افضل ہوں اور کسی عمل مبارک میں ترک افضل کا شائبہ تک نہ ہو۔

"بظاہر خلاف اولی" کا رّد

میں اللہ تعالےٰ کے حکم کے خلاف ہر گز نہ کروں گا

رسول کریم ﷺ کا فرمانا انا عبداللہ ورسولہ لن **اخالف** امرہ

ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں اس کے حکم کے خلاف ہر گز نہ کروں گا

قارئین کرام

رسول کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہر گز نہ گئے یعنی کبھی بھی خلاف اولیٰ نہ کیا

لیکن

مولوی صاحبان 'خلاف اولیٰ' کے پیمانے لگا کر آپ ﷺ کے اعمال مبارکہ پر نمبر لگا دیتے ہیں کہ فلاں فعل میں ترک افضل کیا اور فلاں فعل میں خلاف اولیٰ کیا۔

"اولی کام کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے خود دیا ہے"

ویقول الذین امنوا لولا نزلت سورۃ فاذا انزلت سورۃ محکمۃ و ذکر فیھا القتال رایت الذین فی قلوبھم مرض ینظرون الیک نظر المغشی علیہ من الموت **فاولی لھم** طاعتہ و قول معروف (محمد ۱۹۔۲)

ترجمہ ۔ اور مسلمان کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نہ تمہاری گئی۔ پھر جب کوئی پختہ سورت اتاری گئی اور اس میں جہاد کا حکم فرمایا گیا۔ تو تم دیکھو کے انہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ تمہاری طرف ان کا دیکھنا دیکھتے نہیں جس پر مردنی چھائی ہو۔ تو ان کے حق میں بہتر تھا کہ اطاعت کرتے اور اچھی بات کہتے۔

قارئین کرام۔ معلوم ہوا کہ (۱) اولیٰ کا تعلق اطاعت (طاعتہ) اور فرمانبرداری سے ہے۔
(۲) اولیٰ کا تعلق اچھی بات کہنے سے ہے۔

نتیجہ۔ (۱)اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کا پیمانہ 'اولیٰ' بنا رکھا ہے۔
(۲) اللہ تعالیٰ نے 'اچھی بات کہنے کو اولیٰ کا دوسرا پیمانہ بنایا ہے۔

جب۔ (۱) رسول ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت (من یطع الرسول فقد اطاع اللہ) ہے تو رسول کریم ﷺ کیلئے خلاف اولیٰ والی باتیں کرنا مقیاس ذہانت کی کمی ہے۔
(۲) رسول کریم تو اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے (وما ینطق عن الھوی ان ھو الاوحی یوحی)۔اولیٰ کا پیمانہ "اچھی بات" ہونے کی وجہ سے رسول کریم کے متعلق خلاف اولیٰ کہنا کتنی غلطی ہے۔

انبیائے کرام خلاف اولیٰ نہیں کرتے

مفتی احمد یار خاں نعیمی سورۃ ھود کی آیۃ نمبر ۸۸ میں لکھتے ہیں "وما ارید ان خالفکم الی ما انھکم عنہ
ترجمہ۔اور میں نہیں چاہتا کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں خود اس کے خلاف کرنے لگوں۔

تشریح۔انبیاء کرام گناہ تو درکنار ارادہ گناہ سے بھی معصوم ہیں نہ وہ گناہ پر قادر (یہ فائدہ ما ارید کی تفسیر سے حاصل ہوا) بلکہ انبیاء کرام کی طرف سے شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے شروع ہی سے کہہ دیا تھا ان عبادی لیس لك علیھم سلطان اے ابلیس میرے بندوں پر تیرا کوئی داؤ نہیں چل سکتا۔

ارادہ گناہ بھی ابلیسی داؤ ہے لہٰذا انبیائے کرام اس سے معصوم ہیں شیطان کو خود بھی پتہ ہے کہ انبیائے کرام پر میرا فریب نہیں چل سکتا لہٰذا جو شخص یہ کہے کہ انبیائے کرام "گناہ" کر سکتے ہیں مگر کرتے نہیں وہ شیطان سے بدتر ہے۔(تفسیر نعیمی پ ۱۲)

Marfat.com

حضرت شعیب علیہ السلام کی مثال حاضر ہے

حضرت شعیب نے اپنی قوم سے کہا

وما ارید ان اخالفکم الی مآ انھکم عنه (۸۸.۱۱ ھود)

اور میں نہیں چاہتا کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں کے اس کے خلاف کرنے لگوں۔

ان ارید الله الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب (۸۸ ھود)

میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی چاہتا ہوں اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

قارئین کرام

انبیائے کرام ''خلاف حق'' نہیں کرتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول کریم ﷺ اولیٰ اور افضل کے خلاف کریں گے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ جو ایسا کہے وہ شیطان کے زیر اثر ہے۔

خلاف حق جانا۔ منافقین کی نشانیاں ہیں

بمآ اخلفو الله ما وعدوه (توبہ ۷۷)

تشریح۔ منافقین مدینہ نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے۔ تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے۔ اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔ تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ کے خلاف کیا اور بدلہ اسکا کہ جھوٹ بولتے تھے۔

Marfat.com

قارئین کرام

خلاف حق کرنا منافقین کا شیوہ تھا رسول کریم ﷺ سے وعدہ خلافی کرنا رب تعالیٰ سے وعدہ خلافی ہے ایسی باتیں کہ رسول کریم ﷺ اولیٰ اور افضل کے خلاف کرتے تھے۔غلط ہے امتی کو ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔

آخر کلام

(۱) رسول کریم ﷺ کا عمل مبارک حکم الٰہی کے مطابق ہے۔
(۲) رسول کریم ﷺ کا ہر عمل مبارک ہی شریعت ہے۔
(۳) رسول کریم ﷺ کا ہر قول مبارک ہی شریعت ہے۔
(۴) انبیائے کرام خلاف اولیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف نہ کرتے تھے۔
(۵) اولیٰ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دیا ہے۔

قارئین کرام

آیات ذنب میں سعیدیوں کی تفسیر البیان میں لفظ ''ذنب'' کا معنیٰ ''گناہ'' اور پھر اسکی تاویل بظاہر خلاف اولیٰ کی گئی ہے اور ''عبس وتولیٰ'' کو اسکی مثال قرار دیا ہے جو قرآن پاک اور حدیث پاک کے خلاف ہے بلکہ ماہنامہ السعید اپریل ۲۰۰۰ء نے تو اسے ''ناپسندیدہ کام'' لکھا ہے اور اسے رسول کریم ﷺ سے ''لاعلم'' ہونے کی وجہ سے منسوب کیا ہے (معاذاللہ) یعنی رسول کریم ﷺ نے یہ ناپسندیدہ فعل، اپنے علم کی نفی کی وجہ سے کیا۔ (استغفراللہ)۔جاننا چاہئیے کہ رسول کریم ﷺ ماکان ومایکون کے علوم کے حامل ہیں۔۔(صاحب کلی علم غیب ہیں)

لفظ ”بظاہر“ کا معنی

(۱) ظاہری طور پر جو چیز نظر آئے۔

(۲) ظاہر کا تعلق آنکھ سے ہے۔

(۳) اچھا یا برا ہونے کا تعلق آنکھ سے ہے اور دل و دماغ سے بھی۔

(۴) گویا کہ انسان کو خود بھی پتہ لگے کہ اس کا فلاں فعل ظاہری طور پر اچھا یا برا تھا۔

(۵) شک یا وہم کا بھی دخل ہو سکتا ہے۔

(۶) یقین کی کمی یا کردار کی پستی کا بھی دخل ہو سکتا ہے اگر اسے برا کہیں۔

قارئین کرام

(۱) مندرجہ بالا معانی کی روشنی میں ثابت ہوا کہ رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ کو اپنے پیمانے سے ناپنا کتنا خطرناک ہے۔

(۲) تفسیر البیان کا ترجمہ آیات ذنب کتنا غلط ہے کہ الفاظ بظاہر ”خلاف اولی“ مفسر کے اپنے ذہن کا پیمانہ ہے۔ جس سے رسول کریم ﷺ کی عصمت پاک پر دھبہ لگا ہے (معاذ اللہ)

(۳) علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب کا وفاقی شرعی عدالت میں فتوی خود ان کے ترجمہ پر لاگو ہو رہا ہے جس میں سے توہین رسالت کی بو آتی ہے۔

(۴) لیکن ان کے شاگردان اقبال سعیدی مولوی اللہ بخش نیر ڈاکٹر الطاف حسین اور پسران اس ترجمہ کو درست ثابت کرنے کے لئے جو کر رہے ہیں وہ آگے ملاحظہ فرمائیں۔

لفظ "بظاہر" کا پیمانہ کس نے بنایا ہے

حکایت۔ روزنامہ دن مورخہ 29 اگست 2000ء کام گوشہ عافیت میں لکھا ہے :۔

حضرت محمد منتشرؒ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمرؓ سے کہا مجھے اللہ کی کتاب میں ایک ایسی آیت معلوم ہے جو کہ بہت سخت ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ اس کی طرف بڑھے اور اسے کوڑا مارا (اور فرمایا کہ ظاہری الفاظ "بہت سخت ہے" قرآن کے ادب کے خلاف ہے)۔ اور فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا۔ کیا تم نے اس آیت کی گہری تحقیق کر لی ہے جس سے تمہیں اس آیت کے بہت سخت ہونے کا پتہ چل گیا۔ آدمی چلا گیا۔

قارئین کرام۔ آج کل مولوی لوگ جو بڑے جاہل ہیں رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ پر الفاظ "بظاہر خلاف اولی" کے پیمانے لگا کر ناپ رہے ہیں اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا دور ہوتا تو انہیں کم از کم کوڑے پڑنے تھے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک آدمی کے یہ کہنے پر کہ "آیت بہت سخت ہے" اسے کوڑا مارا۔

مدعیان علم سے بہت بڑا سوال۔

۱۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ لفظ "بظاہر" کا پیمانہ کس نے بنایا ہے ؟

۲۔ اگر کسی مولوی نے بنایا ہے تو پھر کیا ایسے پیمانے ابو جہل نے بھی نہ بنائے ہوئے تھے ؟

۳۔ بظاہر کا تعلق نظر سے ہے۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اور ابو جہل کی نظر نظر میں کیا فرق تھا؟

Marfat.com

مولانا احمد سعید کاظمی صاحب کا فتوی اور ترجمہ ایک دوسرے کے متضاد (آیات ذنب سورۃ فتح)

علامہ مولانا سید احمد سعید کاظمی صاحب کا شرعی عدالت میں توہین رسالت کا فتوی البیان کے ترجمہ پر ہی لاگو ہو رہا ہے۔

قارئین کرام۔ ترجمہ غلط ہے یا فتوی (ایک چیز درست ہے اور دوسری غلط) لیکن فتوی درست ہے۔ چنانچہ ترجمہ غلط ہے۔

ترجمہ کیا ہے۔ تاکہ اللہ آپ کے لئے معاف فرمادے آپکے اگلے اور پچھلے بظاہر "خلاف اولی" سب کام جو آپکے کمال قرب کی وجہ سے محض سورۃ ذنب ہیں حقیقتا حسنات الابرار سے بھی افضل ہیں۔

فتوی کیا ہے۔ ہر وہ کلام جو عرف و محاورے سے توہین کے معانی مفہوم ہوتے ہیں توہین ہی قرار پائے گا خواہ اس میں ہزار تاویلیں ہی کیوں نہ کی جائیں۔

قابل غور نکات۔ (۱) ترجمہ میں تین الفاظ قابل گرفت ہیں۔

الف۔ معاف فرمادے۔

ب۔ اگلے پچھلے "بظاہر خلاف اولی" سب کام

ت۔ جو سورۃ گناہ یا ذنب ہیں۔

(۲)۔ مندرجہ بالا الفاظ پر غور کریں تو صریحا یہ نظر آرہا ہے کہ رسول کریم ﷺ سے گناہ منسوب کیے گئے ہیں (معاذ اللہ)

(۳)۔ ان الفاظ کے معانی اور مفہوم رسول کریم ﷺ کی توہین کر رہے ہیں۔

حاصل کلام۔ ا۔ فتوی درست ہے۔

(۲)۔ ترجمہ غلط ہے اور توہین رسالت بتا رہا ہے۔

سعیدی صاحبزدگان و شاگردان کے لئے۔

بہتر یہی ہے کہ عصمت رسول کریم ﷺ کی حفاظت کریں اور ترجمہ سے رجوع و توبہ کرلیں۔

Marfat.com

فتویٰ کی زد میں کون کون

الف۔ مولوی حامد سعید کاظمی۔ ب۔ مفت میں مفتی اقبال سعیدی (خود ساختہ)

ت۔ مسٹر الطاف حسین سعیدی۔ ج۔ مولوی اللہ بخش نیر وعظ فروش خطیب۔

کیوں۔ اس لئے کہ یہ لوگ رسول کریم ﷺ کے "خلاف اولی ناپسندیدہ" کام سرزد ہونے کے قائل ہیں۔اور لاعلمی کی بنا پر سرزد ہونا ان کا عقیدہ ہے۔(اناللہ وانا الیہ راجعون)

قارئین کرام۔

(۱) ماہنامہ السعید کے مولویوں نے شعوری یا لاشعوری طور پر رسول کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کا انکار کیا ہے۔

(۲)۔ امت محمدیہ کے اجماعی عقیدہ "حسنت جمیعا خصاله" کو غلط کر دیا۔

(۳)۔ السعید کے نزدیک رسول کریم ﷺ کے کل کام پسندیدہ نہ تھے بلکہ بعض کام خلاف اولی ناپسندیدہ تھے۔لہذا ان کے نزدیک معاذاللہ حضور ﷺ نبی نہ تھے کیونکہ بفتوی مولانا احمد سعید کاظمی جو ناپسندیدہ کام کرلے وہ نبی نہیں ہو سکتا۔جو شخص حضور کی نبوت کا صریحاً یا اشارة یا کناية لزوما یا التزاما انکار کرے۔ شرعا اسکا کیا حکم ہے

(۴) فرمان الٰہی۔ وانهم عند نا لمن المصطفين الا خياره ۳۸/۴۷ ص ترجمہ۔اور بیشک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں۔ یعنی نیکی پسندیدگی اور برگزیدگی کے حامل ہیں۔

خیر کا معنی (المنجد) سب مردوں سے بہتر۔ شرافت۔ بزرگی۔ پسندیدگی بھلائی اور چیز کا اپنے کمال کو پہنچنا۔ عمدہ۔ افضل۔ اعلی۔

(۵) سعیدی مولویوں نے بہار شریعت کے حوالہ سے "خلاف اولی" کو "نہ بہتر" کام بتایا ہے۔ اللہ تعالی رسول کریم ﷺ کو بہتر کہے اور یہ سعیدی ٹولہ "نہ بہتر کہے" (اناللہ وانا الیہ راجعون)

Marfat.com

مفتی اقبال سعیدی (ملتانی) کا دلچسپ مگر خطرناک فتوی۔

قارئین کرام (دین کے ٹھیکیدار مفت کے مفتی لکھتے ہیں)

بالله تعالیٰ کے سامنے تقاضائے عبودیت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے کسی فعل کو کئی اعتبارات سے ملاحظہ فرمایا ہو اور کسی ایک اعتبار سے وہ آپ کو بظاہر زیادہ اچھا نظر نہ آیا ہو تو اللہ تعالیٰ سے
آپ کو خوش کرنے کیلئے کلام عزیز میں ایسا جملہ ارشاد فرمایا ہو کہ آپ کو جو بظاہر آپ کے افعال سے ترک اولیٰ اور خلاف احسن نظر
آتا ہے ہم آپ کے اطمینان کیلئے اسے بھی معاف کرتے ہیں

غور طلب نکات اقبال سعیدی نے اللہ تعالی اور رسول کریم ﷺ کے مابین تعلقات کو ایسے سمجھ رکھا ہے (معاذ اللہ) جسے دو انسانوں کے مابین معاملات ہوں۔ حالانکہ رسول کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے 'لی وقت مع الله لا يطلع عليه ملك مقرب و لا نبی مرسل

(الف) لیکن خود ساختہ القاب والے مفتی صاحب اس حدیث پاک کی نفی کر رہے ہیں۔

(ب) اللہ تعالی اور رسول کریم ﷺ کی توہین کا ارتکاب ہوا ہے کیونکہ مندرجہ ذیل الفاظ پر غور کریں (لفظ "بظاہر" اور معافی)

(۱) آپ کو "بظاہر" زیادہ اچھا نظر نہ آیا ہو۔

(۲) آپ کو جو بظاہر ترک اولی اور خلاف احسن نظر آتا ہے

(۳) اسے بھی معاف کر دیتے ہیں۔

قارئین کرام

(۱) جب اللہ تعالی حق فہمی کی صلاحیت سلب کر لیتا ہے تو اسی قسم کے دلخراش الفاظ انسان کی زبان سے نکلتے ہیں۔

(۲) فرمان رسول کریم ﷺ = يا ابا بكر لم يعلمنی حقيقته غير ربی۔ (اے ابو بکر میری حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا)

(۳) اللہ تعالی ایسے مفتی لوگوں سے بچائے جو اپنی جھوٹی 'انا' کی خاطر اللہ تعالی اور رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔

(۴) کیا مفتی صاحب کو حقیقت رسول کریم ﷺ کا پتہ چل گیا ہے؟ (معاذ اللہ) جس پر کوئی مقرب فرشتہ یا انبیاء و رسل بھی مطلع نہیں؟

مفتی اقبال ملتانی کے فتوی پر بحث

مفتیان صاحبان بتائیں کہ کیااس مفتی کے پاس۔

ٹھیکیداری کالائسنس ہے کہ جو چاہیں کہہ دیں۔

قارئین کرام

(۱) مفتی صاحب نے ایک لفظ بظاہر ترک اولی کو (جو کہ البیان ترجمہ کی بہت بڑی غلطی ہے) ثابت کرنے کے لئے جو کچھ اللہ تعالی اور رسول کریم ﷺ کے مابین معاملات ہیں اس کا مذاق اڑایا۔ فرمان رسول کی نفی کی۔ رسول کریم ﷺ سے گناہ کو منسوب کیا (کیونکہ معافی گناہ ہی کی ہوتی ہے) اور جگہ جگہ لفظ "بظاہر "اچھا نظر نہ آنا۔ بظاہر "ترک اولی" اور "خلاف احسن" استعمال کیئے۔

(۲) کیا یہ مفتی صاحب کی اپنی آنکھ کا پیمانہ ہے کہ انہیں بظاہر کچھ اور نظر آتا ہے جو اوصاف حمدہ کے خلاف ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر مبارک اور ابو جہل کی نظر

قارئین کرام

یہ واقعہ تو سب مدعیان علم جانتے ہی ہیں کہ ابو جہل نے رسول کریم ﷺ کو ظاہر آنکھ سے دیکھ کر کہا تھا۔ (----- نقل کفر کفر نہ باشد) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تو نے درست کہا ___ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی اپنی نظروں سے دیکھ کر کہا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ میری آنکھ نے بنو ہاشم میں آپ سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا۔ اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہاں تو نے درست کہا۔ (دونوں دفعہ فرمایا "درست کہا"۔ کیوں؟)

قارئین کرام

رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ کو ظاہری نظر سے دیکھ کر نقائص نکالنے والی آنکھ کس کی ہوتی ہے

Marfat.com

ماہنامہ (السعید 2000ء اپریل) کا ارتکاب توہین رسالت

قارئین کرام۔ رسول کریم ﷺ سے عبس وتولی کو ناپسندیدہ فعل قرار دے کر ـــــ لاعلمی کی بنا پر فعل ہونا منسوب کیا گیا ہے۔ سعیدی مولویوں نے اپنا پیانہ بنا کر اسے ناپسندیدہ کے الفاظ لکھے ہیں ـــــ (استغفر اللہ۔ معاذ اللہ) اس طرح وہ توہین رسالت کے مرتکب ہو ئیہیں۔

مفتی صاحب یہ بھی پڑھیں

مفتی احمد یار خاں نعیمی سورۃ توبہ میں لکھتے ہیں (پ ۱۰ ص ۱۸۹)

حکایت۔ ہارون رشید بادشاہ کے دستر خوان پر کدو کی ترکاری تھی کسی نے کہا کہ حضور ﷺ کدو پسند فرماتے تھے ایک دہ بارچی بولا کہ لیکن مجھے پسند نہیں امام ابو یوسف نے ہارون رشید سے کہا کہ یہ کافر ہو چکا اگر توبہ کرے تو خیر ورنہ اس کی گردن اتار دی جائے گی آخر کار اس نے توبہ کی تب اس کی جان بچی (روح البیان)

قارئین کرام سے سوالات

(۱) مندرجہ بالا فتوی جو امام ابو یوسف نے ہارون الرشید کے دستر خوان پر دیا کی رو سے رسول کریم ﷺ کی پسندیدہ ترکاری کو ناپسند کہنا توہین رسالت ہے تو پھر آپ کے اعمال مبارکہ کو "ناپسندیدہ" کہنا کیوں کفر نہیں؟

(۲) کیا کسی مفتی کے پاس ٹھیکیداری کا لائسنس ہوتا ہے کہ جو کہہ دے وہ درست ہے چاہے رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق توہین آمیز الفاظ ہی کیوں نہ ہوں۔

علم رسول کریم ﷺ۔ ہر سال رمضان شریف میں جبریل علیہ السلام پورے قرآن پاک کا ورد رسول کریم ﷺ سے کرتے رہے تو کیا آقا ﷺ نے سالہا سال پہلے یہ واقعات کیوں کر نہ جان لیے ہوں گے۔ یقیناً آپ ﷺ قیامت تک ہونے والے واقعات ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی ہتھیلی مبارک کو۔

Marfat.com

عبس وتولی کو"ذنب "کی دلیل بنانا کیسا ہے ؟

ذنب کا معنی صورۃ گناہ اور اس کی تاویل "بظاہر خلاف اولی"

ماہنامہ 'السعید' اپریل ۲۰۰۰ء ملاحظہ کریں۔

(۱)۔ رسول کریم ﷺ نے جو عبس وتولی کیا (بقول "السعید" کے) وہ ایک نا پسندیدہ فعل تھا (استغفر اللہ)

(۲)۔ پھر آپ ﷺ کو علم نہ تھا یعنی علم مبارک کی نفی (معاذ اللہ)

قارئین کرام۔(۱) حالانکہ تدریجی علم سے مراد تعلق علم بہ معلومات ہے یہ خود علم حضور ﷺ مرتبہ حقیقۃ محمدیہ میں خود علم الہی ہیں۔ آپ ﷺ سے کسی بھی علم کی نفی کیسے ؟

(۲)۔ لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ ؟ یہ دین کے ٹھیکیدار بنتے ہیں کہ جو کہیں کہتے ہیں کہ وہی حرف آخر ہے۔ واہ واہ۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

کتاب الشفاء میں علامہ عیاضؒ لکھتے ہیں (عبس وتولی کو ذنب کہنا غلط ہے) علامہ ابو تمام فرماتے ہیں۔ عبس وتولی الایات فلیس فیه اثبات ذنب ﷺ اس آیت سے کہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کہیں ارتکاب معصیت ہے یا (خاکم بدہن) حضور علیہ السلام کی جانب "ذنب" کی نسبت ہے۔ (استغفر اللہ)

کہتے ہیں رسول کریم ﷺ کی شان میں تو ظنی دلیل بھی قبول کی جاتی ہے اور یہاں قاضی القضاۃ علامہ عیاض لکھ رہے ہیں۔

نتیجہ

عبس وتولی کو "ذنب" کی دلیل بنانا غلط ہے

Marfat.com

کیا رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ فقہاء کے ضابطوں کے تحت ہونے چاہئیں (معاذاللہ)

عقل سے عاری بے بصیرت مولوی اللہ بخش نیر "السعید" میں لکھتا ہے:۔

(۱) وضو میں اعضاء کا دھونا فقہائے احناف کا اتفاق ہے کہ وضو میں اعضاء کا تین مرتبہ دھونا اولیٰ و افضل ہے مگر رسول کریم ﷺ نے ایک ایک بار دھویا اور کبھی دو دو بار دھویا یہ ترک افضل تھا۔

جواب (۱) اس عقل کے اندھے مولوی کے نزدیک رسول کریم ﷺ کا یہ فعل بظاہر خلاف اولیٰ و ترک افضل تھا (استغفر اللہ)۔

(۲) رسول کریم ﷺ تو حالت نیند میں بھی طاہر اور باوضو رہتے تھے۔

(۳) اگر آپ ﷺ نے ایک ایک بار یا دو دو بار دھویا تو یہ امت کے لئے ایک سہولت حاصل ہو گئی ورنہ تین بار دھوتے تو یہ سنت موکدہ بن جاتی۔ اگر پانی کم ہوتا تو پھر کیسے تین تین مرتبہ دھوتے؟

قارئین کرام

(۱)۔ اس بے بصیرت شخص کی عقل کے متعلق کیا کہیں جو رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ کو فقہائے احناف کے پیمانوں سے جانچتا ہے۔

(۲)۔ رسول کریم ﷺ پہلے تھے یا فقہائے احناف (استغفر اللہ)

(۳)۔ جب اللہ تعالیٰ حق فہمی کی قوت سلب کر لیتا ہے تو ایسی دل خراش باتیں کرتا ہے۔ آگے آگے دیکھیے مزید کیا لکھتا ہے۔

نماز فجر کی ادائیگی

مولوی اللہ بخش نیر لکھتا ہے کہ جبریل امین نے رسول کریم ﷺ کو ایک مرتبہ نماز فجر سخت اندھیرے میں اور ایک مرتبہ بہت اجالے میں پڑھائی حنفی فقہ کے مطابق پہلے دن کی نماز بظاہر خلاف اولی ہوئی دن کی نماز فقہ شافعی کے مطابق خلاف اولی ہوئی۔

جواب (۱) جب جبریل امین نے ہی نماز پڑھائی تو پھر یہ حکم الٰہی کے مطابق ہی تھی اس میں نہ بظاہر خلاف اولی والی بات ہے اور نہ ترک افضل کی۔

(۲) فقہ حنفی اور شافعی میں کسی فعل کو خلاف اولی نہیں کہا گیا۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

قارئین کرام

یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے رسول کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق دین اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ______ صرف اپنی ذاتی انا کی خاطر یعنی الفاظ بظاہر خلاف اولی کو درست ثابت کرنے کے لئے رسول کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کی جا رہی ہیں۔

(۲) سچ ہے کہ جب حق فہمی کی قوت اللہ تعالیٰ سلب کر لیتا ہے تو پھر ایسا ہی ہوتا ہے۔

(۳)۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ایسے مولویوں سے بچائے۔

نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا۔ (۴) نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا عقل کا اندھا مولوی لکھتا ہے کہ نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا اعلیٰ وافضل ہے حضور ﷺ نے وتر کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھے۔ یہ ترک افضل تھا (استغفر اللہ)

جواب۔ بے بصیرت مولوی صاحب۔ رسول کریم ﷺ چاہے کھڑے ہو کر پڑھیں چاہے بیٹھ کر۔ یہ شریعت ہے اگر آپ علیہ السلام ہر دفعہ کھڑے ہو کر ہی نفل پڑھتے تو معذور لوگوں کے لئے پریشانی کا باعث ہوتا۔ یہ سہولت امت کے معذور۔ تھکے ہوئے لوگوں کے لئے ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ معذور کے لئے بیٹھ کر پڑھنے والوں کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے برابر تو ثواب ہے۔ مولوی صاحب تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے؟

Marfat.com

(۳) تہجد کی رکعات بے بصیرت مولوی اعتراض کرتا ہے کہ تہجد کی زیادہ سے زیادہ ۱۲ رکعات ہیں۔ حضور علیہ السلام نے ۸ رکعت سے زیادہ نہ پڑھیں یہ ترک افضل تھا (استغفر اللہ)

رات کا قیام۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے درمیان رات کے قیام کا معاملہ ملاحظہ ہو یایھا المزمل O قم الیل الا قلیلا O نصفہ او انقص منہ قلیلا O اوزد علیہ O-----

ترجمہ۔ اے چادر لپیٹنے والے رات کو نماز کے لئے قیام فرمایئے مگر تھوڑی یعنی نصف رات یا کم کر لیا کریں اس سے بھی تھوڑا سا یا بڑھا دیا کریں اس پر اور (حسب معمول) خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجئے قرآن کریم کو۔ **اختیارات مصطفےٰ ﷺ** اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اختیارات دے دیا کہ چاہے نصف رات آرام فرمائیں یا نصف سے کچھ کم یا نصف سے کچھ زیادہ آپ ﷺ مختار منتخب ہیں (یا محمد انت المختار المنتخب)۔

(نوٹ اقلام تقدیر کے مطیع ہونے کی یہ دلیل ہے)

فرمان عائشہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کو کچھ تکلیف ہو گئی جب صبح ہوئی تو کسی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ تکلیف کا اثر آپ ﷺ پر بالکل واضح ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم جو تکلیف کا اثر دیکھ رہے ہو میں نے اس کے باوجود آج رات سات لمبی سورتیں پڑھی ہیں۔ حضرت عائشہؓ کو بتایا گیا کہ کچھ لوگ ایک رات میں سارا قرآن ایک مرتبہ یا دو مرتبہ پڑھ لیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ان لوگوں کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے میں حضور ﷺ کے ساتھ ساری رات کھڑی رہتی تھی آپ ﷺ سورت بقرہ آل عمران اور سورت نساء پڑھا کرتے خوف والی آیت پر گزرتے تو دعا مانگتے اور اللہ کی پناہ چاہتے اور بشارت والی آیت پر گزرتے تو دعا مانگتے اور اس کا شوق ظاہر فرماتے۔

جواب۔ مولوی صاحب تہجد کی نماز رسول کریم ﷺ کے لئے فرض ہے۔ نہ کہ ہمارے لئے۔ وہ جتنی رکعت پڑھیں سب اولیٰ ہیں اس پر تمہارے بنائے پیمانے لگانا نری جہالت ہے۔ تم اپنی نمازوں کے اولیٰ یا غیر اولیٰ ہونے کی فکر کرو۔

Marfat.com

(۵)سفر میں روزہ رکھنا عقل سے اندھا مولوی لکھتا ہے ایک طرف کہتا ہے کہ روزہ رکھنا جائز ہے اور کتب فقہ کا حوالہ دیکر کہتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا بہتر وافضل ہے۔ حضور ﷺ نے بدر کے سفر میں روزہ افطار کیا حالانکہ روزہ ۲ھ میں فرض ہو چکا تھا۔ آپ کا یہ بظاہر ترک افضل وترک اولی تھا۔

جواب ۵۔

(۱)۔ مولوی صاحب پھر تم نے کتب فقہ کو رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ پر لاگو کیا۔ اور اپنی جہالت کا ثبوت دیا۔ حالانکہ فقہ حنفی ہی آپ ﷺ کے افعال مبارکہ ہیں۔

(۲)۔ بدر کا سفر پہلا جہاد تھا۔ کافی لمبا سفر تھا۔ سفر کی صعوبتیں تو وہ جانتا ہے جو جہاد کے لئے باہر نکلا ہو یہاں رسول کریم ﷺ سپریم کمانڈر انچیف ہیں جن کا ہر فیصلہ شریعت ہے۔ آپ ﷺ کا درست فیصلہ کہ روزہ نہ رکھیں عین شریعت تھا۔ یہاں ترک افضل اور خلاف اولی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۳)۔ مولوی صاحب کیا تمہیں پتہ ہے کہ اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے اسطرف ایک قدم کا کیا اعزاز ہے اس راہ میں رات کا جاگنا کیا مقام رکھتا ہے۔ نہیں۔ تمہیں کیسے معلوم ہو تم تو ایک تنخواہ دار خطیب ہو تم نے تو اپنے استاد کو خوش کرنا ہے۔ چاہے رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں ہوتی رہیں۔

(۴)۔ بدر کے روزے تفسیر نعیمی پ ۲ ص ۲۲۸ حدیث پاک۔ مجاہدین کے لئے ہے۔

(ا)۔ سفر میں روزہ رکھنا بھلائی نہیں یہ گنہ گار ہیں تین مرتبہ فرمایا۔

(ب)۔ دوسری روایت۔ مجاہدین روزہ کی وجہ سے جہاد کی تیاری نہ کر سکے بلکہ ان میں سے بعض روزہ کی شدت اور سفر کی محنت سے بیہوش ہو کر گر گئے۔ ان کے متعلق یہ فرمایا کہ یہ گنہگار ہیں۔ (تین بار فرمایا) (عام سفروں میں روزہ بہتر) غرضیکہ ہنگامی حالات کے احکام اور ہیں اور نارمل حالات کے احکامات اور۔

غزوہ خیبر میں صحابہ کو نعرہ تکبیر اور ذکر بالجبر کرنے سے منع فرمایا تاکہ دشمن کو آمد کی خبر نہ ہو۔ ________ کیا سمجھے؟

Marfat.com

(۶) طواف بیت اللہ پیدل کرنا

مولوی اللہ بخش لکھتا ہے کہ طواف بیت اللہ بشرط طاقت پیدل کرنا افضل ہے مگر فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا۔ یہ بظاہر ترک افضل اور خلاف اولیٰ تھا۔

جواب (۱) مولوی صاحب تم نے طاقت کی شرط اپنے پیمانے میں خود ہی لگادی اس لئے تمہاری دلیل کی قوت ختم ہو گئی۔ تمہارے استاد کاظمی کے قول اور ہر فعل کے خلاف ہے۔

(۲)۔ رسول کریم ﷺ جنکو ما کان و ما یکون کا علم مبارک ہے اس وقت جانتے تھے کہ ایک وقت ایسا آئے گا مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ جائے گی آج کل تو حج کے موقع پر تیس پینتیس لاکھ مسلمان طواف کر رہے ہوتے ہیں۔ ان میں کثیر تعداد عمر سیدہ لوگوں کی ہوتی ہے اور جو جسمانی طور پر بھی کمزور ہوتے ہیں اس لئے انہیں مجبوراً کسی سواری کا سہارا لینا پڑتا ہے طواف کے لئے اور سعی کے لئے جو صفا مروہ کے درمیان ہے۔ چنانچہ پیدل طواف کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ معذوری کے علاوہ تمام لوگ بھی مناسک ادا کر کے اتنے تھک چکے ہوتے ہیں کہ پیدل طواف کرنا کافی مشکل ہوتا ہے۔

(۳)۔ اگر رسول کریم ﷺ ہر بار پیدل طواف کرتے تو یہ سنت موکدہ بن جاتی اور پھر کسی سواری پر بیٹھ کر طواف کرنا درست نہ ہوتا۔ اور لوگ جو لاکھوں روپے خرچ کر کے حج کرنے جاتے ہیں وہ الٹا پریشان ہو جاتے اگر وہ معذوری کی وجہ سے پیدل طواف نہ کر سکتے۔

(۴)۔ اونٹنی پر سوار ہو کر رسول کریم ﷺ نے امت کے لئے ایک سہولت دی تاکہ معذور لوگ جو پیدل نہیں چل سکتے انہیں بھی اتنا ہی ثواب ہو۔ ورنہ معذوری کی وجہ سے انہیں پورا ثواب نہ ملتا جس میں یہ انکے ساتھ ناانصافی تھی۔

(۵) مکہ کی فتح کے دن انبیاء کے بادشاہ۔ مسلمانوں کے سپریم کمانڈر انچیف کے لئے بلند نظر آنے کے لئے اونٹنی پر سوار ہو کر ہی طواف کرنا درست تھا۔ اگر آپ ﷺ پیدل طواف کرتے تو ہو سکتا ہے کہ لوگوں نظر نہ آتے ــــ یہ حکمتیں آپ ﷺ ہی جانتے ہیں ــــ ایک وعظ فروش مولوی کیا جانے؟

Marfat.com

(۷) حجر اسود کو منہ لگا کر چومنا

عقل کا اندھا مولوی لکھتا ہے۔ حجر اسود کے قریب جا کر منہ لگا کر چومنا افضل ہے اولی ہے۔ مگر فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کر رہے تھے اور حجر اسود کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنی چھڑی سے استلام کرتے جو کہ بظاہر ترک اولی تھا۔

جواب (۱) استغفر اللہ۔ مولوی صاحب تمہاری عقل جہالت کے گڑھے میں گر گئی ہے رسول کریم ﷺ نے ایک سہولت دی کہ اگر حجر اسود تک نہ پہنچ سکیں تو دور سے اشارے سے استلام کرلیں ــــــ آج کل جب کہ تیس پینتیس لاکھ لوگ حج کے موقع پر ہوتے ہیں ــــ اگر آپ ﷺ یہ سہولت نہ دیتے تو لوگ آپس میں لڑتے کہ وہ منہ لگا کر چومیں اور پھر اتنی تعداد ہونے کی وجہ سے خون خرابہ ہوتا اور بیت اللہ شریف کی بے حرمتی ہوتی تمام لوگ چوم بھی نہ سکتے۔

(۲) اگر تمہیں کبھی موقع ملے تو دیکھنا کہ منہ لگا کر چومنا کتنا دشوار ہے اور رسول کریم ﷺ نے جو فعل مبارک کیا وہ کتنا بابرکت اور پر ثواب ہے کیا سمجھے؟ ــــ سمجھ کیسے آئے مولوی صاحب تم نے تو الفاظ ترک افضل اور خلاف اولی کو ثابت کرنا ہے ــــ چاہے رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس پر حرف آتا ہے (یہ تو بڑی بد بختی ہے ــــ اللہ تم پر رحم کرے)

قارئین کرام

(۱)۔ آپ نے پڑھا کہ رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ پر کس طرح ایک بے بصیرت۔ عقل کے اندھے۔ اخلاقی طور پر پست مولوی نے مولویوں کے بتائے ہوئے پیمانے لگا کر نقائص نکالے۔ اس بے بڑی بد بختی اور کیا ہو سکتی ہے۔ امتی کہلانے والے کو شرم آنی چاہیے۔

(۲)۔ کیا فرمان رسول کریم ﷺ بر حق نہیں کہ میرے دین کو سب سے زیادہ نقصان بد مذہب علماء پہنچائیں گے (یقیناً بر حق ہے اور اس کی مثالیں 'السعید' کے مولویان ہیں)

Marfat.com

ابن ابی رئیس المنافقین کی بکواس اور زید بن ارقم

معترض مولوی نے واقعہ بیان کر کے یہ بتایا ہے کہ آپ ﷺ نے شرعی ضابطہ امت کے لئے مقرر فرمایا۔ بظاہر زید کو سچا نہ سمجھا خلاف اولی معلوم ہوتا ہے۔

واہ مولوی صاحب

جب امت کے لئے ضابطہ مقرر فرمانے کے لئے رسول کریم ﷺ کے افعال و اقوال ہی حکم ہیں شریعت ہیں تو پھر اس میں خلاف اولی بلکہ تمہارا لفظ "بظاہر" کہاں سے آگیا ۔؟اور پھر رسول کریم ﷺ نے بظاہر زید کو سچا نہ سمجھا (یہ بہت خطرناک بہتان ہے)

اللہ تعالی کے واسطے

(۱)۔ ایک لفظ "بظاہر خلاف اولی جو کہ البیان کے ترجمہ آیات ذنب میں غلط طور پر آ گیا ہے اس کو درست ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالی کے واسطے۔رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ پر نکتہ چینی کر کے اپنا اعمال برباد نہ کرو___

(۲)۔ رسول کریم ﷺ جو کہ عالم ما کان و ما یکون اور حاضر و ناظر ہیں کے اوصاف حمیدہ کی نفی نہ کرو۔ تم خود ہی تو لکھتے ہو کہ شرعی ضابطہ (کہ قاضی اپنے ذاتی علم کی بنا پر فیصلہ نہیں دیا کرتا) حضرت زید کے پاس چونکہ گواہ نہ تھے آپ نے زید کی بات کو نہ مانا

(۳)۔ مولوی صاحب یہاں رسول کریم ﷺ نے امت کے لئے ضابطہ عدل مقرر کیا لیکن پھر یہاں تمہارے ذہن کی اختراع "بظاہر خلاف اولی" کہاں سے آگئی۔

(۴)۔ حضور ﷺ کی تو ساری شریعت ہی ظاہر احکام پر مبنی ہے۔اگر آپ ﷺ معاذاللہ بظاہر ناپسندیدہ کام کرتے رہے تو شریعت کچھ پسندیدہ اور کچھ 'ناپسندیدہ' ہو گئی۔

سوال۔ تم کیسے کہتے ہو کہ رسول کریم ﷺ نے بظاہر زید کو سچا نہ سمجھا۔ کیا تم نے رسول کریم ﷺ کا دل پڑھ لیا ہے؟ آج چودہ سو سال بعد۔ توبہ کرو۔

Marfat.com

منافقین مدینہ کا مسجد ضرار میں رسول کریم ﷺ کو دعوت

(رسول کریم ﷺ پر بہتان۔ انا للہ وانا الیہ راجعون)

بے بصیرت مولوی اللہ بخش لکھتا ہے۔ منافقین مدینہ نے مسجد ضرار تعمیر کی۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کی آپ ہماری مسجد کا افتتاح فرمائیں۔ آپ نے ان کے سرغنہ سے دریافت کیا اس سے تمہارا کیا مقصد ہے۔ تو اس نے کہا میرا مقصد اس کی تعمیر سے سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں۔ حقیقۃً اس قسم میں وہ جھوٹا تھا (آپ نے عدم توجہی اور ذہول کی بنا پر) اس کو سچا سمجھا اور وعدہ فرمایا میں فراغت کے بعد "ضرور آؤں گا" آپ کا عدم توجہی کی بنا پر اسے سچا سمجھنا اور وعدہ فرمانا بظاہر خلاف اولیٰ تھا۔

جواب۔ (۱) پہلی بات یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں "ضرور آؤں گا" بلکہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ "اب تو میں سفر بتوک کے لئے پا بر کاب ہوں۔ واپسی پر اللہ کی مرضی ہو گی تو نماز پڑھ لوں گا۔ (انشاء اللہ فرمایا تھا)

(۲) مولوی صاحب۔ تم نے رسول کریم ﷺ پہ بہتان باندھا کیونکہ آپ نے انشاء اللہ کے الفاظ فرمائے تھے۔ نہ کہ لفظ "ضرور آؤں گا" تمہارا یہ کہنا کہ حضور ﷺ نے اسے سچا سمجھا سفید جھوٹ ہے کیونکہ اگر آپ ﷺ اسے سچا سمجھتے تو فوراً تشریف لے جاتے۔ انشاء اللہ فرما کر آپ ﷺ نے ظاہر فرما دیا کہ منافق جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ منع فرما دے گا اور ہم مسجد میں نہیں جائیں گے۔

(۳) اس وقت تک لا تقم فیه ابدا کا حکم نہ آیا تھا بلکہ غزوہ تبوک کے واپسی پر حکم آیا تھا اس لئے جانے سے پہلے آپ ﷺ کا مشروط وعدہ فرمانا برحق تھا۔

Marfat.com

(۴) مولوی صاحب۔ رسول کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہونے کے ناطے عام انسانوں سے مختلف ہیں۔ آپ ﷺ کے فیصلوں میں حکمت ہوتی ہے جو تم جیسا عام مولوی سمجھ نہیں سکتا ____ اسی حکمت کی بنا پر آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو اپنی قمیض عطا کی تھی تم لکھتے ہو کہ جب مشیت رسول اس کو نفع پہنچانے کی نہ تھی تو اس کو نفع نہ ہوا ____ یہی مشیت رسول والی بات اگر یہاں بھی سمجھ لو تو پھر رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ پر اپنے چھوٹے سے مغز سے پیمانے لاگو نہ کرو۔ (اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے)

قارئین کرام۔ اس مولوی نے رسول کریم ﷺ پر کیسے کیسے بہتان لگائے ہیں۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

الف۔ فرمان مبارک کو غلط پیش کیا "ضرور آؤں گا"۔ (حالانکہ آپ ﷺ نے ایسا نہ کہا تھا)

ب۔ عدم توجہی اور ذہول کی بنا پر منافقین کو سچا سمجھا۔ (حاضر ناظر ہونے کی نفی۔ علم کی نفی اور بے توجہی کا نقص جو کہ عام امتی میں تو ہو سکتا ہے رسول کریم ﷺ میں نہیں)۔

ت۔ مولوی جی۔ ہر سال رمضان شریف میں جبریل علیہ السلام روزانہ پورا قرآن پاک کا ورد رسول کریم ﷺ کیساتھ کیا کرتے تھے۔ اس لئے یہ سب غیبی واقعات سالہا سال پہلے کیونکر نہ جان لیے ہوں گے اور تم لا علمی کی بات کر رہے ہو۔ رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ ہیں تمہیں نقص ہی نظر آرہے ہیں۔ ایسی باتیں تو بدمذہب وہابی دیوبندی کرتے ہیں اور تم تو عشق رسول کے دعویدار بھی ہو۔۔۔ تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے۔

Marfat.com

منافقین کے سردار ابی ابن سلول کے نماز جنازہ کے متعلق

بے بصیرت مولوی نے رسول کریم ﷺ کا رئیس المنافقین کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے جانے کے متعلق سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس فعل کو بظاہر خلاف اولی منسوب کر کے اپنی گردن پر لے لیا ہے۔ اور ساتھ ہی اسے جائز بھی قرار دیا ہے کیونکہ اسوقت تک شرعاً ممانعت کا حکم نہ آیا تھا ____

جواب۔ (۱) پہلی بات تو خود ہی مان لی کہ شرعاً ممانعت کا حکم نہ آیا تھا اس لئے آپ ﷺ کا جانا شرعی ہی تھا۔

(۲) حضرت عمرؓ کا روکنا اس عشق و محبت کی وجہ سے تھا جو وہ رسول کریم ﷺ سے رکھتے تھے۔ اس لئے یہاں مولوی صاحب جو پیمانہ تم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب کر کے لاگو کیا ہے۔ وہ غلط ہے حق فہمی کی کمی ہے۔

(۳) اگر منافق کا جنازہ بظاہر خلاف اولی تھا تو منافق کا جنازہ پڑھنا کیا حقیقتہً اچھا ہوتا ہے؟ اگر اچھا تھا تو "لا تصل" کیوں فرمایا گیا پھر حضور ﷺ نے یہ جنازہ پڑھایا اور یہ فعل کیا۔ تمہارا استاد کاظمی کہتا ہے کہ نبی کا ہر فعل پسندیدہ ہوتا ہے۔ تو "لا تصل" فرما کر کیا پسندیدہ فعل کی ممانعت کی گئی۔ یہ "لا تصل" ابن ابی کے جنازہ کے متعلق ہے یا آئندہ ہونے والے جنازوں کے کے متعلق؟

عبد اللہ بن ابی ابن سلول (منافقین کا سردار) کی موت ہوئی رسول کریم ﷺ کو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کہا گیا۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے دشمن عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں جس نے فلاں دن یہ یہ باتیں کیں تھیں۔ حضرت عمرؓ اس کے گزشتہ زمانہ کی باتیں گنوار ہے تھے اور رسول کریم ﷺ تبسم فرما رہے تھے جب یہ باتیں حد سے بڑھ گئیں آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے عمر ہٹ جاؤ مجھے اللہ کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے پس میں نے ایک صورت کو اختیار کر لیا ہے۔

قارئین کرام (یہ شان رسول تھی۔ مفتی بیچارہ علمیت کے زعم میں بھٹک گیا) یہ کتنا سنگین معاملہ تھا ایک بظاہر مسلمان لیکن دشمن اسلام مر گیا حضرت عمرؓ اس کی برائیاں گاتے رہے لیکن صاحب خلق عظیم نے تبسم فرمایا اور وہ کیا جو ایک رسول اللہ کی شان کے شایاں ہے۔

مفتی صاحب۔ حضرت عمرؓ سے وہ بات منسوب نہ کرو۔ جو ہو سکتا ہے ان کے جی میں نہ ہو یعنی سرکار ﷺ نے خلاف اولیٰ کیا (استغفر اللہ) 'بظاہر' لفظ کو فٹ کرنے کے لئے کیا کیا کہہ رہے ہو؟۔ توبہ کرو۔

Marfat.com

لفظ بتدریج کی وضاحت

قارئین کرام۔

اس لفظ کے سمجھنے میں کئی مدعیان علم ٹھوکر کھا گئے ہیں۔ وہ 'بتدریج' کو رسول کریم ﷺ کے 'علم مبارک' سے جو کہ اللہ تعالی کی عطا ہے سے منسوب کرتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

امت کے لئے شرعی امور۔ اللہ تعالی نے زمانے کی ضرورت کے مطابق اپنی حکمتوں کے تحت مختلف اوقات میں مختلف شرعی امور کا حکم دیا۔ یہ احکامات بتدریج نازل ہوئے۔ شراب کی حرمت کا حکم ہجرت کے بعد آیا۔ جہاد کا حکم ۲ ہجری میں آیا۔ رمضان شریف کے روزے ۲ ہجری میں فرض ہوئے۔ غرضیکہ ہر مختلف طرح کے شرعی احکام بتدریج نازل ہوتے رہے۔ ہر سال رمضان المبارک میں حالانکہ جبریل علیہ السلام ہر سال رمضان المبارک میں نزول قرآن سے پہلے پورے قرآن کا دور رسول کریم ﷺ سے فرماتے رہے اس لئے علم غیب سالہا سال پہلے ہی جان لیا۔

کفار کا اعتراض۔ (۲۵۔۳۲ الفرقان) وقال الذین کفرو لولا نزل علیه القرآن جملت و احدۃ ترجمہ اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا جس طرح زبور۔ توریت اور انجیل میں سے ہر ایک کتاب ایک ساتھ اتری تھی۔ یہ اعتراض بالکل فضول اور مہمل تھا۔ کیونکہ قرآن پاک ایک معجزہ ہے بتدریج اتارنے میں اس کے اعجاز کا اور بھی کامل اظہار ہے کہ جب ایک آیت نازل ہوئی اور تحدی کی گئی اور خلق کا اس کے مثل بنانے سے عاجز ہونا ظاہر ہوا پھر دوسری اتری اسی طرح اس کا اعجاز ظاہر ہوا۔ اس طرح برابر آیت آیت ہو کر قرآن نازل ہوتا رہا اور ہر ہر دم اس کی بے مثالی اور خلق کی عاجزی ظاہر ہوتی رہی۔ یہ تھی حکمت بتدریج نازل ہونے کی۔

علم کی عطا اس سے مختلف ہے۔ اللہ تعالی نے تمام انبیاء کرام کو عالم ارواح میں اس عالم خلق میں آنے سے پہلے جتنے جتنے چاہے علوم عطا کر دیئے۔ تب ہی تو حضرت عیسی علیہ السلام (دو دن کی زندگی) مہد سے بولتے تھے انی عبداللہ واتینی الکتب و جعلنی نبیا۔ عطائے علوم میں بتدریج والا مسئلہ نہیں آتا۔ رسول کریم ﷺ جو کہ اللہ کے محبوب ہیں کو کلی علوم کا حامل بنا دیا۔ جب عالم نورانیت میں فرمایا "محمد رسول اللہ" ___ مولوی صاحب بندہ کی کتاب "صاحب کلی علم غیب پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

Marfat.com

قارئین کرام انشاء اللہ نہ کہنے کی حکمت یہ تھی

کہ۔ رسول کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کا یقین دلانا تھا یہی سب سے بڑا مسئلہ تھا جس کا کفار انکار کیا کرتے تھے یہاں تو 'علم' کے نہ ہونے کی کوئی ''تک'' ہی نہیں فرشتے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اترتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو دو تین دن روکے رکھا تاکہ کفار کے ذہن میں یہ بات اتر جائے کہ ہاں فرشتہ آتا ہے جب دو تین دن بعد رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتہ آیا تھا اور اس نے یہ بتایا ہے۔ تو پھر کفار کے اعتراض کا جواب ملا کہ فرشتہ آنے والی بات درست ہے۔ اسی بنا پر آپ ﷺ رسول ہیں۔

علم والی بات کی وضاحت۔ جہاں تک رسول کریم ﷺ کا علم مبارک ہے تو آپ صاحب کل علم غیب ہیں ''ما کان و مایکون'' کے حامل ہیں۔ جبریل کو تو کھیعص کا بھی علم نہ تھا۔ جب یہ آیہ لائے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جان لیا۔ میں نے جان لیا۔ جس پر جبریل حیران رہ گئے (روح البیان)

اس لئے انشاء اللہ نہ کہنے کو لاعلمی سے ملانا کم فہمی ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ تعلیم امت بھی ہو جائے۔

آپ ﷺ جو چاہتے ہیں وہی اللہ چاہتا ہے۔ یا جو اللہ چاہتا ہے وہی آپ ﷺ چاہتے ہیں۔ بات ہے ذرا سمجھ کی مولوی صاحب۔

ہر سال رمضان مبارک میں

جبریل علیہ السلام نزول قرآن سے بھی پہلے ہر سال ماہ رمضان میں سارا قرآن رسول کریم ﷺ سے دور فرماتے رہے۔ تو یہ ذات رسول سب غیبی واقعات کیونکر نہ جان لئے ہوں گے۔ یقیناً کلی علوم جانتے تھے اور جانتے ہیں۔

Marfat.com

حرم یحرم کے معنی (لم تحرم)

لغت۔ لغت میں اس کے کئی معانی ہیں (الف) ایک معنی تو حرام ہے جسے ہر کوئی سمجھتا ہے یعنی جو تسخیر الٰہی سے حرام ہوں مثلاً حضرت موسیٰ پہ دائیوں کا دودھ حرام (حرمنا علیہ المراضع) اور دوسری منع قہری سے حرمت جیسے اللہ حرمھما علی الکفرین۔

(ب) ممنوع۔ رکنا۔ ترک کرنا۔ باز رہنا (Refuse-Deny For Bid-)

لم تحرم کا مطلب (۱) آپ ﷺ نے کیوں ترک کیا یا رک گئے یا ممنوع کیا (اس چیز کو جسے اللہ نے آپ ﷺ کے لئے حلال کر دیا)

آپ ﷺ نے حلال کو حرام نہیں کیا جیسا کہ کم فہم مولوی سمجھتے ہیں۔

(۲) علامہ آلوسی نے بھی تحریم کا مفہوم امتناع ہی بیان کیا ہے۔ حلال کی تحرم کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ کسی حلال چیز کو حرام اعتقاد کر لیا جائے۔ یہ ممنوع ہے بلکہ کفر ہے اور معصوم نبی سے اس کا صدور ممکن نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حلال کو حلال ہی سمجھا جائے لیکن اس کے استعمال سے اجتناب کیا جائے۔ ایسا کرنا مباح اور حلال ہے۔

(۳) رسول کریم ﷺ کے اختیارات جو کہ آپ نے اپنی نجی زندگی میں استعمال کیے (اس معاملے میں)۔ کسی امتی کو زیب نہیں دیتا کہ اس میں نکتہ چینی کرے اور اپنے فقہ کے پیمانے لاگو کر کے اپنی غلط روش کو سچا ثابت کرنے کے لئے توجیہہ کرے۔

(۴) اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے درمیان جو گفتگو ہے اس کا انداز محبّ اور حبیب کے درمیان ایسا معاملہ ہے جو وہی جانتے ہیں۔

(۵) امتی کو تو اپنے اعمال پر نظر کرنی چاہئے کہ وہ کیا کر رہا ہے بجائے اس کے کہ فقاء کے پیمانے رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ پر لگائے۔ رسول ﷺ پہلے تھے یا فقہاء کے پیمانے۔ جب اللہ تعالیٰ حق فہمی سلب کر لیتا ہے تو پھر انسان اپنے نبی پر نکتہ چینی کرنے سے بھی نہیں چوکتا (شرم ہے ایسے لوگوں کے لئے)

(۶) کیا کوئی ـــ پسند کرے گا کہ کوئی دوسرا شخص اسکے اور اسکی بیوی کے درمیان معاملات پر بات چیت کرے؟

جنگ بدر کے قیدیوں سے فدیہ

ایک بہت بڑے شبہ کا ازالہ

(اسے رسول کریم ﷺ سے بطور "عتاب" (معاذ اللہ) منسوب کرنے کے رد

میں

توجہ و غور طلب نکات

ماکان لنبی ان یکون له اسری حتی ینخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللّٰه یرید الاخره واللّٰه عزیزه حکیمo لولا کتب من اللّٰه سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیمo

۱۔ فدیہ لینے یا نہ لینے کے متعلق کوئی حکم الٰہی نہ تھا۔

۲۔ فدیہ لینا رسول کریم ﷺ کا فیصلہ تھا (جو کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی لکھا ہوا تھا۔ گویا کہ صحیح فیصلہ تھا)

۳۔ لولا کتبٌ من اللّٰه یعنی "اگر اللہ کا نوشتہ پہلے نہ لکھا جا چکا ہوتا" اور فکلوا مما غنمتم حلا طیبا یعنی پس کھاؤ جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے حلال اور پاکیزہ یہ دو آیات اس بات کی قوی دلیل ہیں کہ فدیہ کا فیصلہ تو پہلے سے لکھا ہو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا جس کے متعلق بعد میں حکم ہوا کہ کھاؤ (کلوا) اس لئے یہ کوئی اجتہادی غلطی نہ تھی۔

۴۔ اب اس واقعہ میں رسول کریم ﷺ سے کسی قسم کا کوئی ایسا عمل نہ تھا جسے عتاب (معاذ اللہ) کہا جائے۔

۵۔ سورۃ محمد میں ہے فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب

Marfat.com

الرقاب حتی اذا انخنتمو هم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فد
حتی تضع الحرب او زارها

ترجمہ :- پھر جب تمہارا کفار سے آمنا سامنا ہو تو ان کی گردنیں اڑا دو یہاں تک ک
جب انہیں خوب قتل کر لو تو پھر کس کر باندھ لو۔ بعد ازاں یا تو احسان کر کے انہیں رہا کرد
ان سے فدیہ لو یہاں تک کہ جنگجو اپنے ہتھیار ڈال دے۔ (۴/۴۷)

نوٹ :- یہ صریح حکم آیا ہے۔ کہ کفار کی گردنیں اڑا دو۔

۶۔ جنگ بدر میں تو کفار کی گردنیں اڑا دی گئی تھیں۔ اذیوحی ربک
الی الملئکة انی معکم فثبتوا الذین امنوا سالقی فی قلوب الذین
کفروا الرعب فاضربو فوق الاعناق و اضربو امنهم کل بنان٥
(۸/۱۲)

اس لئے یہ شرط کہ کفار کو خوب قتل کرو۔ پوری ہو گئی۔ بڑے بڑے کافر سور
مارے گئے تھے۔

۷۔ اگر کسی کو کوئی 'عتاب' والی بات نظر آتی ہے تو تریدون سے مراد
مسلمانوں کا بڑا گروہ ہے جن کے متعلق ذکر عذاب ہے نہ کہ رسول کریم ﷺ کے متعلق
(معاذ اللہ) بلکہ فرمان الٰہی کا منشا یہ ہے کہ تم لوگ اپنے نبی کے مشن کو اچھی طرح نہیں
سمجھے اس کے نصب العین سے جو چیز براہ راست تعلق رکھتی ہے وہ کفر کی طاقت کا خاتمہ
ہے۔ مگر تم لوگوں پر بار بار دنیا کا لالچ غالب آجاتا ہے۔ اگر ہم پہلے فدیہ وصول کرنے کی
اجازت نہ دے چکے ہوتے تو اس پر تمہیں سزا دیتے خیر اب جو کچھ تم نے لیا ہے کھالو۔۔۔۔
علامہ جصاص حنفی نے بھی اپنی کتاب احکام القرآن میں یہی لکھا ہے۔

Marfat.com

۸۔ قاضی عیاض

نے لکھا ہے "شفاء شریف" کے "تریدون" میں خطاب ان لوگوں کو ہے جن کی خالص غرض وغایت صرف دنیوی ساز و سامان ہے اور مال کی کثرت۔ اس میں خطاب نہ رسول کریم ﷺ کو ہے اور نہ عام صحابہ کرام کو (تفسیر مظہری)

۹۔ تفسیر نعیمی میں

مفتی احمد یار خاں لکھتے ہیں کہ 'تریدون' میں روئے سخن نمازیان بدر سے ہے اس سے رسول کریم ﷺ کا کوئی تعلق نہیں۔

۱۰۔ روح البیان

تریدون عرض الدنیا یہ خطاب نہ رسول اللہ کو ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کے جلیل القدر صحابہ کرام کو رسول کریم ﷺ کی عادت مبارکہ میں طمع دنیوی شامل نہ تھا بلکہ آپ ﷺ نے تو یہ فرمایا کہ مالی و للدنیا یعنی مجھے دنیا سے کیا غرض۔

نوٹ :- لہذا وہابی دیوبندی اور وہ سنی مولوی جو اسے 'عتاب' قرار دیتے ہیں یعنی رسول کریم ﷺ سے منسوب کرتے ہیں انہیں خوش ہونے کی ضرورت نہیں۔

فدیہ لینے کا واقعہ

۱۔ سیرت ابن ہشام

ابن اسحاق نے کہا مجھ سے عبد الرحمٰن بن حارث وغیرہ نے انہوں نے سلیمان بن موسیٰ سے انہوں نے مکحول سے ابو امامہ الباہلی کی روایت بیان کی (ابن ہشام نے کہا ابو امامہ کا نام صدی بن عجلان تھا) میں نے عبد اللہ بن الصامت سے انفال کے متعلق دریافت کیا تو

Marfat.com

انہوں نے کہا یہ آیت ہم بدر والوں کے متعلق نازل ہوئی۔ جب مال غنیمت کے متعلق ہم میں اختلاف ہونے لگا اور اس سلسلے میں ہمارے اخلاق بگڑنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اختیار سے نکال لیا اور اسے اپنے رسول کریم کے اختیار میں دے دیا رسول اللہ نے مسلمانوں کے درمیان بواء یعنی مساوی تقسیم فرمادی۔

۲۔ طبقات ابن سعد

عبدیہ سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں جبریل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی کہ اگر آپ چاہیں تو انہیں قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ لے لیں۔ اس صورت میں فدیہ لینے والے ستر شہید ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے اصحاب کو آواز دی۔ لوگ آئے یا ان میں سے لوگ آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ جبریل ہیں جو اللہ کے حکم سے تمہیں جو ان دونوں باتوں میں اختیار دیتے ہیں یا تو قیدیوں کو سامنے لا کر سب کو قتل کر دو یا اس طرح ان سے فدیہ لے لو جو تم میں اس کو قبول کریں وہ بقدر ان کی تعداد کے شہید کئے جائیں گے ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم فدیہ لیں گے اس سے ان لوگوں کے خلاف قوت حاصل کریں گے اور ہم سے ستر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ آخر ان سے فدیہ لے لیا گیا۔

۳۔ تفسیر طبری

ابو امامہ باہلی سے روایت ابن ہشام نے نقل کی ہے تقریباً ان ہی الفاظ میں یہ واقعہ لکھا گیا ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ جب غنیمت کے متعلق ہم میں سخت اختلاف ہو گیا اور نوبت بد اخلاقی تک پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے ہم سے چھین کر رسول اللہ ﷺ کو دے دیا۔

Marfat.com

۴۔ مدارج النبوت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ 'روضۃ الاحباب' میں شیخ ابن حجر مکی کا قول شرح بخاری سے نقل کرتے ہیں کہ ترمذی نسائی ابن حبان اور حاکم نے باسناد صحیح حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے حضور آئے اور کہا کہ آپ اپنے صحابہ کو قتل اسران اور فدیہ میں اختیار دے دیجئے اس شرط کے ساتھ کہ سال آئندہ ان قیدیوں کے برابر مسلمانوں میں سے شہید کرائیں۔ چنانچہ اصحاب کو اختیار دے دیا گیا اور انہوں نے فدیہ کو اختیار کیا۔

قارئین کرام!

۱۔ یہ ہے اصل واقعہ اور قرآنی آیات کی تشریح اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھنے کے لئے صرف اور صرف 'بصیرت' کی ضرورت ہے جو کہ عطائے مصطفٰے ﷺ ہے۔۔۔ اگر باقاعدہ مدرسوں میں پڑھنے سے 'بصیرت' مل جاتی تو تھانوی۔ دہلوی۔ نانوتوی۔ گنگوہوی اور امیٹھوی وغیرہم باقاعدہ مدرسوں کے ہی پڑھے ہوئے تھے اگر 'عربی زبان پر عبور' ہونے کا دعویٰ کرنے سے 'بصیرت' ملتی تو یہ بات بے معنی ہے اس لئے کہ کفار مکہ ابو جہل عتبہ۔ شیبہ۔ منافقین وغیرہم کی مادری زبان عربی ہی تھی اور وہ تو رسول کریم ﷺ سے براہ راست گفتگو بھی عربی میں ہی کرتے تھے۔ مگر سب جہنمی بن گئے اس لئے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے مخالفت عداوت رکھی۔ اس لئے 'بصیرت' سے محروم رہے اور کلام الٰہی سمجھ نہ سکے۔

۲۔ رسول کریم ﷺ کے امتی لوگوں کو چاہئے کہ رسول کریم ﷺ کے محاسن افعال مبارک پر نکتہ چینی کر کے۔ اپنے بنائے ہوئے پیمانوں مثلاً خلاف اولیٰ ترک افضل اجتہادی غلطی وغیرہ سے اعمال مبارکہ کو نہ ناپیں۔ نہ پرچے پر نمبر لگائیں۔ بلکہ اپنے اعمال کی فکر کریں کہ ان کے اعمال نامے میں کیا کیا بد اعمالیاں ہیں۔۔۔ بندہ کا ایسے مولویوں کو یہی مخلصانہ مشورہ ہے۔ صلہ عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے۔

Marfat.com

دوبارہ عرض ہے

امام ابو یوسفؒ کا فتوی اور السعید" کے مولویان عبس وتولی کو ناپسندید فعل قرار دے کر اسے رسول کریم ﷺ سے منسوب کر رہے ہیں جو کہ (معاذاللہ) آپ سے لاعلمی کی بنا پر ہوا (استغفر اللہ)

قارئین کرام۔ امام ابو یوسف کا فتوی یہ ہے تفسیر نعیمی سورۃ توبہ کی تفسیر پ ۱۰ ص ۱۸۹ مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں۔

حکایت۔ ہارون الرشید کے دستر خوان پر کدو کی ترکاری تھی کسی نے کہا حضور کدو پسند فرماتے تھے ایک درباری بولا کہ لیکن مجھے "پسند نہیں"۔ امام ابو یوسف نے ہارون الرشید سے کہا یہ کافر ہو چکا اگر توبہ کرے تو خیر ورنہ اس کی گردن ماردی جائے گی۔ آخر کار اس نے توبہ کی تب اس کی جان بچی (روح البیان)۔

توجہ طلب سوالات

(۱) السعید کے مولویوں نے ناپسندیدہ فعل ہونے کا پیمانہ بنا کر۔ حضور ﷺ کو "ناپسندیدہ کام" کا مرتکب بنا کر کیا رسول کریم ﷺ کی توہین نہیں کی____ (استغفر اللہ)

(۲) رسول کریم ﷺ کو اس کا علم نہ ہونے (معاذاللہ) کا کہہ کر علم مبارک کی نفی اور توہین کا ارتکاب نہیں کیا؟

(۳) مفتیان حضرات بتائیں کہ اگر کدو کو ناپسند کرنے والے پر امام ابو یوسف کا فتوی لگ سکتا ہے تو پھر 'السعید' کے مولویان جنہوں نے اعمال مبارک کو اپنے پیمانے سے "ناپسندیدہ فعل قرار دیا ہے" پر فتوی کیوں نہیں لگ سکتا؟

Marfat.com

کیا رسول کریم ﷺ کے محاسن افعال اور فرامین مبارک شریعت نہیں؟

رسول اکرم ﷺ نے تو اپنے یاروں (حضرت عمرؓ) کے مشورہ کو شریعت قرار دے دیا تھا (اذان دینا) (ابن سعد)

رسول کریم ﷺ کا کوئی فیصلہ قرآنی آیات کے بظاہرٗ خلاف بھی ہو تو بھی حق ہے۔ کیونکہ وہ خود شریعت ہیں ۲۸۲ / ۲ (اس لئے کہ آپ ﷺ حاکم ہیں اور قرآن حکیم ہے)
(حذیفہ کی گواہی) ۲۸۲ / ۲

رسول کریم ﷺ نے تو اپنے یاروں (صحابہ حضرت علیؓ) سے ترک افضل نہ ہونے دیا۔
(نماز عصر۔ رد شمس)

رسول اکرم ﷺ اگر نماز میں مشغول کو بلائیں تو نماز توڑ کر حاضر ہو جاؤ۔ بقول امام شافعی نماز نہیں ٹوٹی۔ (۸ / ۲۴) (حضرت ابی بن کعب)

رسول کریم ﷺ کے لئے صدیق اکبرؓ نماز پڑھتے ہوئے حضور ﷺ کو جگہ دینے کے لئے پیچھے ہٹ جائیں تو نماز نہ ٹوٹے۔ (سیرت النبی۔ طبری)

رسول کریم ﷺ کی رضا کے لئے کعبہ قبلہ بنے تو نماز میں ہی دوسری طرف منہ پھیر لینے سے نماز نہ ٹوٹے۔ (سیرت النبی۔ طبری)

باوجود محرم ہونے کے رسول کریم ﷺ کے بغیر مکہ مکرمہ میں طواف کعبہ کا انکار کر دے تو اس صحابی کو کوئی گناہ نہ ہو۔ (بشکواۃ ج ۸ ص ۳۹۷) (حدیبیہ۔ حضرت عثمانؓ)

رسول کریم ﷺ تو صحابہ (حضرت عثمانؓ) کو جنگ میں شامل نہ ہونے کے باوجود 'بدریوں' کا رتبہ دے دیں۔ کیوں؟ (مشکواۃ ج ۸ ص ۴۰۵)

رسول کریم ﷺ کا خواب بھی وحی ہے (تم اجتہاد کی بات کر رہے ہو اور پھر غلطی کا لفظ؟؟)

رسول کریم ﷺ کا ہر فیصلہ علم اور حکمت پر مبنی ہے۔

(یعلمھم الکتاب والحکمۃ و یزکیھم)

رسول کریم ﷺ کا غزوہ تبوک پر نہ جانے والوں کا سوشل بائیکاٹ کرنا اور کروانا عین حکمت ہے۔ (آپ ﷺ حاکم ہیں قرآن حکم ہے)

(سلام کا جواب نہ دینا۔ قران کا خلاف ہے۔ فسلموا۔ سوۃ نور) ۶۱ / ۲۴

Marfat.com

اقوال وافعال رسول کریم ﷺ مظہر ربوبیت ہیں رضائے الٰہی ہیں (اولیٰ اور افضل کی دلیلیں)

ا۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

ترجمہ :- (۱) اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (تفسیر کنزالایمان)

(۲) اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (تفسیر روح البیان)

تشریح :- (۱) مولانا نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں۔ یہ جملہ اولیٰ کی دلیل ہے۔ آپ ﷺ جو فرماتے ہیں وحی الٰہی ہوتی ہے۔ آپ ﷺ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں۔ (تفسیر کنزالایمان)

(۲) امام فخر رازی فرماتے ہیں۔ نفس کا سب سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ اپنی خواہش ترک کر دے۔ (تفسیر کبیر)

(۳) امام اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ اپنی ذات و صفات و افعال سے فانی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ باقی ہو گئے تھے اس میں نہ اسم باقی رہا نہ رسم نہ اثر نہ عین جو کچھ بولتے حق بولتے نہ بشریت سے اسی لئے آپ ﷺ میں خطرات شیطانیہ و ہوا جس نفسانیہ و ہم کے اجراء کا وہم بھی نہیں کیا جا سکتا اسی لئے کہا جاتا ہے کہ جو واصل باللہ ہے وہ جو کچھ بولتا ہے۔ وہ شریعت ہے کیونکہ وہ محفوظ ہوتا ہے جیسے رسول کریم ﷺ محفوظ ہیں۔ (تفسیر روح البیان)

Marfat.com

۲۔ وما رمیت اذرمیت ولکن اللّٰہ رمی

ترجمہ :-(ا) اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ (تفسیر کنزالایمان)

(الف) امام اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔ رسول کریم رمی کے وقت مقام تجلی پر تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہا۔ اسی طرح فرمایا۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ یداللّٰہ فوق ایدیھم۔ (تفسیر روح البیان)

(ب) مفتی احمد یار نعیمی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کے کام کو اپنا کام قرار دیا۔ آپ ﷺ اللہ کی قوت سے دیکھتے بولتے۔ سنتے پھرتے ہیں۔ آپ ﷺ قدرت الٰہیہ کا مظہر ہیں آپ ﷺ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

قارئین کرام!

کچھ سمجھ آئی دیکھیں اولیٰ ۔ اعلیٰ اور افضلیت کی دلیلیں۔ لوگ خلاف اولیٰ اور ترک افضل کے پیمانے لئے پھرتے ہیں۔ رسول کریم تو مظہر ذات خدا ہیں۔

Marfat.com

رسول کریم ﷺ کے آرام گاہ کی کیا فضیلت ہے

قارئین کرام!

۱۔ آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ وہ جگہ جہاں رسول کریم ﷺ مسجد نبوی میں آرام فرما رہے ہیں یعنی جو جگہ آپ ﷺ کے جسم اقدس سے چھو رہی ہے۔ وہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے خانہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔

۲۔ منبر مبارک اور حجرہ اقدس کے درمیان جہاں جہاں قدم مبارک لگے وہ جنت بن گئی۔ آپ ﷺ کا فرمان مبارک یہ ہے۔ مابین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة۔

یاد رکھو!

رسول کریم ﷺ اعلیٰ و اولیٰ اور افضل ترین ہیں۔

امتی بھی اعلیٰ ہوں گے۔ اگر

فرمان الٰہی

انتم الاعلون ان کنتم مومنین (۳/۱۳۵)

ترجمہ :- تم ہی غالب (اعلیٰ) ہو گے اگر تم مومن ہو۔ (تفسیر نعیمی)

۱۔ مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں کہ اگر تم مومن رہے تو اعلیٰ اور نتحیاب تم ہی ہو گے پہلے بھی تم ہی اعلیٰ تھے۔

۲۔ علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں۔ اے اللہ کی طرف سیر کرنے والو سستی نہ

Marfat.com

کرو۔ تم اللہ کے ہاں مراتب میں دنیاو آخرت میں سب سے اونچے (اعلیٰ) ہو۔ تم ہی بلند وبالا ہو۔

قارئین کرام!

اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوب ﷺ کے امتی لوگوں کو اعلیٰ کہ کر مخاطب فرمارہا ہے اگر وہ ایمان میں ثابت قدم ہیں اور لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے اعمال مبارک کو اپنے بنائے ہوئے پیمانوں سے ناپ رہے ہیں۔ (جن کا نام خلاف اولیٰ اور ترک افضل رکھا ہے)

مولوی صاحب یہ پیمانے اپنے اوپر لاگو کرو نہ کہ رسول کریم ﷺ اعمال حسنہ پر۔

حقیقت رسالت کی جھلکیاں قرآن واحادیث کی روشنی میں

ا۔ ویسے تو پورا قرآن حکیم رسول کریم ﷺ کی شان اقدس میں ایک قصیدہ لیکن چند آیات ہی کافی ہیں تاکہ ان کی روشنی میں جان لیا جائے کہ خلاف اولیٰ اور ترک افضل جیسی اصطلاحات کیا معنی رکھتی ہیں اور ان کی حیثیت کیا ہے۔

فرمان الہی ہے

ا۔ انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما اراك اللّٰه۔ (۴ / ۱۰۵)

ترجمہ :- بیشک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح آپ کو اللہ دکھائے۔ (تفسیر نعیمی)

نکات

ا۔ رسول کریم ﷺ ایمان۔ عرفان۔ قرآن۔ رحمت۔ رحمان۔ کے مبتدا او منتہی ہیں کہ سب کو جو ملا آپ ﷺ سے ملا۔ جیسے نمازی کا رخ کعبہ کی طرف ہے ایسے

قرآن کارخ آپ ﷺ کی طرف ہے۔ یعنی آپ ﷺ مطلوب قرآن ہیں۔

۲۔ لوگوں پر احکام نافذ کرنا کافر ہوں یا مومن یا منافق کیونکہ قرآنی عبادت صرف مسلمانوں کے لئے ہے مگر قرآنی معاملات تمام انسانوں کے لئے بلکہ قرآنی عقائد جن وانس سب کے لئے ہیں۔ آپ ﷺ حاکم کائنات ہیں۔ حکم تو قرآن ہے مگر حاکم آپ ﷺ ہیں۔ قرآن حاکم ہے۔

۳۔ قرآن سے فیصلے کرانا صرف رسول کریم ﷺ کا کام ہے اور کوئی صرف قرآن سے فیصلے نہیں کر سکتا اور قرآنی فیصلے رسول کریم ﷺ کے فراعین مبارک روشنی میں ہی کرے گا۔

۴۔ اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ دکھادیتا ہے۔ کیا درست ہے یا نادرست۔ کیا سچ ہے یا نہیں؟ کیا افضل ہے؟ کیا اعلیٰ ہے کیا اولیٰ ہے یہ صرف اور صرف آپ ﷺ ہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

۵۔ اراك الله سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ وحی کشف اور اپنی رائے عالیہ سے فیصلہ فرمانے میں مختار ہیں کشف۔ الہام۔ خواب۔ رائے سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں۔ ان میں سے کوئی چیز نعوذباللہ شیطان سے نہیں۔

۶۔ رسول اکرم ﷺ کا ہر فیصلہ چاہے کیسا بھی ہو منفی ہو مثبت ہو عین قرآن کے مطابق ہوتا ہے۔ حضرت کعب بن مالک بلال بن امیہ اور ربیعہ بن کعب (غزوہ تبوک پہ نہ جانے والے صحابہ کرام) کے بائیکاٹ کے جواب میں سلام وجواب سلام۔ بیوی سے میل جول سب منع کر دیا گیا حالانکہ مسلمان کو سلام کرنا سنت ہے سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ بیوی حلال ہے یہ ہے رسول کریم ﷺ کا اختیار اور یہ ہے۔ بما اراك الله کا ظہور۔

۷۔ قرآنی آیات قانون الٰہی ہے اور رسول کریم ﷺ قانون چلانے والے اور نافذ کرنے والے ہیں۔

Marfat.com

۸۔ آپ ﷺ کے اپنے فیصلے قطعاً درست اور صحیح ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں نے وہی فیصلہ کیا ہے جو مجھے رب تعالیٰ نے دکھایا ہے کیونکہ یہ شان تو رسول کریم ﷺ ہی کی تھی کہ آپ ﷺ کو حق تعالیٰ کے دکھانے بتانے سے فیصلہ فرماتے تھے۔

۹۔ حضور ﷺ کی رائے بھی نہایت ہی درست ہوتی تھی کہ اس کی تائید اللہ کی طرف سے ہوتی تھی۔

۱۰۔ اسی بنا پر آپ ﷺ کے اعمال مبارکہ بھی درست، بہترین، اعلیٰ، افضل و اولیٰ اور ارفع ہیں۔

نتیجہ

نوٹ :- کسی امتی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ آپ ﷺ کے فیصلوں پر نکتہ چینی کرے اور آپ ﷺ کے اعمال مبارکہ کے پیمانے بنائے کہ فلاں فیصلے میں آپ ﷺ سے اجتہادی غلطی ہوئی یا فلاں فعل خلاف اولیٰ یا ترک افضل تھا بلکہ حضور ﷺ کے فیصلے نہ ماننے والے یا اس میں چون و چرا کرنے والے کی سزا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نزد سر اڑا دینا ہے۔

۱۱۔ آپ ﷺ کے فیصلے وحی الٰہی یا نور نبوت پر مبنی ہوتے تھے۔ اس لئے رہتی دنیا تک اٹل ہیں۔

۱۲۔ رسول کریم ﷺ کا الہام و اجتہاد نبی کا اجتہاد تو بڑی چیز ہے۔ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔

۱۳۔ گواہی کے لئے قرآن نے تعداد (۲ آدمی) مقرر کی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت حذیفہ کی گواہی کو دو آدمیوں کے برابر کر دی۔

Marfat.com

۲۔ وما اتکم الرسول فخدوه وما نھکم عنه فانتھوا (۹۸/۵۹)

ترجمہ :- اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (کنزالایمان) آگے پڑھیں واتقوا اللّٰہ اور اللہ سے ڈرو یعنی رسول کریم ﷺ کی مخالفت آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کرو۔ ورنہ۔ آگے ارشاد ہے ان اللّٰہ شدید العقاب ٥ بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

۳۔ لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنة (۲۱/۳۳)

بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (کنزالایمان)

مطلب یہ کہ رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ اسوۃ حسنہ یعنی بہترین نمونہ ہے۔ تو کیا یہ نمونہ "ترک افضل" یا 'خلاف اولیٰ' بھی ہو سکتا ہے۔ ؟؟

۴۔ فاتبعونی (۳/۳۱)

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ و یغفر لکم ذنوبکم ط

ترجمہ :- اے محبوب آپ فرمادیں اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمان بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

قارئین کرام!

اللہ تعالیٰ کی محبت کی دعویٰ تب ہی سچا ہو سکتا ہے جب آدمی رسول کریم ﷺ کا متبع ہو اور ویسا ہی عمل کرے جیسا آپ ﷺ نے کیا۔۔۔ اتباع رسول کا اجر کیا ملے گا اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جانا اور پھر گناہوں کی معافی بھی مل جاتی ہے۔ اب یہاں 'ترک افضل' اور 'خلاف اولیٰ' کا کیا کام ؟؟؟ کیا کوئی ان کا اتباع کرے گا یا (معاذاللہ) اللہ تعالیٰ نے حکم تو دے

Marfat.com

دیا مگر (استغفر اللہ) اسے پتہ نہ تھا کہ میرا محبوب ترک افضل اور خلاف اولیٰ بھی کرے گا۔

(نعوذ اللہ)

۵۔ بصیرت کہاں ہے

قل هذه سبیلی ادعوا الی اللّٰه علٰی بصیرة انا ومن اتبعنی ط

(۱۲/۱۰۸)

ترجمہ :- آپ فرمادیجئے یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں۔ (کنزالایمان)

قارئین کرام!

ا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا طریقہ اختیار کرنے والوں کو چاہئے کہ گزرے ہوؤں کا طریقہ اختیار کریں۔ وہ صحابہ کرام ہیں جن کے دل امت میں سب سے زیادہ پاک، علم میں سب سے زیادہ عمیق، تکلف میں سب سے کم ایسے حضرات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی صحبت اور ان کے دین کی اشاعت کے لئے برگزیدہ کیا۔

۶۔ اللہ کیسے ملتا ہے

رسول کریم ﷺ کے رستہ پر چلنے سے ہی اللہ تعالیٰ ملتا ہے۔ آپ ﷺ کا اعمال حسنہ افعال ہی ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ ملتا ہے۔ وہاں ترک افضل اور خلاف اولیٰ کا کیا کام۔

۲۔ میں تو مکارم اخلاق اور اعمال حسنہ کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اعمال حسنہ میں ایسی اصطلاحات یعنی 'ترک افضل' اور 'خلاف اولیٰ' (جو کہ منفی تاثر دیتی ہیں) کا کیا کام؟؟

Marfat.com

ثواب کی کمی یا زیادتی کا تعلق

امت کے لئے ہے۔رسول کریم ﷺ کے لئے نہیں

آپ ﷺ کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

قارئین کرام!

۱۔ زیادہ ثواب تو کسی فعل کو افضل طریقہ یا زیادہ لائق (اولیٰ) اور سب سے برتر طریقہ (اعلیٰ) سے کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔

۲۔ کم ثواب کسی فعل کو افضل طریقہ یا زیادہ لائق یا برتر طریقہ سے نہ کرنے سے ملتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ افضل طریقہ کو ترک کر کے یا زیادہ لائق کے خلاف عمل کرنے سے ثواب زیادہ ہوگا یا کم۔؟

جواب :- ثواب کم ہوگا۔

اگلا سوال کیا رسول کریم ﷺ کم ثواب والے اعمال کیا کرتے تھے (معاذ اللہ)

آخری بات

رسول کریم علیہ السلام کے اعمال مبارکہ کو اپنے بنائے ہوئے پیمانوں سے ناپنے والو۔ سنو غور سے (توبہ کرو)

(۱) کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ رسول کریم علیہ السلام کے اعمال مبارکہ پر اپنے فقہ کے پیمانے لاگو کر کے بتاؤ کہ فلاں فعل خلاف فقہ تھا (استغفر اللہ)

(۲)۔ مفت کے مفتی اقبال سعیدی

نے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم علیہ السلام کے درمیان جو من گھڑت منظر اور معاملات لکھے ہیں۔

(ا) اللہ تعالیٰ اور رسول کریم علیہ السلام کی توہین ہے۔(ب) احادیث پاک کی نفی ہے۔ اور ایک ناقابل معافی غلط جسارت ہے۔ (ت) کیا اللہ تعالیٰ اور رسول کریم علیہ السلام کے درمیان معاملات کو جاننے کے لئے اقبال سعیدی کی رسائی ہے؟ (نہیں)

(ج) اس مولوی کو توبہ کر کے رجوع کر لینا چاہیے۔

(۳) مولوی اللہ بخش نیر

نے رسول کریم علیہ السلام کے دل کو پڑھ لیا ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) یعنی زید بن ارقم کو سچا نہ سمجھا اور منافقین کو سچا سمجھا (مسجد ضرار)____ مولوی جی توبہ کرو۔ لفظ 'بظاہر' کو درست ثابت کرنے کے لئے تم نے کیا کیا؟ کیا تمہیں اس کی خبر ہے۔

(۴) مسجد ضرار والے واقعہ میں مولوی صاحب تم نے رسول کریم علیہ السلام پر بہتان باندھا۔ آپ علیہ السلام نے ہرگز یہ نہ فرمایا تھا "ضرور آؤں گا" بلکہ فرمایا تھا کہ انشاء اللہ__اگر (اللہ تعالیٰ نے چاہا)

(۵)۔ کیا "ضرور" اور "اگر" کے الفاظ میں فرق نہیں؟ تمہاری علمیت کہاں گئی۔

(۶)۔ منافق ابن سلول کے جنازے کے معاملہ میں تم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ کہہ کر کہ ان کی نظر میں "بظاہر" خلاف اولیٰ تھا۔ بہتان باندھا۔

(۷)۔ بہتان باندھنے کی شریعت میں سزا کیا ہے؟

(۸)۔ ماہنامہ "السعید" کے مدیر اعلیٰ مولوی حامد سعید کاظمی اور دوسرا مولوی مسٹر الطاف حسین سعیدی اپنی بدعقیدگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور اس توہین رسالت کے ارتکاب سے توبہ کریں۔

(۹) رسول کریم علیہ السلام فرمائیں میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہرگز نہ کروں گا اور تم کہو کہ خلاف اولیٰ کیا____ کیا تم فرمان رسول کریم علیہ السلام کی نفی نہیں کر رہے؟

Marfat.com

(۱۰) محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں حبیب ہیں۔ مختار منتخب ہیں۔ آپ ﷺ کا ہر حالت میں (چاہے غصہ ہی کیوں نہ ہو) قول و فعل حق ہے۔ شریعت ہے۔ قانون ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ ہی قانون ساز ہیں۔ قرآن پاک حکم ہے آپ ﷺ حاکم ہیں۔۔۔ آپ ﷺ کا خواب مبارک بھی وحی ہے۔ تم اجتہادی غلطی کے خود ساختہ پیمانے لئے بیٹھے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ توبہ کرو۔

(۱۱)۔ رسول کریم ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ میری امت کے کچھ قبیلے بت پرستی کریں گے یہ بت پرستی نہیں تو اور کیا ہے؟ اپنے استاد پیر کے غلط ترجمہ کے الفاظ "بظاہر خلاف اولیٰ" کو فٹ کرنے کے لئے تم نے رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ پر ایک ماسٹر کی طرح جو طالبعلم کے پرچوں پر نمبر لگاتا ہے کہ فلاں غلط ہے وغیرہ وغیرہ بظاہر خلاف اولیٰ لاگو کر کے ایمان برباد کیا۔ شرم کرو۔

(۱۲) اگر آپ ﷺ نے جو افعال ایسے کیے جو تمہیں (ابو جہل کی آنکھ کی طرح) نقص والے نظر آتے ہیں (معاذاللہ) تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ تمہاری عقل ماری گئی ہے (اپنی علمیت کے غلط زعم کی وجہ سے)۔ اور حق فہمی سلب ہو چکی ہے۔ اس لئے تم اللہ تعالیٰ کے حضور اور بارگاہ رسالت میں معافی مانگو اور توبہ کرو۔ ورنہ قیامت کے دن ایسی پکڑ ہو گی کہ ساری عالمیت اور علمیت برباد ہو جائے گی۔ اور جس استاد اور پیر کے لئے تم نے یہ سب کچھ کیا ہے (غلط ترجمہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے) وہ تمہاری مدد نہ کر سکے گا۔

Marfat.com

مولوی اللہ بخش نیر کی تحریروں کا عکس

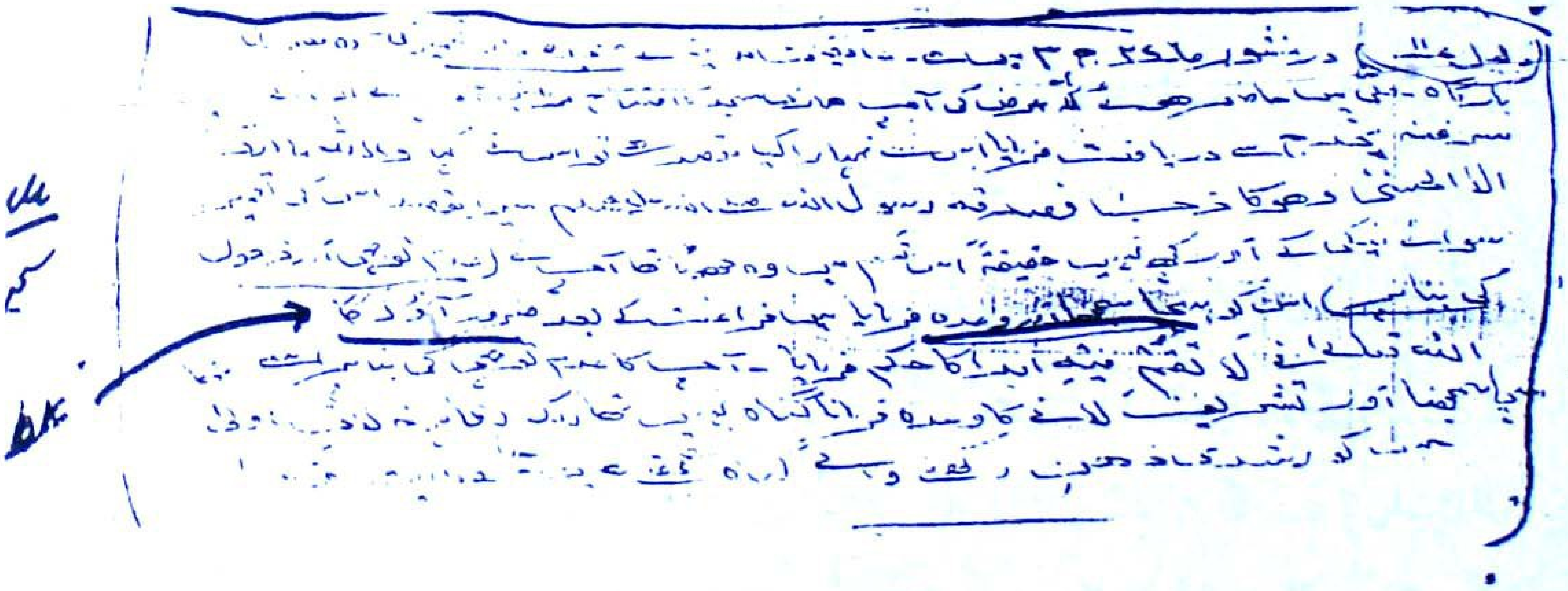

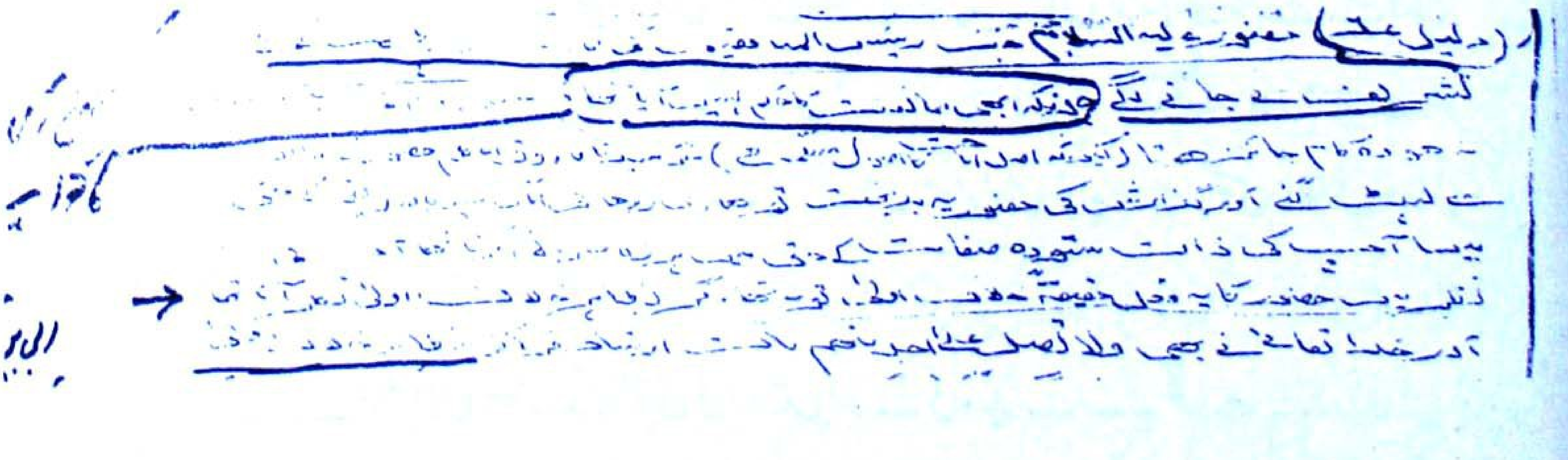

Marfat.com

بے بصیرت سعیدی مولویو۔ یہ بھی پڑھو

حضرت بابا بلھے شاہؒ کا کلام سمجھنے کی کوشش کریں

(۱) پڑھ پڑھ لکھ لکھ لادیں ڈھیر ڈھیر کتاباں چار چوپھیر
گردے چانن وچ انھیر پچھو راہ تے خبر نہ سار
علموں بس کریں او یار

(۲) کیوں ہویائیں شکل جلاداں دی کیوں پڑھنائیں گڈ کتاباں دی
سر چانائیں پنڈ عذاباں دی اگے پینڈا مشکل بھارا اے
اک الف پڑھو چھٹکارا اے

قارئین کرام کیا حضرت بابا بلھے شاہ صاحبؒ نے یہ باتیں ایسے مولویوں کے لئے نہیں کہیں؟ جو کتابوں کے ڈھیر ارد گرد رکھتے ہیں لیکن بصیرت کے اندھے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ پر اپنی کتابوں کے حوالوں سے نمبر لگا رہے ہیں اپنے غلط خیالات کی پرواز سے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے درمیان معاملات بتا رہے ہیں جن کے متعلق ملک مقرب اور انبیاء رسل کو بھی اطلاع نہیں۔ رسول کریم ﷺ سے ایسے الفاظ منسوب کر رہے ہیں جو آپ ﷺ نے نہیں فرمائے۔ رسول کریم ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ''جی میں کیا ہے'' کے متعلق ان مولویوں کو پتہ ہے جیسی ناقابل معافی باتیں لکھتے ہیں (استغفر اللہ)

سوال ـــــ امام ابو یوسفؒ کے فتوی کی زد میں ہونے کی وجہ سے ۔ یہ کلمات ـــــ ـــــ کیا ہے؟

Marfat.com

علمائے سو کی لغزشیں

دین کے بدلے دنیا

(ریاکاری ۔ خود پسندی اور طمع)

۱۔ قرآن کریم اور احادیث پاک کیا کہتے ہیں۔ فرمان رسول کریم ﷺ کی روشنی میں

۲۔ اب بھی وقت ہے دنیاوی طمع و لالچ ریاکاری اور خود پسندی چھوڑ دیں اور فرمان رسول کریم ﷺ پر عمل کریں

ریاکار علماء کا بد گمانی پھیلانا۔۔۔ منافرت اور حسد کی رو میں بہہ جا

قارئین کرام

غور فرمایا دلائل کم اور اظہار نفرت زیادہ ہے۔

حکم الٰہی

یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیر امن الظن ان بعض الظن
اثم ولا تجسسو ولا یغتب بعضکم بعضا ط (الحجرات ۴۹، ۱۲)

ترجمہ

اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور آپس میں
ایک دوسرے کے عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

حکم الٰہی

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ و الموعظۃ الحسنۃ و
جادلھم بالتی احسن۔ (النحل ۱۲۵)

ترجمہ

اپنے رب کی طرف بلاؤ حکمت اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر
بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

حدیث پاک

اعلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔
مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔
ایا کم و الظن فان الظن اکذب
تم اپنے آپ کو بد گمانی سے بچاؤ کیوں کہ بد گمانی اکثر جھوٹ ہوتی ہے۔

Marfat.com

۱۔ ایسے علماء شقی و جہنمی ہیں

یوتی بالعالم یوم القیامة فیلقی فی النار فتندلق اقتابه فیدور بها کما یدور الحمار بالرحی (احیاء علوم غزالی ج ا ص ۵۳)(حدیث پاک) قیامت کے دن عالم کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو اس کی انتڑیاں پیٹ سے باہر نکل آئیں گی تو انتڑیوں سے دوزخ میں ایسے گھومے گا جیسے کہ گدھا چکے کے گرد گھومتا ہے۔

قرآن میں اپنی رائے

(مشکوۃ ج ا باب العلم) آقا ﷺ نے فرمایا جو قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنائے۔ دوسری روایت ہے کہ جو قرآن میں بغیر علم کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا قرآن میں فضول جھگڑنا کفر ہے۔

۲۔ بے علم مولوی کے فتوے

(مشکوۃ ج ا باب العلم) آقا ﷺ نے فرمایا جو بے علم فتوے دے اس کا گناہ فتوے لینے والے پر ہے۔ آج کل کے دور میں بے علم جاہل مولویوں کی بہت کثرت ہے اپنے ناموں کے ساتھ مفتی تو مفت میں لگا لیتے ہیں۔ ایسی ایسی کتابیں لکھتے ہیں کہ پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے بے علم ہونے کی وجہ سے اپنا ایمان تو وہ گنوا بیٹھے ہیں تو دوسرے مسلمانوں کو بھی گمراہ کر کے اپنے ساتھ دوزخ میں لے جائیں گے۔

۳۔ فرمان نبوی ﷺ (برے علماء)

وعن الاحوص ابن حکیم عن ابیه قال سال رجل عن

النبی ﷺ عن الشر فقال لاتسالونی عن الشر وسلونی عن الخیر یقولها ثلثا ثم قال الا ان شرا الشر شرر العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء(رواہ الدارمی' مشکوۃ باب العلم ج اص ۲۲۵)

روایت ہے حضرت احوص بن حکیم سے وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ کسی نے نبی کریم ﷺ سے برائی کی بابت پوچھا۔ تو فرمایا کہ مجھ سے برائی کی بابت نہ پوچھو۔ بھلائی کے متعلق پوچھو تین بار فرمایا۔ پھر فرمایا آگاہ رہو کہ بدترین شر یہ برے علماء ہیں اور اچھوں سے اچھے بہترین علماء ہیں۔

اسلام کو ڈھانے والے

یہ بدترین برے علماء ہیں۔ اسلام کو عالم کی لغزش' منافق کا قرآن میں جھگڑنا اور گمراہ کن سرداروں کی حکومت تباہ کرے گی۔ عالم کے بگڑنے سے جہاں بگڑ جاتا ہے اور عالم کے سنبھلنے سے جہاں سنبھل جاتا ہے۔

مسلمانوں کے جہاز کا کپتان عالم ہوتا ہے۔ ترے گا تو سب کو لے کر اور ڈوبے گا تو سب کو لے کر۔۔۔۔ آج جماعۃ اہلسنت میں جتنے فرقے بنے ہیں وہ ایسے ہی علماء کی پھیلائی ہوئی منافرت سے ہیں۔ یہی عالم کی لغزش ہے۔

۴۔ گمراہ کرنے والے پیشوا (مولوی)

وعن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ انما اخاف علی امتی الائمۃ المضلین روایت ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ کہ میں اپنی امت پر گمراہ کن پیشواؤں کا خوف کرتا ہوں۔ (مشکوۃ ج ۷ ص ۲۰۳)

یہ وہ باتیں ہیں جو صاحب کلی علم غیب نے چودہ صدیاں پہلے بیان فرمادیں۔ یہ

Marfat.com

گمراہ کرنے والے مولوی یقیناً شیطان کے گروہ سے ہوں گے۔ یہ ایک عقلی دلیل ہے اور قرآن حکیم نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ حزب الشیطان کا اور جو دیگر اس گروہ میں شامل ہیں انہیں قرآن نے عبدالطاغوت بیان کیا ہے۔ چنانچہ اس کا یہ مطلب ہوا کہ گمراہ کن پیشوا عبدالطاغوت ہیں اور اس لئے نتیجہ یہ نکلا کہ آقا ﷺ کی شان اقدس میں نکتہ چینی کرنے والے ہی گمراہ کن پیشوا ہیں۔ چاہے یہ دنیا کے کسی حصے میں ہی ہوں۔ ان کی تعلیمات پر عمل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ پھر گمراہی مقدر بن جاتی ہے اور سیدھی جہنم میں لے جاتی ہے۔ ایسے مولویوں سے بچو ان کے جبّے کو دیکھ کر تعجب میں نہ پڑو کیونکہ یہ سب لباس خضر میں رہزن ہیں۔ انہوں نے بڑے بڑے خود ساختہ القابات لگائے ہوئے ہیں اور اندر سے بدبو آتی ہے۔

۵۔ گھنی داڑھی۔ سر منڈا ہوا

(مشکوۃ ج ۸ باب معجزات) روایت ہے ایک شخص آیا دھنسی ہوئی آنکھیں، ابھری پیشانی، گھنی داڑھی اونچی کنپٹی والا۔ سر منڈا ہوا۔ وہ بولا اے محمد ﷺ! اللہ سے ڈرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کون کرے گا۔ مجھے اللہ تعالیٰ زمین والوں پر امین بنائے اور تم مجھے امین نہ جانو۔ ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت مانگی۔ حضور ﷺ نے منع فرمایا جب وہ چلا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کی پشت سے ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی۔ قرآن ان کے گلے سے نہ اترے گا۔ وہ اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

آج کے دور میں "صاحب کلی علم غیب" کی باتیں سچ ثابت ہو رہی ہیں۔

Marfat.com

اسلام کو کیا چیز ڈھاتی ہے

۲۔ عالم کی لغزش :۔ وعن سفیان ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لکعب من ارباب العلم قال الذین یعملون بما یعلمون قال فما اخرج العلم من قلوب العلماء قال الطمع (رواہ الدارمی) وعن الاحوص ابن حکیم عن ابیہ قال سال رجل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الشر فقال لا تسالونی عن الشر وسلونی عن الخیر یقولہا ثلثا ثم قال الا ان شر الشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء (رواہ الدارمی) وعن زیاد بن حدیر قال قال لی عمر ھل تعرف مایھدم الاسلام قال قلت لاقال یھدمہ زلۃ العالم وجدال المنافق بالکتاب وحکم الائمہ المضلین (رواہ الدارمی) **(مشکوۃ باب العلم ج ۱' ص ۲۲۵)**

ترجمہ :۔ روایت ہے حضرت سفیان سے کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب سے فرمایا کہ اہل علم کون لوگ ہیں فرمایا جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں فرمایا کہ علماء کے دل سے علم کس چیز نے نکال دیا فرمایا لالچ نے (دارمی) روایت ہے حضرت احوص ابن حکیم سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برائی کی بابت پوچھا تو فرمایا کہ مجھ سے برائی کی بابت نہ پوچھو بھلائی کے متعلق پوچھو تین بار فرمایا پھر فرمایا آگاہ رہو کہ بدترین شریر برے علماء ہیں اور اچھوں سے اچھے بہترین علماء ہیں (دارمی) حضرت زیاد ابن جدید سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا جانتے ہو کہ اسلام کو کیا چیز ڈھاتی ہے میں نے کہا نہیں فرمایا اسلام کو عالم کی لغزش منافق کا قرآن میں جھگڑنا اور گمراہ کن سرداروں کی حکومت تباہ کرے گی۔

آسمان کے نیچے بدترین مخلوق

۶۔ عن علی رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یوشک ان یاتی علی الناس زمانہ لایبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجد ھم عامرۃ وھی خراب من الھدی علماء وھم شرمن تحت ادیم السماء من عندھم یخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔ (مشکوۃ ج ۱ ص ۲۲۹)

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب لوگوں پر وہ وقت آئے گا جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف رواج ہی رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے ان سے فتنہ نکلے گا اور انہیں میں لوٹ جائے گا۔ یعنی بے دین علماء کی کثرت ہو گی جن کا فتنہ مسلمانوں کو گھیر لے گا۔۔۔ یہ فرمان اس ذات اقدس کا ہے جو "صاحب کلی علم غیب" ہے۔ جس ذات پاک نے قیامت کی نشانیاں بتلا دیں چودہ سو سال پہلے۔ آج کل ہو بہو یہی ہو رہا ہے۔ علماء سو یعنی ان پڑھ جاہل علماء کی کثرت ہے۔ قرآن سمجھ میں نہیں آتا' بصیرت سے عاری اور شرک کے فتوؤں کے دفتر کھولے ہوئے ہیں۔ دنیاوی مفاد کے لئے اللہ تعالیٰ کے دین کو بیچ رہے ہیں۔

۷۔ ریاکار علماء

قیامت کے دن وہ جس نے علم سیکھا' سکھایا اور قرآن پڑھا' اسے لایا جائے گا۔ اپنی نعمتوں کا اقرار کرایا جائے گا۔ وہ اقرار کرلے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے شکریہ میں عمل کیا کیا؟ عرض کرے گا علم سیکھا' سکھایا' تیری راہ میں قرآن پڑھا۔ اللہ فرمائے گا تو جھوٹا ہے (قال کذبت) تو نے علم اس لئے سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے۔ اس لئے قرآن پڑھا تھا کہ قاری کہا جائے۔ یہ کہہ دیا گیا تو پھر حکم ہو گا اوندھے منہ کھینچا جاوے حتی کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (مشکوۃ ج ۱ باب العلم ص ۱۹۱)

Marfat.com

۹۔ دل شیطان جسم انسانی

(مشکوۃ ج ۲ باب فتنہ) فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے میرے بعد ایسے پیشوا ہوں گے جو نہ میری سنت اختیار کریں گے نہ میرے طریقہ پر چلیں گے۔ ان میں کچھ لوگ اٹھیں گے جن کے دل شیطانوں کے دل ہوں گے۔ جسم انسانوں کے' چنانچہ انسانی جسموں والے شیطان بڑے بڑے چوغے پہنے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بڑے بڑے خود ساختہ القابات لگائے ہوئے ہیں کہ انسان ان کو دیکھ کر متعجب ہو جاتا ہے۔ یہ سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ باتیں بظاہر اچھی کریں گے لیکن علم سے بے بہرہ ہوں گے۔ بد عمل' بد مذہب علماء کلمہ گو اور مدعی اسلام ہوں گے۔ عربی بولین گے اس لئے لوگ ان سے بہت دھوکا کھایا کریں گے۔ روافض' خوارج' وہابی نجدی وغیرہ سب عرب ملک ہی کی پیداوار ہیں۔

۱۰۔ ریاکاروں کو فضیحت اور رسوائی کی سزا

عن جندب رضی اللّٰہ عنہ قال قال النبی ﷺ من سمع سمع اللّٰہ بہ ومن یرائی یرائی اللّٰہ بہ۔ (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی عمل سنانے اور شہرت دینے کے لئے کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو شہرت دے گا' اور جو کوئی دکھاوے کے لئے نیک عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو خوب دکھائے گا۔
(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

تشریح

مطلب یہ ہے کہ دکھاوے اور شہرت کی غرض سے نیک اعمال کرنے والوں کو ایک سزا ان کے اس عمل کی مناسبت سے یہ بھی دی جائے گی کہ ان کی اس ریاکاری اور منافقت کو خوب مشہور کیا جائے گا اور سب کو مشاہدہ کرا دیا جائے گا کہ یہ بدبخت لوگ یہ

نیک اعمال اللہ کے لئے نہیں کرتے تھے بلکہ نام و نمود اور دکھاوے اور شہرت کے لئے کیا کرتے تھے۔۔۔ الغرض جہنم کے عذاب سے پہلے ان کو ایک سزا یہ ملے گی کہ روز محشر ان کی ریاکاری اور منافقت کا پردہ چاک کر کے سب کو ان کی بدباطنی دکھادی جائے گی۔ اللہم احفظنا۔

۱۱۔ ریاکار عابدوں اور عالموں کو جہنم کا سخت ترین عذاب

عن ابی ہریرة رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ تعوذوا باللّٰہ من جب الحزن! قالوا یارسول اللّٰہ وماجب الحزن؟ قال واد فی جہنم یتعوذ منہ جہنم کل یوم اربع مائة مرة' قیل یارسول اللّٰہ ومن یدخلہا؟ قال القراء المرائون باعمالہم۔ (رواہ ترمذی)

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ "جب الحزن" (غم کے کنوئیں یا غم کے خندق) سے پناہ مانگا کرو۔ بعض صحابہ نے عرض کیا۔ حضرت جب الحزن کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا جہنم میں ایک وادی (یا خندق) ہے (جس کا حال اتنا برا ہے) خود جہنم دن میں چار سو مرتبہ اس سے پناہ مانگتی ہے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! اس میں کون لوگ جائیں گے؟ آپ نے فرمایا وہ بڑے عبادت گذار یا وہ زیادہ قرآن پڑھنے والے جو دوسروں کو دکھانے کے لئے یہ اعمال کرتے ہیں۔

(جامع ترمذی)

تشریح

جہنم کے اس خندق "جب الحزن" میں ڈالے جانے والوں کے لئے رسول اللہ ﷺ نے "القراء" کا لفظ ارشاد فرمایا ہے' اس کے معنی زیادہ عبادت کرنے والے کے

بھی ہو سکتے ہیں اور قرآن کے علم اور قرآن پڑھنے میں خصوصیت اور امتیاز رکھنے والے بھی ہو سکتے ہیں۔۔۔۔ پس حضور کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کے اس خاص کنوئیں یا خندق میں وہ لوگ جھونکے جائیں گے جو بظاہر اعلیٰ درجہ کے دیندار، علم قرآن کے امانت دار اور بڑے عبادتگزار ہوں گے لیکن حقیقت میں اور باطن کے لحاظ سے ان کی یہ ساری دینداری اور عبادتگزاری ریاکارانہ ہو گی۔

۱۲۔ دین کے نام پر دنیا کمانے والے ریاکاروں کو سخت تنبیہ

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال رسول اللّٰہ ﷺ یخرج فی اخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتھم احلیٰ من السکرو قلوبھم قلوب الذیاب یقول اللّٰہ ابی یغترون ام علی یجترئون فبی حلفت لا بعثن علی اولئک منھم فتنۃ تدع الحکیم فیھم حیران۔

(رواہ الترمذی)

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ ایسے مکار لوگ پیدا ہوں گے جو دین کی آڑ میں دنیا کا شکار کریں گے، وہ لوگوں پر اپنی درویشی اور مسکینی ظاہر کرنے اور ان کو متاثر کرنے کے لئے بھیڑوں کی کھال کا لباس پہنیں گے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی، مگر ان کے سینوں میں بھیڑیوں کے سے دل ہوں گے (ان کے بارے میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کیا یہ لوگ میرے ڈھیل دینے سے دھوکہ کھا رہے ہیں یا مجھ سے نڈر ہو کر میرے مقابلے میں جرات کر رہے ہیں، پس مجھے اپنی قسم ہے کہ میں ان مکاروں پر انہی میں سے ایسا فتنہ کھڑا کروں گا جو ان میں کے عقلمندوں اور داناؤں کو بھی حیران بنا کر چھوڑے گا۔ (جامع ترمذی)

قرآن کی اجرت۔ دنیا ہی میں لیں گے۔ کون

عن جابر قال خرج علینا رسول اللّٰہ ﷺ ونحن نقرا

Marfat.com

القران و فينا الاعرابی و العجمی فقال اقروا فکل حسن وسيجئی اقوام يقيمون كما يقام القدح يتعجلونه ولا يتاجلونه (رواه ابو داود) (البيهقی فی شعب الايمان) وعن حذيفه قال قال رسول الله ﷺ اقروا القران بلحون العرب و اصواتها وايا كم ولحون اهل العشق ولحون اهل الكتابين وسيجئی بعدی قوم يرجعون بالقران ترجيع الغناء و النوح لايجا وزحنا جرهم مفتونه قلوبهم وقلوب الذين يعجبهم شانهم (رواه البيهقی فی شعب الايمان ورزين فی کتابه) وعن البرا بن عازب قال سمعت رسول الله ﷺ يقول حسنوا القران باصواتکم فان الصوت الحسن يذيد القران حسنا (رواه الدارى)

(مشکوۃ ج ۳، ص ۲۷۲ باب آداب تلاوت)

ترجمہ :۔ حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر تشریف لائے جب ہم قرآن پڑھ رہے تھے عربی اور عجمی سب ہی تھے تو فرمایا پڑھے جاؤ سب ٹھیک ہو کچھ قومیں ایسی ہوں گی جو تلاوت کو ایسے درست کریں گی جیسے تیر سیدھا کیا جاتا ہے دنیا میں اجرت لیں گے آخرت کے لئے نہ رکھیں گے (ابوداؤد) (بیہقی شعب الایمان) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید عربی لہجوں اور عربی آوازوں سے پڑھو عشق والوں کی راگنیوں اور توریت و انجیل والوں کے لہجوں سے بچو ہمارے بعد وہ قومیں آئیں گی جو قرآن میں ایسی گلے بازیاں کریں گے جیسے گانے اور نوحے میں قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا ان کے اور انہیں پسند کرنے والوں کے دل فتنہ میں مبتلا ہوں گے (بیہقی شعب الایمان)

نوٹ ریاکار۔ خودپسند۔ متکبر اور بدگمانی و منافرت پھیلانے والے علماء کے لئے اتنی حدیثیں ہی کافی ہیں۔ وما علينا الا البلاغ

Marfat.com

بد مذہبی اور سید ہونا

فرمان علی کرم اللہ وجہ الکریم۔ انا قسیم النار (نسیم الریاض ص ۱۶۳ ج ۳)

ترجمہ۔ میں دوزخ بانٹوں گا۔ یعنی دین سے منحرفین اور املائے اسلام کو دوزخ میں بھیجنے کا آرڈر دوں گا۔ ظاہر ہے آپ اپنی اولاد کو کیسے دوزخ میں پھینکیں گے وہی دوزخ میں جائیں گے جن کا آپکی اولاد سے سلسلہ منقطع ہو گیا ہو گا۔ اور انقطاع کا موجب بد مذہبی اور غلط عقیدگی۔

قاعدہ۔ فن حدیث کا قاعدہ ہے کہ جس روایت کا راوی تقہ ہو اور مروی عن الصحابی ہو لیکن اس میں عقل کا دخل نہ ہو تو وہ حکماً مرفوع حدیث ہوتی ہے۔ (نسیم الریاض ص ۱۶۳ ج ۳) کیونکہ جب وہ روایت عقل سے وراء ہے تو لا محالہ صحابی کے اجتہاد کو دخل نہیں اسی لئے یہ قول در حقیقت قول رسول کریم ہی سمجھا جائے گا۔

قارئین کرام۔ (۱) سچے سید آل رسول ہمارے سر کا تاج ہیں ان کی مثال سفینہ **نوح** کی ہے اور بندہ اسی سفینہ کا سوار ہے۔ (فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم **میرے اہلبیت سفینہ نوح کی مانند ہیں**)

(۲) فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کسی منافق کو اے سید کہے اس نے اپنے رب عزوجل کا غضب اپنے اوپر لے لیا (رواہ ابو داؤد و نسائی بسند صحیح عن بریدہ۔ روایت حکم)

قانون الٰہی۔ ینوح انه لیس من اھلك انه عمل غیر صالح (ھود)

اے نوح وہ (تیرا بیٹا) تیرے گھر والوں میں سے نہیں بیشک اس کے کام غیر صالح (برے یعنی نیک کے متضاد جھوٹے باطل) ہیں یاں غیر صالح سے مراد بد عقیدگی بھی ہے کہ یہ دل کا عمل ہے تو معلوم ہوا کہ (۱) وہابی۔ دیوبندی وغیرہ مذہب سید نہیں۔ اگرچہ ان جماعتوں میں اسے لوگوں کے نام سنے جو اپنے نام کے آگے سید اور آخر میں شاہ لکھتے ہیں۔

(۲)۔ سید اگر بد عقیدہ ہو جائے (قطع نظر اس کے کہ وہ سچا سید ہے یا جھوٹا جیسا کہ آج کل نقل مکانی کر کے لوگ سید بن بیٹھے وغیرہ وغیرہ)

(۳) تو وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل جائے گا اور قول علی کرم اللہ وجہ الکریم کے مطابق بد مذہب ہونے کے ناطے دوزخ کے ٹکٹ کا حقدار ہو گا۔

(۴)۔ یاد رہے۔ قرآن حکیم واحادیث پاک میں کوئی دلیل نہیں کہ ولی کا بیٹا یا بیٹے ولی ہی ہوں ولایت کا معیار تقویٰ ہے نہ کہ ولدیت۔

نوٹ:۔ ایسے لوگوں کو جاننا چاہئے کہ وہ ولدیت کی بنا پر بد عقیدگی بھی کریں اور ولی بھی کہلائیں۔ یہ سراسر قرآن حکیم وحدیث پاک کے خلاف ہے اور عقل کے خلاف بھی۔

Marfat.com

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم فرماتے ہیں
مجھے ایسے لوگوں کو دیکھنے کا کتنا شوق ہے
اللہ تعالی کی زمین پر یہ اس کے خلیفہ ہیں

قرآنی آیات پر غلط اعتراضات۔ دلائل سے دور کرنے والے لوگ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ لیکن یہ بات بھی ہے کہ زمین کبھی بھی اللہ تعالی کے ایسے بندوں سے خالی نہیں ہوتی۔ جو اس لئے دلائل لے کر کھڑے ہوتے ہیں تاکہ اللہ تعالی کے دلائل اور واضح احکام بیکار اور معطل نہ قرار دیئے جائیں۔ ان بندوں کی تعداد چاہے بہت کم ہو۔ لیکن اللہ تعالی کے ہاں ان کا درجہ سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالی کی محبتوں یعنی قرآنی آیات پر جو غلط اعتراضات کیے جاتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالی اپنے بندوں کے ذریعہ دور فرماتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان محبتوں کو اپنے جیسے بندوں تک پہنچا کر ان کے دلوں میں اتار دیتے ہیں اور کمال علم کی وجہ سے ہر امر کی حقیقت ان پر واضح ہو جاتی ہے۔ اور جس امر کی حقیقت عیش و عشرت والوں کو دشوار نظر آتی ہے وہ ان کے لئے بہت آسان ہوتی ہے۔ اور جن کاموں سے جاہل لوگ گھبراتے ہیں اور وحشت محسوس کرتے ہیں ان میں ان کا دل لگتا ہے۔ یہی لوگ اللہ تعالی کی زمین پر اس کے خلیفہ ہیں اور اس کے دین کے داعی ہیں۔ ہائے ہائے مجھے ان لوگوں کے دیکھنے کا کتنا شوق ہے ـــــــ صفحہ نمبر 223

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم کی عالم کے متعلق رائے

(فرمان مبارک مجھے ان لوگوں کے دیکھنے کا کتنا شوق ہے)۔ کن کا؟

کاش اس علم کو اٹھانے والے مجھے مل جاتے

دل کیا ہے۔

(۱)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بار حضرت کمیل رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ دل برتن ہیں۔ ان میں سے بہترین برتن وہ ہے جو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہو۔ میں تمہیں جو بات کہہ رہا ہوں وہ یاد رکھنا۔

(۲)۔ انسان کی اقسام۔ (الف) ایک عالم ربانی (ب) دوسرے وہ علم حاصل کرنے والا جو نجات کے راستہ پر چل رہا ہے۔ (ت) تیسرے وہ کمینے دررذیل لوگ جو ہر شور مچانے والے کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ اور جدھر کی ہوا چلے ادھر کو ہی رخ کر لیتے ہیں۔ نہ تو علم کے نور سے روشنی حاصل کی۔ اور نہ ہی مضبوط مددگار کی پناہ حاصل کی۔

(۳)۔ علم اور مال۔ علم مال سے بہتر ہے۔ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور مال کی حفاظت تمہیں کرنی پڑتی ہے۔ علم عمل کرنے سے بڑھتا ہے اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے۔ عالم کی محبت دین ہے جس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بدلہ ملے گا۔ علم کی وجہ سے عالم کی زندگی میں اس کی بات مانی جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کا اچھائی سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جب مال چلا جاتا ہے تو مال کی کاریگری اور مال کی بنیاد پر چلنے والے کام بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ مال کے خزانے جمع کرنے والے زندہ بھی ہوں تو وہ مردہ شمار ہوتے ہیں اور علماء جب تک زمانہ رہے گا باقی رہیں گے۔ ان کے جسم دنیا سے چلے جائیں گے لیکن ان کی عظمت کے نقوش دلوں میں باقی رہیں گے۔

(۴)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔

اور یہ بات غور سے سنو اور سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اس جگہ ایک زبردست علم ہے۔ کاش اس علم کو اٹھانے والے مجھے مل جاتے۔

Marfat.com

کیسے کیسے لوگ؟

دین کو دنیا کے بدلے بیچنے والے۔ جن کی سمجھ تو تیز ہے لیکن ان پر اطمینان نہیں۔ یہ دین کے اسباب کو دنیا کے لئے استعمال کرتے ہیں اور قرآن میں اللہ تعالی نے جو دلائل بیان کیے ہیں ان سے قرآن پاک کے خلاف ہی ثابت کرتے ہیں اور اللہ تعالی کی نعمتوں کو اس کے بندوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔

دین میں شک کرنے والے۔ جو اہل حق کے فرماں بردار تو ہیں لیکن انہیں دین کے زندہ کرنے کی کوئی سمجھ نہیں اور معمولی سا شبہ پیش آتے ہی ان کے دل میں شک پیدا ہو جاتا ہے۔ نہ اس طرف طبیعت جمتی ہے اور نہ اس طرف۔

(ت) مال جمع کرنے والے۔ جو لذتوں میں پڑے ہوئے ہیں اور آسانی سے خواہشات کی بات مان لیتے ہیں۔ یا پھر ایسے لوگ ملتے ہیں جو مال جمع کرنے اور ذخیرہ کرنے کا ہی جذبہ رکھتے ہیں۔ یہ انسان دین کے داعی بھی نہیں ہیں اور چرنے والے جانور ان دونوں کے زیادہ مشابہہ ہیں۔

قارئین کرام۔ مولائے کائنات باب مدینتہ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کا فرمان مبارک کتنا صحیح ہے۔ آج کل دین کے بدلے دنیا خریدی جارہی ہے جو لوگ دین کے رہبر بنتے ہیں وہ دین کی قیمت اسی دنیا میں لے رہے ہیں ایسے لوگوں کے رہن سہن طرز زندگی دیکھ کر انسان احساس کمتری مین مبتلا ہو جاتا ہے کہ پچارو۔ ڈالر۔ پونڈ وغیرہ میں مست لوگ غریبوں کو سادگی کا درس دے رہے ہیں۔ کتنی منافقت ہے۔ یہ سارا حساب کتاب روز قیامت ضرور ہو گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آپ کی خصوصی توجہ کے لیے

برادرانِ اسلام ———— السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ادب چونکہ جانِ ایمان ہے اس لیے عقیدت و محبت کے اظہار کے لیے مندرجہ ذیل باتیں ملحوظِ خاطر رکھیے۔ دُعائیں خیر و برکت اور زینت کیلئے۔

اے اللہ، اے رب العالمین اے مالکِ دوجہاں کی بجائے یا ربَّ العالمین یا ارحم الراحمین یا احکم الحاکمین سے شروع کیجیے۔ گفتگو میں (فقط اللہ نے فرمایا کہنے کی بجائے اللہ تعالےٰ۔ اللہ جل شانہٗ، اللہ تبارک وتعالےٰ، اللہ جلّ مجدہٗ الکریم، حق سُبحانہٗ وتعالےٰ نے ارشاد فرمایا (ب) اسی طرح آں حضرت، حضور، سرکار، یا رسُول اللہ نے فرمایا کہنے کی بجائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا مؤدب و بابرکت طریقہ اپنایئے (ت) صرف قرآن و حدیث، سیرت، مکہ یا مدینہ کہنے کی بجائے قرآنِ حکیم، قرآن مجید، حدیث مُبارک، حدیث شریف سیرت مطہرہ، سیرت مبارکہ، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مدینہ طیبہ کہا کیجئے (ث) یوں ہی اہل بیت، صحابہ و اولیاء کہنے کی بجائے اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہہ کر اپنی بات کو حسن و تازگی بخشیے۔ (ث) تحریر میں اس قسم کے مخفف اشارے یعنی ج، تعا، ص، عز، صلعم رض اور رح لکھنے سے اجتناب فرمائیں اور مکمل جلّ جلالہٗ، علیہ السلام، صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ لکھئے اور اگر ایسے اشارے لکھے ہوئے پائیں تو ان کی اصلاح کریں اور مکمل پڑھیں۔

اسی طرح اسلامی مہینوں کے نام بھی مکمل آداب کے ساتھ تحریر فرمائیں اور پڑھیں۔ جیسے محرم الحرام، صفر المظفر، ربیع الاول شریف، ربیع الآخر شریف وغیرہ اللہ کریم توفیقِ عمل عطا فرمائیں، بجاہِ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ آمین۔

Marfat.com

صاحب خلق عظیم ﷺ کا عمل مبارک

فرمان مبارک فرمان رسول کریم ﷺ

فرمان مبارك: من سئل علماً و هو مشتغل فی حدیثه فاتم حدیثه ثم اجاب السائل

ترجمہ۔ جس سے علم کی بابت پوچھا گیا اور وہ پہلے ہی گفتگو میں مشغول ہو اسے چاہئے کہ پہلے جاری گفتگو مکمل کرے پھر بعد میں سائل کی طرف توجہ دے (بخاری شریف)

(۱)۔ رسول کریم ﷺ نے تو اخلاقیات کا نمونہ پیش کیا۔ کیونکہ یہ معاملہ ہی اخلاق کا تھا۔

(۲)۔ تمام روایات میں کہیں بھی ذکر نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے عبس کیا بلکہ اتنا ہے کہ سورت عبس و تولی/ ابن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۳)۔ قرآن پاک کے مطابق عبس . کلح . بسل . بسر . تولی . تلھٰی . اور لھو کفار و مشرکین کی بداخلاقی کی بدترین مثالیں تھیں۔

(۴)۔ امام ابو یوسفؒ کا فتوی۔ رسول کریم ﷺ کی پسندیدہ ترکاری 'کدو' کو ناپسند کہنے والے کو کافر کہا اور اگر توبہ نہ کرے تو وہ واجب القتل تھا۔ اعمال مبارکہ کو 'ناپسندیدہ فعل' جو کہ لاعلمی کی بنا پر ہوا۔ رسول کریم ﷺ سے منسوب کرنے والے مولوی کتنی بڑی توہین رسالت کے مرتکب ہیں؟ ایسے تمام مولوی امام یوسف کے فتوی کی زد میں ہیں۔

(۵)۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے امتی محسنین۔ توابین۔ مطھرین۔ متوکلین۔ صابرین۔ مقسطین۔ متقین۔ شاکرین سے محبت کرتا ہے اور انہیں دنیا کے انعام و آخرت کی خوشخبری دی۔ محبوبوں پر عتاب نہیں ہوتا کیونکہ عتاب کے لئے گناہ کا صدور لازم ہے تو پھر حبیب اللہ پر 'عتاب' (معاذاللہ۔ استغفراللہ) یہ خلاف قرآن کریم ہے۔

(۶)۔ البیان کی تفسیر ماہنامہ السعید اپریل ۲۰۰۰ء میں عبس و تولی کو رسول کریم ﷺ کا ناپسندیدہ فعل قرار دیا ہے اور رسول کریم ﷺ سے اسکا علم نہ ہونا منسوب کیا گیا ہے۔ (استغفراللہ۔ معاذاللہ)۔ امتی کو رسول کریم ﷺ کے متعلق ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔ اور توبہ کرنی چاہئے۔

(۷)۔ عبس و تولی کو ذنب کی تاویل کرنا غلط ہے۔

Marfat.com

عبس وتولیٰ کس نے کیا تھا

(۱)۔ سعیدی مولوی (حامد سعید کاظمی۔ اقبال ملتانی۔ اللہ بخش نیر۔ مسٹر الطاف حسین) کے عقیدہ کے مطابق رسول کریم ﷺ نے عبس وتولی کیا تھا یہ ناپسندیدہ فعل تھا (استغفر اللہ) اس کی بنیاد "لاعلم ہونا بتاتے ہیں (معاذ اللہ)

(۲)۔ علامہ سید احمد کاظمی صاحب کا درست فتوی۔

(۳)۔ "انبیاء علیہم السلام کل امور میں برگزیدہ اور پسندیدہ ہیں"

(۴)۔ فرمان الہی۔ وانهم عندنا لمن المصطفين الاخيار (سورة ص)

ترجمہ۔ اور بیشک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں (یعنی نیکی پسندیدگی اور برگزیدگی کے حامل ہیں)

ثابت ہوا

عبس وتولی رسول کریم ﷺ نے نہیں کیا تھا

اس لئے اسے ذنب، کی دلیل بنانا غلط ہے۔

(یہ تو کفار ومشرکین کی خصلتیں

سورۃ عبس کی ابتدائی آیات کا مخاطب

جس کی پڑتال قرآن حکیم اور احادیث پاک کی روشنی میں ثابت ہوئی۔

6621

Marfat.com